UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188910
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۱۰۵۴۹۷ Accession No. ۱۰۳۵۵

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

سلسلۂ آصفیہ

جلد دوم

دکن مین موسیو تھیونو ایک فرانسیسی کی سیاحت

سنہ ۱۶۵۵-۶۸ء

باہتمام ونگرانی

جناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی اے بی ایل ایف جی ایس

اسوشیئیٹ رائل اسکول آف مائنز لندن

ممبر آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آیرلینڈ

ممبر آف دی فیڈریٹیڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجنیرس

ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال وبمبئی

بی ایل گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی

ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات سرکار نظام

سررشتہ علوم وفنون سرکار عالی مین ترجمہ ہوا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صاحب صوفی طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۷ء

سلسلۂ آصفیہ

جلد دوم

دکن مین موسیو تھیونو ایک فرانسیسی کی سیاحت

سنہ ۱۶۵۵-۶۸ء

باہتمام و نگرانی

جناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی اے۔ بی ایل ایف جی ایس

اسوشیئیٹ رائل اسکول آف مائنس لندن

ممبر آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آیرلینڈ

ممبر آف دی فیڈریٹیڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجنیرس

ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و بمبئی

بی ایل گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی

ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

معتمد تعمیرات و ریلوے و معدنیات سرکار نظام

سررشتہ علوم و فنون سرکار عالی مین ترجمہ ہوا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلان

جس وقت پیروانِ دینِ اسلام نے عرب کے ریگستان سے قدم باہر نکالا اور اعلاے کلمۃ اللہ سے فارغ ہوئے تو ان کی ترقی تمدنی کا پہلا کام یہ ہوا کہ مشرق و مغرب کے علوم و فنون کو انہون نے زبانِ عربی کی فصاحت و بلاغت کا زیور پہنایا۔ اور جو بے بہا قدیم تصنیفات یونان و روم کی اُجڑی ہوئی خانقاہون اور ہندوستان و ایران کے افسانہ آمیز رموز و کنایون مین چھپی ہوئی تھین اُن کو نہ فقط تلف ہونے سے بچایا بلکہ ترجمون کے ذریعہ سے ان کو ایسے زمانون مین زندہ و سلامت رکھا جب یورپ جہالت کی تاریکی مین گھرا ہوا تھا اور انھی تراجم کی بدولت یورپ نے وہ جدید نشو و نما پائی جس کا نام تاریخ مین نشئۃ الثانیہ رکھا گیا ہے۔

دوسری صدی ہجری کا آغاز تھا کہ ۱۱۳ھ ہجری مین ہشام عبدالملک کے حکم سے

فارس کی سب سے مفصل تاریخ کا عربی مین ترجمہ کیا گیا۔ پھر رفتہ رفتہ اس صیغہ ترجمہ نے وہ وسعت حاصل کی کہ دنیا کی تمام قومون کا علمی ذخیرہ عربی زبان مین آگیا۔

اسلام کی حکومت اندلس مین بھی پہلے یہی طریقہ جاری رہا اور اس کے بعد وہ علمی اور عملی تحقیقات ہوئین جن سے آج تک مسلمانون کا نام روشن ہے۔

تمدن اسلامی کی وہ فطرت جس کا بہت بڑا جزترقی علوم وفنون ہے ہندوستان کے سلاطین مغلیہ مین بھی اعلی درجہ پر رہی البیرونی اور ابوالفضل وفیضی کے سے نامور علماو محققین نے ہندوستان ہی کے سلاطین اسلامیہ کے دربار مین نام وعزت حاصل کی۔

دکن کے سلاطین بہمنیہ بھی علم وادب کے کم قدردان نہ تھے۔ انھین کے سایۂ عاطفت مین ابوالقاسم فرشتہ نے وہ بے نظیر تاریخ ہندوستان ودکن کی لکھی جو اِس وقت تک بھی ایک بہت معتبر ذخیرۂ تاریخی ہے۔

دولت آصفیہ خلد اللہ تعالی نے بھی جو وقتاً فوقتاً ترقی علوم مین کوششین کی ہین وہ محتاج بیان نہین ہین لیکن اس دولت ابدقرار مین اس وقت تک کوئی مستقل سررشتہ تراجم وتصنیفات کا جس کے ذریعہ سے علوم مغربیہ کی اشاعت زبان اُردو مین ہوسکے نہ تھا۔ الحمد للہ کہ مدار المہام وقت وزیر باتدبیر عالیجناب معلی القاب جناب نواب محمد فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامرا بہادر کے۔سی۔ آئی۔ اِی وزیر اعظم ریاست دکن نے ایک صیغۂ علوم وفنون قایم فرمایا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ مفید اور بکار آمد کتابین مختلف السنۂ یورپ سے اُردو زبان مین ترجمہ ہون

اور نیز جدید تصانیف و تحقیقات علمیہ اسی زبان مین شایع کرائی جائین جس سے اُردو زبان مین نہ فقط مضامین مختلفہ کے بیان سے وسعت تامہ پیدا ہو بلکہ علوم و فنون و تاریخ کے زبان ملکی مین ہو جانے سے تعلیم قومی مین ترقی ہو۔

اس سررشتہ کی نگرانی جناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی بالقابہ کے سپرد کی گئی ہے جس سے پورا اطمینان ہو سکتا ہے کہ حسب امید یہ صیغۂ علوم و فنون ترقی کریگا اور عامۂ خلایق کو معتدبہ فواید حاصل ہونگے۔ جو کتابین اس صیغہ کی نگرانی مین مرتب ہونگی وہ **سلسلۂ آصفیہ** کے نام سے مشتہر کی جائینگی۔

اِس سلسلہ کی پہلی کتاب **سفرنامہ موسیو ٹیورنیر** ہے جس کو ایک خاص مناسبت سلسلۂ آصفیہ کے ساتھ ہے کیونکہ موسیو ٹیورنیر نے سترہوین صدی کے وسط مین ممالک محروسہ سرکار عالی کے ایک بہت بڑے حصہ کا سفر کیا ہے جس کی سرگذشت اس کتاب مین لکھی گئی ہے۔

اس سلسلہ کی دوسری جلد یہی ہے جسمین **موسیو تھیونو** کے سیاحت کے اوس حصہ کا ترجمہ ہے جو دکن سے متعلق ہے۔

اِسکی تیسری اور چوتھی جلدین جو **تاریخ دکن** کی دو ابتدائی جلدین ہین زیر طبع ہین جس مین سے تیسری جلد تقریباً چھپکر طیار ہو گئی ہے۔

فہرست مضامین سیاحت موسیو تھیونو

مضمون	صفحہ
مترجم کا دیباچہ اور موسیو تھیونو کی سوانح عمری	۹
مقالہ اول	
باب چہل و دوم - صوبہ خاندیس کا بیان	۲۰
باب چہل و سوم - صوبہ بالاگھاٹ کا بیان	۲۴
باب چہل و پنجم - صوبہ دولت آباد کا بیان اور ورزش جسمانی کے کرتب	۳۷
باب چہل و ششم - سیتا نگر کا مندر	۴۳
باب چہل و ہفتم - صوبہ تلنگانہ	۴۹
باب چہل و ہشتم - صوبہ بگلانہ اور ہندوؤں کی شادی بیاہ	۵۴
باب چہل و نہم - مردے اور ستی کی رسم	۵۸
مقالہ دوم	
باب اول - دکن و مالابار کا بیان	۶۲
باب دوم - انقلاب دکن	۷۲
باب سوم - گوا کا بیان	۷۸
باب چہارم - سلطنت گولکنڈہ بھاگ نگر - یعنی حیدر آباد کا بیان	۸۰
باب پنجم - باشندگان بھاگ نگر یعنی حیدر آباد	۸۹
باب ششم - قلعہ گولکنڈہ	۹۳
باب ہفتم - گولکنڈہ کا بادشاہ جو اس وقت بر سر حکومت تھا	۹۸
باب ہشتم - امراے گولکنڈہ	۱۰۵
باب نہم - موسیو تھیونو کی بھاگ نگر سے موسلی پٹم کو روانگی	۱۱۰
باب دہم - موسیو تھیونو کی روانگی بھاگ نگر سے سورت کو	۱۱۹

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السَّفَرُ وَسِیْلَةُ الظَّفَرُ سفر کے جو جو کچھ فواید ہین وہ ادنی تامل سے ہر کسی شخص کے خیال مین آسکتے ہین جنکے بیان کی چندان ضرورت نہین - گو اہل یورپ پندرہوین صدی عیسوی سے ہی بڑے بڑے دور و دراز سفر کرنے لگے تھے - مگر جو جوش و خروش اوس کا عوام مین سترہوین صدی مین جا کر پھیلا وہ پہلے کبھی نہین ہوا تھا - ہر قوم کے آدمی یہی چاہتے تھے کہ ہم ہی پیش قدمی کر کے مشرق مین جا کر وہان کے حالات دریافت کرین اور وہان جو کچھ خدا کی دولت لٹ رہی ہے اوس کی اطلاع اپنے اہل قوم کو دین ان سفرون کے نتایج جو کچھ ان سیاحون کی نسلون کو حاصل ہوے وہ بالکل عیان ہین اون کو مسلمانون کی طرح یہان کی صرف بادشاہی ہی حاصل نہین ہو گئی بلکہ صنعت و تجارت کے منافع اور برکات سماوی اور دفائن و خزاین ارضی غرض کہ ان ممالک کے کل نعماے آلہی جن پر کبھی کسی ماسبق کے

خیالات بھی نہ پہونچے تھے وہ بھی اونکے قبضہ و دخل مین آگئین اور آتی جاتی ہین - اور وہ دولت اور علم سے ایسے مالامال ہوگیے ہین کہ اون کی دولت کو سنبھالنا اور اوس علم کے بوجہ کو اوٹھانا اور پھر اوسی جبر منفعت کے قابل کرنا اور غفلت کے عیش و سرور مین نہ پڑنا بھی اونھین کا کام ہے -

انھین سیاحون مین سے ایک شخص موسیو دی تھیونو فرانسیسی ہے جو ۷ - جون ۱۶۳۳ع کو ایک شریف خاندان مین پیدا ہوا - اور نوار کالج جو پیرس دارالسلطنت فرانس کی یونیورسٹی سے متعلق تھا تعلیم پاکر اٹھارہ سال کے عمر مین فارغ التحصیل ہوگیا - چونکہ اس زمانہ مین یورپ کے سیاح مشرقی ملکون کے سفرنامے لکھ رہے تھے اور اپنی اپنی سیر و سیاحت کے حالات قلمبند کر کے ملک مین پھیلا رہے تھے یہ تحریرات موسیو تھیونو کی نظر سے بھی گذرین - اوس کا مزاج ایک تو قدرت نے ہی محقق بنایا تھا دوسرے سیاحون کی تحریرون نے اس کے دل مین شوق کی ایسی آگ بھڑکائی کہ اُس نے حب الوطنی کی مضبوط زنجیرون کے بندھنون کو ڈھیلا کر دیا - اس نے صرف سفر کا ارادہ ہی نہین کیا بلکہ سنہ ۱۶۵۲ع مین جب وہ صرف اونیس سال کا نوجوان تھا اور جو عمر کہ ہمارے ملک مین ابھی کھیل کود کی سمجھی جاتی ہے اوس عمر مین وہ فرانس سے اس سفر پر روانہ ہوا جس کے کارنامہ کو آج دو سو برس سے علما دیکھ دیکھ کر فوائد حاصل کر رہے ہین - سب سے زیادہ مشہور اور پھر نہار مقام اوسوقت انگلستان نظر آتا تھا پہلے وہ یہین پہونچا - مگر بہت جلد یہان سے ہالینڈ کو چلا گیا - پھر یہان سے کولن اور فرینک فورٹ ہوتا ہوا اسٹربن روانہ ہوا کہ وہان شاہی پارلیمنٹ دیکھے - پھر جرمنی کی سیر دیکھتا ہوا اطالیہ مین داخل ہوا اور کوہستان ٹرال سے پہلے ویرونا مین اور پھر وینس اور لورنٹیو مین جاکر شہر روم کی سیر کی یہان

پوپ انوسینٹ دہم کے مرجانے کی وجہ سے کچھ دن ٹھیرنا پڑا تاکہ رسوم تعزیت اور نئے پوپ کی تقریبات تہنیت کے دیکھنے کا اسے عمدہ موقع ملے - اب اوس نے سوچا کہ سفر تو کرنا چاہیے - مگر نہ ایسا جیسا ہمارے مشرقی ملکون کے بڑے بڑے سیاحون نے کیا اور اوس سے کچھ بھی نتائج حاصل نہ کیے اور آخر اسی مثل کے مصداق بنے "اُترّ جاؤ یا دکھن وہ ہی کرم کے لچھن ٹکرڑے کھایے دن ہلایے کپڑے پہاڑے گھر کو آیئے" بلکہ سفر ہو تو ایسا ہو جس سے علم و ہنر حاصل ہو ملک اور اہل ملک کو فائدہ پہونچے یہ قانونِ قدرت ہے کہ جو شخص جس چیز کی تلاش کرتا ہو بشرطیکہ طاقت بشری سے خارج نہو اُسے ضرور مل جاتی ہے -

چہ خوش زد مثل شاہ گویندگان	کہ جویندگانند یابندگان

ملک اطالیہ کے اسے مشہور و معروف شہر روم مین اوسے موسیو ہربلو فرانسیسی ایسا شخص ملگیا جس نے اوس کے تمام دلی مقاصد مین جان ڈالدی موسیو تھیونو نے خود اس کی تعریف لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اوس زمانہ مین علوم محققہ اور واقفیت زبانہاے مشرقی کے لحاظ سے ایسا ذی علم تھا کہ یورپ بھر مین کوئی اوس کی لیاقت کو نہین پہونچتا تھا - فرانسیسی تو اوس کی مادری زبان تھی اوس کے سوا یونانی لاطینی - عبرانی عراقی سریانی عربی ترکی فارسی زبانون مین اوسے وہ کمال تھا کہ اہل اللسان بھی اوس کے آگے پانی بھرتے تھے - پھر اوسے یہ زبانین ہی صرف نہین آتی تھین بلکہ قدیمی اور حال کی تاریخ وجغرافیہ مین بھی اوسے وہ مہارت تھی کہ بڑے بڑے متبحر عالم بھی اوس کے سامنے سر نیاز خم کرتے تھے موسیو تھیونو جیسا محقق جسے یہ نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوگئی بھلا کیون نہ اس سے فائدہ حاصل کرتا فوراً اس سے اتحاد پیدا کر لیا ادہر اس محقق نے بھی

موسیو صاحب کو اپنے مذاق کا شخص سمجھکر اپنا دوست بنا لیا اور سفر کے فواید واضح طور پر اس کے ذہن نشین کر دیے۔ پھر تو کیا تھا۔ دیوانہ کو ایک ہوس کرتی ہے۔ موسیو تھیو نو نے اوسی کی رفاقت مین سفر کا ارادہ کیا۔ اور تاریخ بھی مقرر ہو گئی۔ مگر لِکُلِّ شَیْءٍ آفَةٌ وَلِلْعِلْمِ اٰفَاتٌ موسیو ہربلو کو کوئی ایسی ناگہانی ضرورت پیش آگئی کہ اوس کا سفر ملتوی ہو گیا۔

مگر اس نوجوان کا جوش اسے کب نچلا بیٹھنے دیتا تھا دل مین تو سفر کے عشق کی آگ لگ چکی تھی آخر ۱۳۔ مئی ۱۶۵۵ء کو وہان سے چل کھڑا ہوا۔ اور ۱۰۔ جون کو جزیرہ سسلی کے شہر مسینا مین پہونچا۔ یہ پہلا مقام ہے جہان سے اوس نے اپنے سفر کے حالات لکھنے شروع کیے ہین۔ پھر وہان سے ۲۴ جون کو روانہ ہوکر ۳۰ کو جزیرہ مالٹا مین آیا اور موسیو ہربلو کے انتظار مین ایک مدت تک وہان رہا۔ مگر جب اوس نے لکھ بھیجا کہ وہ ابھی نہین آسکتا تو ۴ نومبر ۱۶۵۵ء کو وہان سے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا اور ۱۳۔ ستمبر ۱۶۵۵ء کو کئی جزیرے راستہ کے دیکھتا ہوا وہان جا پہنچا۔ اور ۳۰۔ اگست ۱۶۵۶ء تک وہان رہا۔ وہان رہ کے اس عرصہ مین جو حالات اس نے نہایت عمدگی اور تفصیل سے قسطنطنیہ کے لکھے ہین قابل دید ہین۔ پھر یہان سے برسا۔ سمرنا ہوتا ہوا جزیرہ چیو مین ۱۱۔ اکتوبر کو داخل ہوا۔ اور ۱۵ نومبر کو یہان سے روانہ ہوکر جزیرہ سوماس مین اور وہان سے ۲۹۔ کو جزیرہ رودز مین اور ۲۸۔ دسمبر کو یہان سے روانہ ہوکر یکم جنوری ۱۶۵۷ء کو سکندریہ مین آیا۔ اور ۶۔ جنوری کو رزتا ہوتا ہوا قاہرہ مین داخل ہوا یہان کے معمولی روزمرہ کے واقعات کے علاوہ اس نے جس خوبی سے یہان کے عجائب و غرائب کا نقشہ کھینچا ہے وہ کچھ ایسا دلکش اور پُر لطف ہے کہ دیکھکر چھوڑنے کو جی نہین چاہتا۔ آخر ایک سال رہکر ۱۷۔ جنوری ۱۶۵۸ء کو قاہرہ سے سوئیز مین آیا پھر وہان سے ۲۵ جنوری

کوجبل موسیٰ یا کوہ طور کو روانہ ہوا اور ۳۰- کو منزل مقصود جا پہونچا اور ۴- فروری کو سوئیز پہر سوئیز سے ۱۴- فروری کو قاہرہ واپس آگیا - پہر ۲۳- مارچ کو شہر قدس کا ارادہ کیا - اور ۱۲- اپریل کو وہان داخل ہوا - پہر ۵ سے کو ایکہ اور ۸ مئی کو ناصرہ مین پہونچکر ۱۲- کو پہر ایکہ ہی مین چلا آیا - پہر ۱۹- مئی کو ایکہ سے دمیاط اور ۴- جون کو دمیاط سے روانہ ہو کر قاہرہ مین ۱۰ جون کو داخل ہوا - چونکہ اب سات برس سفر کرتے ہوئے گذر گیے تھے اسے کیا تو اپنا وطن یاد آرہا تہا یا کچھ ایسی ضرورت پیش آئی جس سے اوس نے فرانس کے جانے کا ارادہ کیا - اور ۲۳- جنوری ۱۶۵۹ء کو قاہرہ سے ابوقیر اور وہان سے ٹونس پونچکر ۲۶ مارچ کو یہان سے ایک انگریزی جہاز مین کوچ کیا - راستہ مین اس نے انگریزون اور اسپین والون کی بحری جنگ کی بھی خوب سیر کی جسمین انگریز فتحیاب ہوئے تہے پہر لیگہارن مین پہونچکر اٹلی کے اون شہرون کو دیکہتا ہوا جو اوس کے پہلے سفر مین رہگیے تھے اپنے وطن مالوفہ فرانس مین بخیریت جا پونچا -

اس سفر مین اسے کچھ بہت بڑا تجربہ ہوا تھا کیونکہ زیادہ تر ان ہی حالات کی نسبت اسے کچھ علم حاصل ہوا تہا جو اس نے اٹھارہ برس کی عمر تک مدرسہ مین پڑہے تہے یہ اتنے مفید نہین تہے کہ ان سے سیاحی کے اعلیٰ نتائج پیدا ہوسکتے اس نظر سے وہ اپنے وطن مین چار برس سے زیادہ نہ ٹھہرا اور آخر خوب لکھہ پڑہکر اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کر کے ایسے بڑے سفر کی تیاری کرنے لگا جو پہلے سے زیادہ دور دراز اور پر صعب تھا - معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رشتہ دار اور دوست اوس کے سفر سے راضی نہ تہی اس لیے اوس نے خفیہ خفیہ سفر کے ہی سامان نہ کیے بلکہ اپنے سفر خرچ کا بھی کامل طور پر بندوبست کرلیا - کہ کسی قسم کی دقت نہ پڑے - غالباً کسی امیر نے اوس کی تنخواہ مقرر کردی ہوگی - اب اوس نے بظاہر چند روز کے لیے برگندی کے

سفر کا بہانہ کیا اور اپنا مافی الضمیر بغیر کسی کے کہے سنے ۱۶- اکتوبر ۱۶۶۳ء کو پیرس سے ایران
اور ہندوستان کے سفر کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا اور مارسلیس سے جہاز مین
بیٹھکر بحر روم کے بعض کنارے کے مقامات کو دیکھتا ہوا ۱۴ فروری ۱۶۶۴ء کو سکندریہ
مین داخل ہوا - اور ۲۸ کو وہان سے کوچ کر کے بندر سعید و بیروت وغیرہ مین ہوتا
ہوا ۲۸ مارچ کو دمشق مین پہونچا اور پھر ۲- اپریل کو یہان سے روانہ ہو کر ۳- کو حلب
مین داخل ہوا - دو مہینے یہان ٹھہر کر ایک قافلہ کے ساتھ موصل روانہ ہوا - اور بہت سے
دیہات و قصبات مین سیر کرتا اور حضرت الیاس علیہ السلام کے حجرے اور بادشاہ نمرود کے
تخت اور جہان حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ مین ڈالے گیے تھے اوس مقام کو اور نیز
چاہ اور مزار حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھتا ہوا دیار بکر پہونچا - اور پھر ۲۶- جولائی کو
موصل مین داخل ہوا - یہان سے ۸- اگست کو چلکر ۱۶- کو حضرت امام موسیٰ اور امام اعظم
کے مزارون پر ہوتا ہوا بغداد مین جا کر قیام کیا - اور چار ہی دن کے بعد ۲۰- اگست کو ہمدان
ایک قافلہ کے ساتھ کوچ کیا -

یہان سے سلطنت روم جسے اہل یورپ ترکی کہتے ہین تمام ہو گئی اور موسیو تھیونو
سلطنت فارس مین داخل ہوا - راستہ مین بہت سے مقامات کو دیکھتا بہالتا اور حالات
قلمبند کرتا ۱۰- ستمبر ۱۶۶۴ء کو ہمدان پہنچا - اور پھر ۲۰- ستمبر کو چلکر یکم اکتوبر ۱۶۶۴ء کو اصفہان
پہونچ گیا - یہان کے حالات بھی اوس نے بڑے شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہین - پانچ
مہینے یہان قیام کر کے ۲۴- فروری ۱۶۶۵ء کو شیراز روانہ ہو کر ۱۲- مارچ کو اوسین جا ڈیرہ
ڈالا - لیکن یہان سے بہت ہی جلد ۱۶- مارچ کو چل کھڑا ہوا - اور لار ہوتا ہوا ہندوستان
کے ارادہ سے بندر عباس مین آیا - مگر یہان کل چھہ جہاز تھے - چار ڈچ لوگون کے ایک

مسلمانون کا اور ایک ارمینون کا۔ ڈچون نے نو فرانسیون کو ہندوستان مین لانے کی ہی قسم کہائی تہی ۔ مسلمانون کے جہاز مین تہیونو سوار نہوا۔ کیونکہ جہاز کے ناقص ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ تھا کہین سیواجی جو آجکل دکن کے مغرب مین بحری اور خشکی کے راستون مین لوٹ مار کر رہا تہا مبادا جہاز کو کوئی نقصان پہونچا یے ارمینون کے جہاز مین جگہہ نہ تہی سوا اس کے جہاز کا ماسٹر ایک ڈچ تھا۔ اور تہیونو نے ٹیونیر کی وساطت سے سنا تھا کہ وہ فرانسیسون کو لیجانے سے انکار کرتا ہے۔ اس لیے مجبوراً تہیونو یہان سے پہر شیراز کو واپس آیا۔ اور راہدارون کے خوف سے انگریزون کی چٹھی لیکر انگریزی جہاز مین یکم مئی تک وہان پہونچ گیا۔ اور ۲۸ ستمبر کو پہر وہان سے نکل کھڑا ہوا اور جہاز مین سوار ہوکر ۱۷ اکتوبر کو بصرہ جا پہنچا۔ یہان سے ۶ نومبر کو ایک ارمنی جہاز مین سوار ہوکر جانب ہندوستان روانہ ہوا اور سمندر کے عجائبات وغیرہ کو لکہتا لکہاتا ۱۰ جنوری ۱۶۶۶ء کو بندر سورت مین آداخل ہوا۔ پہر یکم فروری کو احمد آباد گجرات اور وہان سے ۱۲ فروری کو کہمبات جا کر پہر سورت کو لوٹ آیا۔ اب یہان سے ہندوستان کے وہ اکثر مقامات مین پہرا۔ اور بڑی شرح وبسط سے حالات لکہے۔ مگر جسطرح اوس نے اپنے پہلے سفرون کی روانگی اور پونہچنے کی تاریخین لکہی ہین۔ اس سفر مین اس قسم کی کوئی ترتیب نہین دی بلکہ یہ بھی نہین لکہا کہ وہ کسی مقام پر گیا یا نہین صرف اون کے حالات لکہدیے ہین۔ اور حالات کی تفصیل اور ترتیب کی جو کیفیت ہونی چاہیے وہ نہین ہے۔ یہ ضروری امر تھا کہ اوس کے سفرنامہ کے پہلے حصہ سے یہ حصے بہتر ہوتے مگر ایسا نہین ہے اس کی وجہ ہم آیندہ لکہینگے۔ غرض اوس کے سفر ہند کا سلسلہ قیاساً اوس کے سلسلہ تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سورت سے آگرہ گیا۔ مگر راستہ کا حال اپنی عادت کے خلاف اوس نے

کچھہ بھی نہین لکھا ہے - پہر آگرہ سے دہلی اور وہان سے اجمیر اور اجمیر سے سندہ اور وہان سے براہ ملتان قندہار کابل کشمیر ہوتا ہوا لاہور پہونچا - پہر یہان سے اودہ الہ آباد دہوتا ہوا بنگالہ جاکر صوبہ مالوہ مین چلا آیا - یہان سے اوس نے براہ برہانپور سورت اورنگ آباد آکر مالابار اور دکن کی سیر کی اور پہر سورت واپس چلا آیا ان مقامات کے حالات جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا اوس نے اسی سلسلہ سے لکھے ہین مگر راستون کا اسقدر کم ذکر کیا ہے جسسے منزلہ نکرنے کے سمجھنا چاہیے - جس سے یہہ بھی نہین کہلتا کہ آیا وہ ان سب مقامات مین گیا بھی ہے یا نہین - لیکن مقام سورت سے فروری ۱۶۶۸ء مین اس نے ہندوستان کو الوداع کہا - اور بندر عباس مملکت فارس مین پہونچکر شیراز چلا گیا - یہان اتفاق سے اسکی ران مین اسکے ہی طپنچہ کی گولی لگ گئی اور جب اوسے یہان جراح بہم نہ پہونچا تو علاج کی غرض سے وہ اصفہان آیا - یہان چار پانچ مہینے رہکر جب زخم اور ماندگی سے آرام ہو گیا تو ۲۵ - اکتوبر ۱۶۶۸ء کو یہان سے کوچ کیا - اور براہ کاشان قم مین پہونچکر بیمار ہو گیا - ایسی سخت بیماری مین بھی اس کا قدم نہ رکا رستہ کے شداید جھیلتا ہوا گوسادہ مین داخل ہوا - مگر طاقت جواب دے چکی تھی اس ناتوانی مین بیچارا کچھہ حالات قلمبند نہ کر سکا - آخر گرتا پڑتا ۱۶ - نومبر کو ایک گانون فرسنگ مین پہونچا - جب یہان سے بھی آگے تیس۳۰ کوس بڑہکر وہ ایک گانون میانہ مین وارد ہوا جو اوس کے آخری منزل تھی - تو اوسے عین عالم شباب مین جب کہ اوس کی چونتیس۳۴ برس کی عمر تھی ناگہانی وہ سفر آخرت پیش آگیا - جس سے آگے پہر کوئی سفر نہین کر سکتا -

اس مین شک نہین کہ تھیونو سے کہین بڑے بڑے سیاح اور جہانیان جہان گشت اعلی درجہ کے تجربہ کار لایق وفایق شخص جنہون نے اپنی قوم اپنے ملک بلکہ تمام عالم کو ترقی دینے

اور سیر کرنے کے لیے محنتین کین سختیان اوٹھائین مصیبتین جھیلین اور اس دار فانی مین آئے اور گذر گیے مگر ان کے کارنمایان عالم کی پیشانی پر سنہری حرفون سے کندہ ہین اور جن کے نتائج خیز کوششون کی زمانہ داد دے رہا ہے اور جو ہمیشہ اس دنیا مین زندہ رہین گے گو وہ ہمین آنکھون سے نہین دکھائی دیتے - مگر ان کا ذکر ہر وقت نوک زبان رہتا ہے - اسلیے ہمین لازم ہے کہ اگر اون مین سے کسی کا نام ہمین معلوم ہو جائے تو اوسے قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھین اور یاد کرین موسیو تھیونو نہ تو کوئی تاجر تھا جو اپنی تجارت کی غرض سے آیا ہو اور نہ کسی بادشاہ کا سفیر نہ کمپنی کا ملازم تھا جو سفارت یا خدمت بجالانے کے لیے اوس نے سفر کیا ہو - بلکہ وہ صرف اس غرض سے آیا تھا کہ دنیا مین علم کو ترقی دے - اور جابجا سے ذخیرہ معلومات اکٹھا کرے - ان معلومات کے فراہم کرنے کا اوسے اتنا شوق تھا کہ اوس نے اپنے اقارب دوست آشنا چھوڑے وطن کے آرام کو ترک کیا - ملک در ملک پھرا کوہ و دشت چھان ڈالے اور علوم ریاضی ہیئت اور فلسفہ کے سوا انگریزی[1] لاطینی[2] پرتگالی[3] ترکی[4] عربی[5] فارسی[6] ہندوستانی[7] مالاباری[8] اور تلنگی[9] زبانین سیکھین - ساتھ ہی ان ملکون کی تاریخ و جغرافیہ مین کمال پیدا کیا - اور ایسی سخت محنتین کین کہ اس تگ و دو مین جب کبھی کسی منزل پر پہونچتا تو حالات کی جستجو مین جابجا دوڑتا پھرتا اور جگہ جگہ ہر کس و ناکس سے واقعات کو پوچھتا اور جب تک ہر روایت کو اپنی عقل کی کسوٹی پر رکھکے نہ پرکھ لیتا کبھی اپنے روزنامچہ مین درج نہ کرتا - اسی وجہ سے جس مضمون کو اس نے بیان کیا ہے اس تفصیل اور عمدگی سے اسکا نقشہ کھینچا ہے کہ کوئی ضروری بات درج ہونے سے نہین رہی جس واقعہ کو لکھتا ہے اسکی ہو بہو تصویر کھینچکر دکھا دیتا ہے - سیاحون کے لیے اوس کی تحریر رہنما کا کام دیتی تھی آخر اس نے

اس ہی تحقیق اور گران مایہ کام پر عین عالم جوانی مین اپنی بعلی سی جان نثار کر دی اور قبل ازوقت دنیا سے رخصت ہو گیا۔

موسیو تھیونو کا سفر نامہ تین حصون پر منقسم ہے۔ ہر ایک حصہ مین کیے کیے مقالے اور ہر مقالہ مین کیے کیے باب ہین۔ پہلا حصہ روم اور مصر کے بیان مین ہے۔ دوسرے حصہ مین فارس کے ملک کا حال ہے۔ تیسرے مین ہندوستان کی کیفیت درج ہے۔ پہلے حصہ کو اوس نے مصر سے واپس آکر پیرس مین خود ہی مکمل کر کے چھپنے کو دیدیا تھا۔ باقی دو حصے اوس کی زندگی مین نہ چھپ سکے۔ مرتے وقت اس نے ایک شخص سے وصیت کی کہ میرے سفر نامے میرے بعد ضرور شایع کر دے جائین چنانچہ اسکی وصیت کے موافق اس کے سفر نامے شایع کر دے گیے۔ گو اڈیٹر نے نہایت کوشش کی ہے کہ تھیونو کے الفاظ جون کے تون بنے رہین۔ لیکن یہ یقین کامل ہے کہ اگر تھیونو کی زندگی وفا کرتی تو اسکا چھپتے وقت کچھہ اور ہی رنگ وروپ ہوتا اور اوس کے بیاض سے کچھہ اور ہی جلوہ دکھائی دیتا اسپر بھی وہ ایسے دلچسپ ہین کہ اون کے سامنے کسی اچھے سے اچھے ناول مین بھی دل نہین لگتا۔ اور فائدہ رسانی مین وہ ایسے مفید ہین کہ اگر ہم مین لیاقت ہو تو اوس سے بے انتہا دولت اور علم حاصل کر سکتے ہین۔ اس کے سوا تھیونو نے اپنے سفر یورپ کے حالات بھی لکھے تھے اور اونھین صاف بھی کرا لیا تھا اور پہلے حصہ کے چھاپنے کے وقت وہ موجود بھی تھے۔ مگر اوس نے اس سبب سے نہ چھپوائے کہ وہان کے حالات کو اہل یورپ بخوبی جانتے تھے۔ علاوہ برین ہندوستان مین سے اوس نے ایک اور بڑی چیز جمع کی تھی۔ یہان کے نباتات کے حالات پانچ جلدون مین لکھے تھے اور اوس مین وہ علمی لیاقت خرچ کی تھی جو بایدوشاید۔ جہان کسی درخت کا حال لکھا ہے

وہان اصل درخت سے ایک شاخ پتون اور پہلون سمیت توڑکر ایک صفحہ پر لگادی ہے اور تمام پہول پتیون پنکہڑیون کا بیان درج کیا ہے - یہ دونون کتابین اڈیٹر کے پاس موجود نہین اور دنیا سے اوسی طرح معدوم ہوگئین جیسے اور بے انتہا آدمیون کی محنتین برباد اور اون کے نتایج نیست و نابود ہوگئے ہین - ایک انگریزی شاعر نے کیا خوب کہا ہے - بہت سے گوہر بے بہا قعر سمندر مین چہپے پڑے ہین مگر کوئی نہین جانتا بہت سے خوشبو دار گل کہلتے ہین اور اپنی عطر بیز خوشبوؤن کو جنگل کی ہواؤن مین برباد کردیتے ہین مگر کوئی کبہی ان سے اپنا دماغ معطر نہین کرتا -

تہیونو کے سفرنامہ کے تینون حصہ کا ترجمہ فرانسیسی سے انگریزی مین ایک شخص مسٹر اے لیول نے ۱۶۸۷ء مین کر کے چہاپا ہے - جس کو دو سو برس سے زیادہ ہوگئے ہین - انگلستان کے تمام اہل علم اوس کو پڑہتے اور فائدہ اوٹہاتے ہین - اس کی تقطیع بڑی اور ۶۰۵ صفحے ہین - اس قدر بڑی کتاب کا ترجمہ دکن کی ضرورتون سے زیادہ سمجھکر ہم نے نہ کیا - صرف وہ ہی حالات اوس مین سے ہم نے منتخب کرلئے ہین جو دکن کے متعلق ہین -

سیاحت موسیو تھیونو فرانسیسی ممالک دکن مین

مقالہ اول

باب چہل و دوم

صوبۂ خاندیس

صوبۂ خاندیس مالوہ کے جنوب مین ہے۔ مغلون نے اسے حال مین فتح کرکے برار اور اڑلیسہ کے مفتوحہ حصہ کو بھی اس مین شریک کرلیا ہے۔ یہ صوبے نہایت وسیع ہین ان مین جتنے شہر اور قریے ہین بڑے آباد اور زرخیز ہین۔ کہ ان کے برابر مغلون کی عملداری مین دولتمند ملک بہت کم نظر آتے ہین۔ اوس یادداشت سے جس مین سے مین نے ان ملکون کی آمدنی لکھی ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو کرور ستر لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ اس صوبہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس صوبہ کا دارالحکومت برہانپور ہے ۲۸ درجہ عرض بلد پر یہ شہر واقع ہے۔ اور سورت سے قریب اسی کوس کے ہے۔ اس کا صوبہ دار شاہی خاندان مین سے ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اورنگ زیب خود یہان کا صوبہ دار رہا ہے۔ اس مقام پر ڈی لابولای اور بیبر فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارپرداز برہانپور کے بنیون کے پاس سفارشی خطوط لائے تھے۔ مگر حماقت سے اون سے ہی بگاڑلی۔ جب یہ لوگ برہانپور مین پہونچے تو بنئے تھالیون مین مٹھائی رکھکر اور کچھ روپیہ ہاتھون مین لیکر اون کے پاس آئے۔ یہ بھلے مانس اس ملک کے دستور سے ناواقف تھے کہ جس

سے نئے شخص کی یہ عزت کرتے ہین اوسے اسی قسم کا نذرانہ دیا کرتے ہین یہ حضرات سمجھے
کہ انہون سنے ہمین محتاج جانا ہے کہ کچھ مٹھائی اور روپیہ غرض پچیس تیس روپیہ
کی مالیت ہمین لاکردی ہے اس خیال سے وہ یکایک برافروختہ ہوگیے اور خواہ
مخواہ بنیون کو گالیان دینے لگے اور قریب تہا کہ اُنہین مارین جس سے وہ سخت آفت
مین پہنس جاتے مگر خیر ہوئی کہ اسباب ایسے مہیا ہوگیے کہ یہ آفت اوپر کی اوپر ٹل گئی
اگر اون کو اس ملک کے دستور سے واقفیت ہوتی تو اون کو چاہیے تہا کہ روپیہ لے
لیتے اور پہر بنیون کو کچھ تہوڑے سے تحفے تحایف دیکر اون کا معاوضہ کردیتے اگر وہ
چاہتے کہ کچھ تحفے تحائف ندین۔ اور ایسا لین دین نہ کرین تو وہ اوسے لے لیتے اور پھر واپس
کردیتے۔ اور اگر یہ بھی نہ کرتے تو اس نذرانہ کو صرف ہاتھہ ہی لگا دینا اور شکریہ ادا کردینا کافی تھا۔
جس زمانہ مین کہ مین برہانپور پہونچا وہ دن نہایت خراب تہے بارش شدت سے ہورہی
تہی۔ شہر کے نشیبی راستون مین بالکل پانی بہرا ہوا تہا۔ گویا بالکل ندیان بہری تہین۔
برہانپور ایک بڑا شہر ہے اور ایک ناہموار زمین پر آباد ہے۔ بعض سڑکین بہت اونچی ہین
اور بعض بہت نیچی۔ یہان تک کہ اگر کوئی شخص اوپر کی سڑک پر سے نیچے کی سڑک کو
دیکہے تو نیچے کی سڑکین اوسے مثل خندقون کے کہائی دینگی یہ نشیب و فراز اس کثرت
سے ہے کہ انسان چلتے چلتے تہک جاتا ہے۔ مکان کچھہ خوبصورت نہین ہین اکثر
مٹی کے بنے ہوئے ہین۔ مگر کہپریل کے کہپرون[1] پر لک کیا ہوا ہے اور چہتون پر قسم

(۱) یہ کہپرے غالباً کچی چینی کے ہونگے جو ہندوستان مین ایک عرصہ دراز سے بنتے ہین اور اب اس
انگریزی چینی کے برتنون کے سامنے اوس کا رواج سرحدی مقامات پر رہگیا ہے۔ پچاس برس پہلے
ہندوستان مین اسی کے برتن بہت خوبصورت بنتے تہے۔

قسم کی رنگ آمیزی ہورہی ہے۔ جب یہ رنگ برنگے بڑے بڑے اورا قسام اقسام کے درختون کی سبزی مین ملکر جو شہر مین ہر جگہہ نہایت کثرت سے نظر آتے ہین عجیب لطف پیدا کرتے ہین۔ دو کاروان سرائین ہین ایک مین تو مسافر قیام کرتے ہین اور دوسری مین بادشاہ کا خزانہ رہتا ہے جو اس صوبہ سے وصول ہوکر آتا ہے۔ یہ مسافرون کی سراے دوسری سراے سے کہین بڑی ہے۔ اور مربع شکل کی بنی ہوئی ہے دونون سراؤن کا رخ ایک میدان کی طرف ہے۔ یہ میدان بڑا وسیع ہے۔ کم از کم پانچ سو قدم لنبا اور ساڑھے تین سو قدم چوڑا ہوگا۔ لیکن یہ سب میدان کچھہ خوشنما نہین ہے۔ کیونکہ اوسمین کچھہ بڑے بڑے جھونپڑے پڑے ہوئے ہین۔ اور وہان ترکاری اور میوہ فروش بیٹھتے ہین۔

اسی میدان سے قلعہ کو راستہ جاتا ہے۔ اس قلعہ کے بڑے دروازہ کی دونون طرف دو بڑے بڑے برج ہین۔ اوس کی دیوارین چھہ سات قیدم[1] اونچی ہین۔ اور چارون طرف شہر پناہ بنی ہوئی ہے۔ اس مین کچھہ کچھہ فاصلہ پر عظیم الشان گول برج ہین جو دیوار سے بہت آگے کو نکلے ہوئے ہین۔ اور ان کا قطر قریب قریب تیس تیس قدم کے ہے۔ اسکے اندر شاہی محلات ہین وہان کوئی شخص بلا اجازت نہین جا سکتا۔ دریاے تاپتی شہر کے مشرق کی طرف بہتا ہے۔ اور قلعہ کی ایک جانب بالکل دریا کے سامنے کو ہے۔ یہان دیوارین کامل آٹھ قیدم اونچی ہین۔ اون کے اوپر خوبصورت بالاخانے بنے ہوئے ہین جب کبھی بادشاہ برہانپور مین ہوتا ہے تو وہان آکر بیٹھتا ہے۔ اور تماشا دیکھا کرتا ہے یہان دریا مین ہاتیون کی لڑائی بادشاہ ملاحظہ کرتا ہے یہان ایک پورا ہاتی پتھر کا بنا ہوا ہے۔

(۱) قیدم چھہ فیٹ کا ایک پیمانہ ہوتا ہے۔

سرخ ۔ سا چمکتا پتھر ہے ۔ اوس کا پچھلا دھڑ پانی مین ہے ۔ اور بائین طرف کو جھکا ہوا ہے
یہ ہاتی جس کی یہ مورت بنی ہوئی ہے اسی جگہہ شاہ جہان اورنگ زیب کے باپ کے
سامنے مر گیا تھا ۔ یہ ھاتی شاہ کا بہت پیارا تھا اوسی وجہ سے بطور یادگار اس کی
مورت بنوادی ہے ۔ اب ہندو اپنے دیوتاؤن کی طرح اوس پر اقسام اقسام کے رنگ
لگایا کرتے ہین ۔

برھانپور مین سب لوگ تاپتی کا پانی نہین پیتے وہ پانی کچھ کھاری سا ہے یہان میدان
مین ایک بڑا مربع حوض بنا ہوا ہے ایک چشمہ سے اوس مین بڑی دور سے پانی آتا ہے
اور چونکہ نالہ جو اس حوض تک گیا ہے سرا مین ہوکر جاتا ہے اس لیے سرا کے والے
بھی وہ ہی پانی پیتے ہین ۔ پھر یہان سے وہ زمین کے نیچے ہی نیچے اوس بڑے حوض تک
چلا جاتا ہے ۔ پانی کا اس قدر خرچ ہے کہ یہ حوض رات مین کئی مرتبہ خالی ہو جاتا ہے ۔ مگر پھر
بھر جاتا ہے ۔ اور اون کو پانی کی کچھ تکلیف نہین ہوتی اس دریا کی دوسری طرف
کثرت سے مکانات ہین ۔ اور اس قدر ہین کہ اگر اونہین دوسرا شہر کہین تو بیجا نہین ہے ۔
اس صوبہ کی بڑی تجارت کی چیز روئی کا کپڑا ہے ۔ اور برہانپور مین اوس کا لین دین
ایسے ہی ہوتا ہے جیسے ہندوستان کی اور بڑی بڑی منڈیون مین اور چھینٹین بھی
وہان ایسے ہی ہوتی ہین جیسے اور جگہہ ہوتی ہین ۔ مگر سفید کپڑا یہان کا بہت ہی اچھا
ہوتا ہے ۔ کیونکہ اوسے طلائی اور نقرئی تار ملا کر بنتے ہین جس سے وہ نہایت خوشنما
ہو جاتا ہے ۔ امیر اوس کے برقع اوڑھنیان رومال ڈوپٹے بناتے ہین ۔ مگر یہ سفید
طلائی اور نقرئی کپڑے بہت گران ہوتے ہین ۔ غرض کہ ہندوستان مین میرے نزدیک
کپڑے کی تجارت کے لحاظ سے کوئی ملک اس سے بڑھکر نہین ہے ۔ یہان چاول اور نیل

بھی کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور انہین اجناس کی تجارت اوڑیسہ اور برار وغیرہ اور اس صوبہ کے اور شہرون مین بھی ہوتی ہے۔

باب چہل و سوم

صوبۂ بالاگھاٹ

بالاگھاٹ متعلون کا ایک نہایت زرخیز صوبہ خاندیس کے جنوب مین واقع ہے۔ اوس سے اونہین دو کرور پچاس لاکھہ روپیہ سالانہ محاصل وصول ہوتا ہی جب سورت سے اورنگ آباد کو جانا چاہین جو اس صوبہ کا دار الحکومت ہے تو دامن گھاٹ سے سیدہے مشرق کو جاتے ہین اور پہر جنوب مشرق کو لوٹ کر صوبہ جات بگلانہ اور تلنگانہ مین گذرنا پڑتا ہے۔ کچھہ حصہ تو مین نے بالاگھاٹ کا اوس وقت دیکھا تھا کہ جب مین گولکنڈہ کو گیا تھا۔ اوس وقت مین نے دو رتھہ کرایہ کیے تہے۔ ایک تو مین نے اپنے لیے اور دوسرا اپنے آدمیون اور اسباب کے واسطے۔ کرایہ فی رتھہ اکراون[1] ماہوار ٹھیرا تھا۔ اور دو خدمتگار نوکر رکھے تھے جن مین سے ہر ایک کو دو کراون ماہانہ اور ڈھائی پنیس ہر روز خوراک کے واسطے دیتا تھا یہی یہان کا دستور ہے۔ یہ لوگ اپنے آقا کے رتھہ یا گاڑی کے ساتھہ ہمیشہ رہتے ہین تاکہ جب پھیا بڑے راستہ مین ادہر ادہر لڑکے تو اوسے سنبھالین۔ جب کوئی شخص کھین کھانے پینے کے لیے ٹھیرے تو یہ لوگ باورچیخانہ سے باہر سب کام کرتے ہین۔ مگر وہ ایسا کھانا نہین پکایا کرتے جو ان کے مذہب مین کھانا ناجائز ہے۔ غرض کہ وہ اور سب

(۱) کراون پانچ شلنگ یا یا بجز وپیہ خالی کا اور پنیس سوا آنے کے قریب ہوتا ہے۔

کاموں مین بہت اچھے ہین اور خوب کام کرتے ہین - جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ مول لے آتے ہین - اور اپنے آقا کے مال واسباب کی خوب نگرانی کرتے ہین اور رات بھر پہرہ دیتے ہین علاوہ تلوار - خنجر اور بندوق کے تیر کمان اور برچھی بھی اونکے پاس رہتی ہے اور ہر دشمن کے مقابلہ کرنے کے لیے ہر وقت مستعد رہتے ہین یہہ خدمتگار ہندو مسلمان دونون ذات کے ہوتے ہین - ہندؤن مین راجپوت خدمتگار اکثر دیکھے گیے ہین - مین راجپوتون کو نوکر رکھتا تھا - کیونکہ یہ لوگ مسلمانون کی بہ نسبت زیادہ کام کے ہوتے ہین - مسلمان مغرور ہوتے ہین اور اگر وہ کسی قسم کی دغابازی اور فریب کرین تو اون پر نالش کرکے انتقام[1] لینا دشوار ہے - مین اس وقت موسیو بنیرن ایک

(۱) اگر کسی خاص موقع اور زمانہ مین اسلام کی عملداری مین مسلمانون کے ساتھ مقدمات دیوانی فوجداری مین ایسی بیجا رعایت روا رکھی گئی ہو تو اوس سے قطعی انکار نہین ہوسکتا - مگر علی العموم جیسا موسیو تھیونو نے لکھدیا - یہہ اونکا خیال مسلمانون کی نسبت محض غلط ہے اور غالباً اس سبب سے پیدا ہوا ہے کہ اہل یورپ اپنی قوم کی اسیطرح پاسداری کیا کرتے ہین - مسلمانون کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اون کے قاضی اور مفتی ہمیشہ بلا رورعایت قضایا کو فیصل کرتے رہے ہین - اور تمدنی اور معاشرتی حقوق مین اونھون نے کبھی تعصب مذہبی کو کام نہین فرمایا - مسلمانون کے مغرور ہونے کی نسبت جو موسیو تھیونو کی راے ہے وہ بالکل صحیح ہے اوسوقت تو وہ برسر حکومت تھے یہ فطرتی بات تھی کہ وہ مغرور ہوتے مگر اب بھی وہ غرور سے خالی نہین ہین گو رسی جل گئی مگر بل نہین گیا ہے - لیکن ہم اسوقت اس اون کے غرور کو ایک عمدہ صفت سمجھتے ہین بلکہ اس کو دوسرے الفاظ مین یون لکھتے ہین کہ وہ صاحب غیرت اور اپنی عزت کے پابند ہوتے ہین اور جب تک ان مین یہہ صفت رہیگی اوس وقت تک اون سے امید ہے کہ وہ اپنی گئی ہوئی عزت اور عظمت کو پھر حاصل کرلین -

فرانسیسی تاجر کے ساتھ تھا۔ یہہ شخص بہت خوش مزاج اور نہایت ذہین آدمی تھا
اور اوس کے ساتھ دس بارہ گاڑی رتھہ اور چودہ خدمتگار اور نوکر اور مال واسباب
تھا سب ہم آٹھہ فرانسیسی اور کل پینتالیس آدمی تھے۔ ہم سورت سے شام کو نکلے
اور ایک باغ کے پاس جو بادشاہ بیگم کا باغ کھلاتا ہے اور جو دامن گھاٹ کے باہر ہے
جا کر ٹھہرے۔ اور جو کچھہ سامان کھانے پینے کا ہمین چاہیے تھا وہ شہر سے منگا لیا
ورنہ راستہ مین بڑی دقت پڑتی۔ وہ ہندو جو کھانے پینے کی چیزین بیچتے ہین مسافرون
کے لیے نہ تو اون کے پاس انڈے ہوتے ہین اور نہ چوزے۔ انڈے تو انڈے
معمولی روٹی بھی نہین ملتی صرف پتلی چپاتی ملتی ہے وہ بھی ادکچری ہوتی ہے۔ اس لئے
مسافر کو چاہیئے کہ سورت مین ہی چلتے وقت اپنے کھانے پینے کا سامان درست کر لے
سورت سے اورنگ آباد تک یہہ ملک عجب مختلف طریقہ کا واقع ہوا ہے
مین نے راستہ مین ٹبر اور مھوی وغیرہ کے درخت دیکھے۔

ھرن تیتر خرگوش وغیرہ بھی جابجا ملک مین بہت کثرت سے ہین اور پہاڑون مین
جنگلی گائین بھی ہوتی ہین۔ اکثر زمینین زراعت کے قابل ہین۔ اور چانول جو تمام
ہندوستان کے چانولون سے یہان بہتر ہوتے ہین ان کی جگہ بجگہہ کھیت ہی کھیت
کھڑے ہین۔ خاصکر تو اپورہ کے چانولون کے برابر تو کھین دیکھنے ہی مین نہین آئے
انمین قدرتی خوشبو ایسی ہوتی ہے کہ بیان نہین کی جاتی۔ روئی بافراط پیدا ہوتی
ہے۔ اکثر مقام پر نیشکر بھی دکھائی دیتے ہین۔ جن کے کھنڈسالین رس نکالنے
اور پکانے کے لیے بنی ہوئی ہین۔

سورت سے اورنگ آباد کے منازل

برنولی	سورت سے	۵ کوس
بالور ایک گانون	برنولی سے	۴ //
بیارا	بالور سے	۳½ //
چرکا	بیارا سے	۲½ //
نواپورہ ایک قصبہ	چرکا سے	۶ //
خان پور	نواپورہ سے	۶ //
پیپل نار	خان پورہ سے	۶ //
تارا پیٹھہ ایک گانو	پیپل نار سے	۴ //
ستانا	تارا پیٹھہ سے	۴½ //
امرانا ایک گانو	ستانا سے	۵½ //
اینکوی تنکوئی	امرانا سے	۶ //
دیوکام ایک قصبہ	اینکوئی تنکوئی سے	۶ //
ساور ایک قصبہ	دیوکام سے	۶ //
اورنگ آباد	ساور سے	۸ //

راستہ مین جگہہ بجگہہ پہاڑیان ملین جنپر چلنا سخت کٹھن معلوم ہوتا تھا مگر یہ شکر کا مقام ہے کہ راہ مین سبزہ زار میدان بھی آجاتے ہین جنھین ندیون اور نالون نے اور بھی خوشنما اور تر و تازہ بنا دیا ہے۔ راستہ مین ہمین چار شہر اور چونتیس پینتیس گانون ملے جو اچھے آباد تھے۔ جابجا راستہ مین چوکیان تھین۔ چوکی کے سپاہی ہم سے روپیہ مانگتے تھے

گو سرکاری طور پر اون کا کوئی حق نہین ہے بعضون کو تو ہم نے کچھ دیدیا اور بعض سے انکار کر دیا - مگر یہ کوئی ایسی بڑی بات نہ تھی -

اکثر بستیون مین مندر بنے ہوئے ہین - ہندو گاڑیون مین جاتے ہوئے جا بجا ملتے تھے جو ان مندرون مین اپنی پوجا کے واسطے آتے تھے - پہلا مندر جو مین نے دیکھا ایک بڑے درخت بڑ کے پاس تھا - اور اوس کے دروازہ پر ایک پتھر کا بیل بنا کر کھڑا کر دیا تھا - وہین ایک ہندو نے فارسی مین مجھسے کہا کہ یہ اوس بیل کی مورت ہے جو ہمارے رام اوتار کی سواری کا تھا - اسی طرح ہم نے اور بھی بہت سے مندر دیکھے - لیکن اور مندر کچھ ایسے دیکھنے مین آئے - جو ایک ہی چھ۶ فیٹ اونچے پتھر کے تھے یہ پتھر اوسی زمین کی ایک چٹان ہے اور اوسی کو ایک آدمی کی شکل مین تراش دیا ہے - علاوہ برین سڑک کے کنارہ کثرت سے تالاب اور راستہ مین سرائین ہین - مگر سرائین ایسی خراب ہین کہ ہم ان سراؤن مین ٹھیرنے کے بجاے میدان مین قیام کرنا انسب سمجھتے تھے - جب ہم مانگیر(۱) کے درخت کے نیچے ستانا ندی کے کنارہ پر جو سورت اور اورنگ آباد کے قریب قریب وسط مین واقع ہے ٹھیرے ہوے تھے تو ہمین ہلیبولس کا بشپ(۲) ملا جس کی راستبازی اور مذہبی سرگرمی کی وجہ سے ہندوستان مین عیسائی اسکی نہایت تعظیم کرتے ہین - اور اوس کے ساتھ موسیو چیمپین اور ایک اسپین کا کارڈلیر(۳) تھا - یہ بشپ بیروت کے بشپ کے ساتھ تھا جو بہت سے عیسائی

(۱) مانگیر غالباً مینگو ہوگا جو انبہ کی انگریزی ہے -

(۲) بشپ عیسائی مذہب مین اونکے رسولونکا قایم مقام سمجھا جاتا ہے - اور مذہبی لحاظ سے تمام مذہبی کارپردازونکا اعلی افسر ہوتا ہے

(۳) کارڈلیر عیسائی مذہب مین فقرا کا ایک فرقہ ہے -

پادریون کو لیکر سیام مین عیسائی(۱) مذہب کو پھیلا رہا تھا اور اب سورت اس لیئے جا رہا تھا کہ وہان سے فرانس واپس چلا جاے اور مشرقی ممالک مین مذہب عیسوی کی ترویج کے لیے اور نئے پادری وہان سے لیکر آیے - یہ کارڈلیر بھی چین سے آیا تھا جہان اوس نے چودہ برس اشاعت مذہب عیسوی مین گذارے تھے - راستہ مین ہمین جابجا قافلے ملتے تھے جنمین کثرت سے اونٹ اور بیل ہوتے تھے بعض قافلے تو آگرہ سے آتے ہوئے بھی ہم نے دیکھے - جن مین(۲) ایک ایک ہزار بیل سے زائد کپڑے کے لدے ہوئے ہوتے تھے - غرض کہ ہم ۱۱ - مارچ ۱۶۶۶ء کو اورنگ آباد مین پہونچے - اس سفر مین ہمین کل ۱۴ روز لگے - اور ۷۵ کوس چلنا پڑا -

اس عظیم الشان شہر کی (جو اس صوبہ کا دار الحکومت ہے) فصیل نہین ہے صوبہ دار جو اکثر شاہی خاندان مین سے ہوتا ہے اسی جگہ رہتا ہے خود اورنگ زیب اپنے باپ کے زمانہ مین جب وہ خاندیس کا حاکم تھا تو یہین رہا کرتا تھا - اس کی پہلی بیگم کا جس سے وہ محبت کرتا تھا - یہین انتقال ہوا تھا - اوس کی یادگار مین یہان اوس نے

(۱) دیکھئے اوس زمانہ مین جب کہ مسلمانون کا ایسا عروج تھا - عیسائی اپنا باطل مذہب پھیلانے کو ہندوستان مین ہی نہین بلکہ چین اور سیام تک پہونچتے تھے - اور مسلمان یہان ہندوستان مین بھی ہندون کو مسلمان کرنیکی کوشش نہین کرتے تھے - ورنہ آج ہندو ہندوستان مین ایک بھی نہوتا اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی مذہب اور تجارت کی جستجو مین ہندوستان ہی کے مالک نہو گئے بلکہ تمام مشرق و مغرب آج اونھین کے قبضہ مین ہے

(۲) آجکل کے اکثر انگریزی مورخون کا خیال ہے کہ اوس زمانہ مین راستون مین امن چین نہ تھا مسافرون کو قزاق لوٹ لیتے تھے - مگر موسیو تھیونو کے اس بیان سے یہ بالکل غلط ثابت ہوتا ہے اور باوجود ریل اور تار برقی کی برکت نہونے کے اوسوقت بھی ایسا ہی امن چین تھا جیسا کہ اب ہے ۱۲

ایک خوبصورت مسجد بنائی ہے۔ جس کا ایک گنبد اور چار خوشنما مینار ہین۔ وہ ایک سپید مصفا پتھر سے بنی ہے جسے اکثر لوگ سنگ مرمر کہتے ہین۔ مگر وہ سختی اور چمک کے لحاظ سے سنگ مرمر کو نہین پہونچتا۔ اس شہر مین اور بھی کتنی ہی خوبصورت مسجدین ہین۔ اور رفاہ عام کی عمارات سے یعنے سراؤن وغیرہ سے بھی یہ شہر خالی نہین ہے عمارتین اکثر خام پتھر کی اور کچھ کچھ اونچی ہین۔ دروازون کے آگے سڑکون پر بہت سے بڑے بڑے درخت لگے ہوے ہین۔ باغ بھی بہت خوشنما اور نہایت سبز اور اور مختلف میوون مثلاً انگور وغیرہ سے لدے پھندے ہین۔ سبز دوب کا مخملی فرش بھی عجیب جوبن دکھاتا ہے۔ یہان بے سینگ کی بھیڑین دیکھنے مین آئین مگر ان کی مضبوطی دیکھکر تعجب آتا ہے ان پر زین کسکر اور مثل گھوڑے کے لگام دیکر جہان چاہین اونچی نیچی زمین مین بے تکلف سواری کر سکتے ہین۔ مگر یہ ضرور ہے کہ دس بارہ برس سے زیادہ کا بچہ ہو جس کے بوجھ کی وہ بآسانی متحمل ہو سکتی ہین۔ شہر تجارت کی منڈی ہونے کی وجہ سے خوب آباد ہے۔ اوس کے گرد نہایت عمدہ زمین ہے اگرچہ کچھ زمانہ شروع مارچ کا تھا مگر تمام کھیتی کٹ چکی تھی۔ مین نے کچھ نئے قسم کے یہان بندر دیکھے جن کی قدر اس وجہ سے زیادہ ہوتی تھی کہ ان کا قد عام بندرون کا سا نہ تھا بلکہ وہ صرف ایک ہی بالشت کے تھے انہین ایک شخص سیلان سے لایا تھا۔ فراخ پیشانی گول۔ اور بڑی بڑی آنکھین جو بلی کی طرح زردی مائل اور صاف تھین۔ نوکدار تھوتنی۔ کانون کے اندر مخارج زرد دم ندارد بال وہی معمولی بندرون کے سے تھے۔ یہ سب چیزین نہایت بھلی معلوم ہوتی تھین۔ جب مین نے اون کو دیکھا تو وہ اپنے پچھلے پیرون سے کھڑے ہو گئے۔ اور ایک دوسرے سے باہم بغل گیر ہوے اور آدمیون کی

طرف بے خوف وخطر دیکھتے رہے - ان کا مالک اونھین بن مانس کہتا ہے -

باب چہل وچہارم

الوراکے پیگوڈے(۱)

مین نے الوراکے پیگوڈون کے حالات سورت مین سنے تھے اور چاہتا تھا کہ اونھین اپنی آنکھون سے دیکھون - اس لیے اورنگ آباد پہونچتے ہی مجھے ایک مترجم کی تلاش ہوئی کہ مین اپنے ساتھ اوسے لے چلون - مگر جب مجھے کوئی ایسا آدمی نہ ملا - تو مین نے چاہا کہ اپنے خدمتگارون کو اپنے ساتھ لیجاؤن اور اکیلا ہی سفر کرون - چونکہ میرے بیل بہت تھک گیے تھے اس واسطے مین نے ایک گاڑی کرایہ کرلی - اور دو خدمتگار اور نوکر رکھ لیے - مین چارون کو نصف کراون دیا کرتا تھا - مین نے اپنے ہمراہی کو اپنا سامان سپرد کرکے یہین چھوڑا اور رات کے نو بجے چل کھڑا ہوا - ہرچند لوگون نے مجھے جتایا بھی کہ راستہ مین رہزنون کا خطرہ ہے مگر مین نے کچھ پروا نہ کی کیونکہ میرے اور میرے آدمیون کے پاس ہتیار تھے - مین نے تو یہ ارادہ کرلیا تھا کہ اگر نقصان بھی ہوجاے تو بلا سے مگر ان مندرون کو جن کی ہندوستان مین بڑی شہرت ہے ضرور دیکھنا چاہیے زمین کی ناہمواری کے باعث سے ہم آہستہ آہستہ چلتے تھے دو بجے کے قریب دولت آباد کے پاس پہونچے اور آرام کرنے کے واسطے پانچ بجے

(۱) پیگوڈ یا پیگوڈا یا پے گڈ لفظاً اور معناً فارسی لفظ بت کدہ کا مشابہ ہے - اور اوس معبد کو کہتے ہین جہان بتون کی پرستش ہوتی ہے یورپ مین اس لفظ سے اون تمام اقوام کے معابد کو بولا کرتے ہین جو مسلمانون کے سوا ہندوستان سے لیکر چین اور جاپان تک مشرق مین بستی ہین -

تک وہین ٹھیرے رہے۔

یہان سے ہمین ایک پہاڑ پر چڑھنا پڑا جہان اونچے نیچے ہونے کے سبب سے ہمین اور بیلون کو چڑھنے مین بڑی ہی دقت پڑتی تھی۔ گو چٹانون کو کاٹکر راستہ بنایا تھا اور یہ تراشا ہوا راستہ ایسا چکنا تھا کہ گویا راستہ مین سنگ خام کی گچ کردی گئی ہے اس راستہ کے ایک طرف ایک دیوار تین فیٹ چوڑی اور چار فیٹ اونچی تھی تاکہ گاڑیان اور رتھ اولٹ کر اوس جانب کو میدان مین نیچے نہ گر پڑین۔ میرے خدمتگار بھی گاڑی کے چلاتے مین اتنا ہی زور لگاتے تھے جس قدر کہ بیل پہاڑی پر اون کے پیچلنے مین زور کرتے تھے۔ جب مین وہان پہونچا تو دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے جو تمام مزروعہ ہے وہان بہت سے گانون اور مواضع ہین اور اون کے گرد باغ اور کثرت سے پھلدار درخت اور جنگل ہین۔ ہم یہان بھی کم از کم ایک گھنٹہ اوس مزروعہ زمین مین چلتے رہے۔ یہان ہمین کتنی ہی خوبصورت قبرین دکھائی دین جو کئی کئی منزل اونچی بنی ہوئی تھین۔ اور اون پر بڑے بڑے پتھرون کے گنبد تھے۔ ساڑے سات بجے ہم ایک بڑے تالاب پر ہوکر گذرے وہان ایک بڑا صحن اسی پتھر سے پکی کیا ہوا تھا مین یہان اوترا اور اوس کے اندر گیا۔ مگر وہان مجھے جوتی اوتار کر جانا پڑا اسمین داخل ہوتے ہی ایک مسجد ملی جس کے دروازہ پر بسم اللہ لکھی ہوئی تھی۔ اس کے معنے ہین "خدا کے نام سے" مسجد مین کوئی روشن دان نہ تھا صرف دروازہ کی طرف سے اوس مین روشنی جاتی تھی۔ لیکن مسجد کے اندر چراغ بہت سے جل رہے تھے کئی بزرگ اندر بیٹھے ہوے تھے اونھون نے مجھے اندر بولالیا۔ مگر مین نے وہان کوئی عجیب بات نہ دیکھی۔ صرف دو قبرین تھین اور اون پر قالین بچھے ہوئے تھے یہان مترجم نہونے کی

وجہ سے مین سخت پریشان ہوگیا۔ کاش کوئی مترجم ہوتا تو بہت سی نئی باتین جنسے
مین محروم رہگیا معلوم ہوجاتین۔

جب یہان سے آگے کچھ دور اور مغرب کی جانب روانہ ہوے تو ہمین پہاڑی پر
ناہموار راستہ سے ایک نشیبی زمین مین اُترنا پڑا - یہان جو پہلی چیزین مجھے نظر آئی وہ کچھ
مندر تھے۔ مین ایک برآمدہ مین داخل ہوا جسے ایک چٹان کو کاٹکر بنایا تھا یہ سیاہ
پتھر کچھ کچھ بھورا ہے - اس برآمدہ کی ہر ایک جانب اسی پتھر کے قدرتی چٹان مین سے
ایک بڑے قدواٹ آدمی کی مورت تراش دی ہے اور اس کی دیوارون مین بھی
تمام اسی طرح مورتین تراشی ہوئی ہین - جب مین اس برآمدہ سے گذرا تو ایک مربع صحن مین
پہونچا - جس کے ہر جانب سو سو قدم کی ہے - اوس کی دیوارین قدرتی چٹانین ہین
جو اس مقام پر چھ فیدم اونچے ہین - اور فرش زمین پر عمود وار کھڑے ہین - اور ایسے چکنے
اور ہموار ہین کہ گویا کسی نے پلاسٹر لگاکر کرنی سے چکنا کردیا ہے - سب باتون سے
پہلے مین نے یہ ارادہ کیا کہ اس صحن کی بیرونی طرف کو دیکھون - دیکھنے کے بعد معلوم ہوا
کہ یہ دیوارین جو درحقیقت چٹانین ہین زمین پر نہین ہین بلکہ نیچے سے بالکل کھوکلی ہین
جس سے یہ کھوکلا پن ایک برآمدہ ہوگیا ہے اور تقریباً دو فیدم اونچا اور چار پانچ فیدم چوڑا ہی
زمین بھی اس برآمدہ کی ایک چٹان ہے - اور صرف ایک ستونون کی قطار پر قایم ہے
یہ ستون بھی اسی چٹان مین تراش دیے ہین اور برآمدہ کے فرش سے کوئی ایک فیدم
کے برابر دور ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو برآمدے ہین - یہان ہر چیز نہایت ہی
صفائی اور کاریگری سے تراشی گئی ہے - اور جب یہ عظیم الشان ڈھیر ہوا مین معلق

(۱) فیدم چھ فیٹ کا طولانی پیمانہ ہے۔

نظر آتا ہے تو آدمی متحیر ہو جاتا ہے کہ کیونکر اس باریکی اور نزاکت کے ساتھ اسے
تراشا ہوگا جب پہلے پہل کوئی اندر جاتا ہے تو اسپر نظر کر کے اس کا دل مارے خوف
کے تھرا جاتا ہے۔

اس صحن کے وسط مین ایک مندر ہے کہ جس کی تمام دیوارون مین اندر اور باہر دونو
طرف بہی شکلین ترشی ہوئی ہین یہ شکلین کچھ تو چوپایہ جانورونکی ہین اور کچھ فرضی شکلین آدہے شیر اور آدہے
گج وغیرہ کے بنی ہوئی ہین۔ لطف تو یہ ہے کہ سب ان ہی چٹانون سے ترشی ہوئی ہین
اس مندر کے چارون گوشون پر ایک چوگوشہ مینارہ گاؤدم ستون ہے جن کے قاعدے
روم کے مینارون کے قاعدون سے بڑے ہین۔ مگر نوکین زیادہ باریک نہین ہین اور
یہ بھی چٹانون مین سے کاٹے گیے ہین اون پر کچھ حروف لکھے ہوے ہین۔ جن کو مین
پڑھ نہ سکا۔ دست چپ کے مینار کے پاس مثل اور مینارون کے ایک ہاتی پورے قد کا
تراش کر کھڑا کیا ہے۔ مگر اسکی سونڈ ٹوٹ گئی ہے۔ اس صحن کے دوسرے کنارہ پر دو
زینہ پتھر کے کٹے ہوے ہین۔ مین ایک برہمن کی لڑکے کے ساتھ جو بڑا ذہین معلوم ہوتا
تھا زینون پر چڑہا۔ اوپر جاکر مین نے ایک فرش نما چبوترہ بنا ہوا دیکھا مین اسی چبوترہ سے
تعبیر کرون یا کسی اور نام سے پکارون غرض یہ ڈیڑ دو کوس کا چوڑا چکلا تھا۔ اس مین
نہایت شاندار قبرین دیول اور مندر ہین جنھین یہ لوگ پیگودے کہتے ہین۔ یہ سب چیزین
چٹانون ہی مین سے تراشی گئی ہین زمین سے ان چیزون کو جدا نہین رکہہ سکتے کیونکہ
انسان نے اس جگہہ جہان قدرت نے چٹانون کو پیدا کیا ایسی ایسی خوبصورت موزین
اور مختلف چیزین تراش کر کھڑی کردی ہین۔ اس برہمن کے لڑکے نے مجھے اس قلیل
عرصہ مین تمام پیگودے دکھاے اور ایک بید کی چھڑی سے ہر ایک شکل کی طرف اشارہ کرکے

مجھے اون کے نام بتاتا گیا۔ اور کچھ کچھ ہندوستانی لفظون سے جنہین مین سمجھتا تھا مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ یہ بچہ ان چیزون کے مختصر تاریخی حالات بیان کرتا ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ ادہر تو وہ فارسی نہ بول سکتا تھا اور ادہر مین ہندوستانی نہ سمجھ سکتا تھا اس لیے مجھے کچھ معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

مین ایک بڑے مندر مین گیا جو چٹان مین بنا ہوا تھا اوس کی چھت چپٹی مسطح ہے یعنے گول نہین ہے اس مین اور اوسکی دیوارون مین اسیطرح مورتین ترشی ہوئی ہین اس مندر کے طول مین ستونون کی اٹھ۔ اور عرض مین چھہ قطارین بنی ہوئی ہین یہ قطارین ایک دوسرے سے ایک ایک قدم فاصلہ پر بنی ہین۔

اس مندر کے تین حصے ہین۔ ایک تو اصل مندر ہے جو کل طول کے ⅘ تک چلا گیا ہے اور اس کی چوڑائی بھی سب جگہ یکسان ہے۔ دوسرا حصہ اس سے چھوٹا اور تنگ ہے۔ تیسرا حصہ جو اس معبد کا کنارہ ہے سب سے چھوٹا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا نیچے ایک مندر بنا ہوا ہے اس کے وسط مین ایک اونچی جگہ پر بڑے ڈیل ڈول والا ایک بت بنا ہوا ہے سر ڈہول کے برابر ہے۔ اور جسم کا باقی حصہ بھی اوسی سے مناسبت رکھتا ہے۔ اس نیچے کے مندر کی تمام دیوارون مین بڑی بڑی شکلین ترشی ہوئی ہین اور اس بڑے مندر کی چارون طرف بہت سے چھوٹے چھوٹے ذیلی مندر بنے ہوے ہین انہین بھی معمولی لمبائی چوڑائی کی شکلین کاٹکر زمین سے نکلے ہوئی بنادی ہین یہ شکلین مردون اور عورتون کی ہین۔ اور وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہورہے ہین۔

ان مندرون کے علاوہ مین نے اور بھی کئی مندر دیکھے ان کی ساخت کچھ اورہی قسم کی ہے مگر ہوتمندرہے کہ یہ سب چٹانون ہی مین سے تراشے گیے ہین۔ ان مین بھی

شکلین کاٹی گئی ہین - ستونون کو بھی تراشا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ پلاسٹر کیا ہوا ہے
مین نے تین مندر تلے اوپر بنے ہوئے دیکھے ان تینون کا سامنا ایک ہی ہے
یہ مندر سہ منزلہ ہے اور ہر منزل مین ستونون کی قطارین بنی ہوئی ہین - اور ایک ایک
بڑا دروازہ مندر مین آنے جانے کا ہے - سیڑہیان بھی چٹانون ہی مین سے کاٹکر نکالی ہین
ان مین مجھے ایک محراب دار مندر نظر پڑا - اس مین مین نے ایک کمرہ مین ایک بڑی باولی
جو چٹان ہی مین سے تراش کے نکالی گئی ہے دیکھی اس مین سوتون سے اس کثرت
سے پانی آتا ہے کہ کنارہ سے دو فیٹ ہی نیچا رہجاتا ہے - ان چٹانون پر برابر مندر
ہی مندر چلے گیے ہین - یہانتک کہ دو کوس تک ان کے سوا کچھ نظر ہی نہین آتا - یہ تمام
مندر ان کفار کے سنتون اور ولیون کے نام سے منسوب ہین - اور اس چھوٹے سنت
یا ولی کی مورت جس کے نام سے وہ منسوب ہوتا ہے اس مندر کے انتہائی کنارہ پر
نیچے کھڑی کی جاتی ہے - ان مندرون مین مین نے کتنے ہی ساد ہو دیکھے جن کے بدن پر
سواے انگل بھر کی لنگوٹی کے ایک چھتڑا بھی نہ تھا - یہ اپنے تمام جسم پر بھبوت رما ے
ہوے تہے - لوگ مجھسے بیان کرتے تھے کہ یہ ساد ہو اپنے بال مطلق نہین کترواتے
برابر بڑہنے دیتے ہین کاش یہان چندے کچھ اور بھی قیام ہوتا تو اور مندرون کو بھی ضرور
دیکھتا - اور کسی ایسے شخص کا پتا لگاتا کہ وہ ان کا سارا کچا چٹھا بتا دیتا - مگر مجبوراً مجھے اسی پر
صبر کرنا پڑا کہ اورنگ آباد کے ہندون کے بیانات پر قناعت کرون جب مین واپس آیا
تو انھون نے مجھسے کہا کہ ہمارے ہان یہ روایت چلی آتی ہے کہ تمام مندرون کی عمارتین
اور تمام مورتین اور نقش و نگار دیوتاؤن کے بناے ہویے ہین - مگر ان کے بنانے کا زمانہ
نہین معلوم - جب ان عظیم الشان مندرون پر جنمین جا بجا ستون لگے ہوے ہین اور

استرکاری اور صفائی ہورہی ہے اور ان ہزارون مورتون کو جو قدرتی چٹانون سے
تراش کر بنائی گئی ہین خیال کرتے ہین تو بیساختہ زبان سے یہی نکلتا ہے کہ انسان کی
طاقت سے یہ کام کہین بڑھکر ہے اگر یہ نہین تو کم از کم یہ کھنا پڑتا ہے کہ جس زمانہ مین
یھ چیزین بنائی گئی تھین اگرچہ اون کی تعمیر اور نقاشی ایسی نہین ہے کہ جیسی اس وقت
ہم کرسکتے ہین۔ تاہم اوس زمانہ کے آدمی مطلقاً وحشی نہ تھے۔ مین نے یھ سب چیزین
جن کا اس قدر بیان کیا ہے صرف دو گھنٹے مین دیکھہ لین آپ خود خیال کرسکتے ہین
کہ یھ مقام اور اس کی عجائبات کے دیکھنے اور ان کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے
مجھے زیادہ وقت کی ضرورت تھی۔ مگر چونکہ مجھے اپنے ساتھیون کا خیال لگا ہوا تھا
کہ وہ اورنگ آباد سے کھین آگے نہ چلدین اس لیے مین زیادہ نہ ٹھیر سکا اور ان
عجائبات کو چھوڑکر چلا آیا۔ جس کا یقیناً مجھے سخت افسوس باقی ہے۔ مین پھر اپنی گاڑی
مین سوار ہوا۔ جو اس وقت مجھے ایک گانون روگک مین ملی۔ یھان سے مین سلطان پور
کو گیا جو ایک چھوٹا قصبہ ہے۔ یہان کے مساجد اور مکانات سیاہی مایل پکے پتھر کے
بنے ہین اور اوسی پتھر سے سڑکون پر کھرنجا کیا گیا ہے۔ یھان سے کچھ دور گیا تھا کہ وہی
مصیبت آثار چڑائو کی پھر بھگتنی پڑی۔ جس کا کہ مین پہلے ذکر کرچکا ہون۔ اور آخر کار
اوس راستے چلکر تین گھنٹہ کی مسافت کے بعد ہم ایک درخت کے نیچے دولت آباد کی
دیوارون کے پاس ٹھیرے اور ایک گھنٹہ آرام کیا۔

باب چہل و پنجم

صوبہ دولت آباد اور ورزش جسمانی کے کرتب

مغلون کے فتح کرنے سے پہلے یھی شہر صوبہ بالاگھاٹ کا دارالحکومت تھا۔ اور دکن مین شمار

کیا جاتا تھا اور تجارت کی بہت بڑی منڈی تھا۔ مگر اب یہان کی تجارت اورنگ آباد
مین منتقل ہوگئی ہے کیونکہ اورنگ زیب نے جب وہ صوبہ اورنگ آباد کا گورنر تھا
اس امر کی بڑی کوشش کی تھی کہ دولت آباد کی جگہ اورنگ آباد تجارت کی منڈی ہوجاے

دولت آباد خاصہ بڑا شہر ہے اس کی آبادی مشرق و مغرب کو لمبی چلی گئی ہے۔
اس کے گرد سنگ خام کی ایک فصیل بنی ہوئی ہے۔ گو اوس کے دمدمون اور برجون
مین تو پین چڑہی ہوئی ہین اور دیوار مین برج اچھے ہین مگر پھر بھی وہان کوئی چیز ایسی نہین
ہے کہ جس سے کہہ سکین کہ یہہ قلعون کے لیے کوئی نہایت مضبوط مقام ہے۔ یہہ ایک
بیضاوی شکل کی پہاڑی ہی جس کے چارون طرف شہر بستا ہے۔ جس کے قلعہ کی خوب
مضبوطی کی گئی ہے اور ایک طرف کی دیوار نہایت چکنی زمین کی چٹان کو تراش کر
بنادی ہے۔ یہہ دیوار دامن شہر کے محیط ہے۔ اور اوس کی چوٹی پر دمدمے بنے ہوئی
ہین۔ اور یہین بادشاہی محل سرا ہے۔ مجھے تو وہان سے جہان مین شہر کے باہر تھا
اسی قدر معلوم ہوا۔ لیکن پیچھے مجھے ایک فرانسیسی سے جو وہان دو سال رہا تھا
معلوم ہوا کہ اس دمدمے کے سوا اس جگہہ ٹیکرے کے نیچے تین اور قلعہ ہین ایک کو
بارکوٹ دوسرے کو مارکوٹ تیسرے کو کالا کوٹ کہتے ہین۔ ہندوستانی زبان مین کوٹ
کے معنے قلعہ کے ہین ان قلعون کی وجہ سے ہندوستانیون کا یہہ خیال ہے کہ غنیم کا
فتح پانا اور ان پر قابو چلنا محال ہے دولت آباد سے اورنگ آباد آنے مین مجھے ڈہائی گھنٹہ
لگے۔ اور یہان کی مسافت ۲ ½ کوس ہے۔ یہہ تیسری مرتبہ ہے کہ اورنگ آباد
مین میرا گذر ہوا ہے۔ ایک گھنٹہ کے بعد مین وہان آپہونچا جہان ہمارے لوگ ٹھیرے
تھے۔ وہ فقط اس انتظار مین تھے کہ دکاندار سے ایک کاغذ لے لین جس مین مقامات

وغیرہ کے ٹھیرنے کا پتا لکھا ہو۔ لیکن یہہ تخت بر جمعہ کی وجہ سے نہ مل سکتی تھی کیونکہ دکاندار ایک پکا مسلمان تھا وہ جمعہ کو کبھی کام نہ کرتا تھا۔

کالورا ورنگ آباد سے کوئی ساٹھ کوس یا کچھہ زیادہ ہوگا جو مغلون کی عملداری کا اخیر مقام ہے اور یہان سے آگے سلطنت گولکنڈہ کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ ہمین کالور تک پہونچنے مین آٹھ چھوٹے بڑے قصبہ ملے۔ انبیر اشٹی لسنا نا ندیر لسا دنتا پور اندور کندل ولی اندل ولی یہہ ملک ایسا آباد ہے کہ ہمین جابجا راستہ مین گانون اور قصبہ ملے۔ اورنگ آباد سے ڈیڑہ کوس چلے تھے کہ ہم نے ایک بڑکے درخت کے نیچے قیام کیا۔ جتنے بڑہ کے درخت مین نے ہندوستان مین دیکھے ہین یہہ اون سب سے بڑا ہے وہ نہایت ہی اونچا ہے یہان تک کہ بعض ڈالیان اوس کی دس فیدم اونچی ہونگی اوسکا محیط میرے تین سو قدم سے زائد ہے۔ اوس کی شاخون پر اس قدر کبوتر لدے ہوے تھے کہ چاہین تو اوس سے بآسانی پکڑ کر کتنے ہی کبوتر خانہ بھر لین۔ مگر پکڑنے کی ممانعت ہے۔ وہ شاہزادہ کی دل لگی کے لیے ہین اس درخت کے نیچے ایک پیگودا اور کتنے ہی قبرین بھی ہین اور پاس ہی ایک لیمو و نارنگی کا باغ ہے۔ ہم نے قصبہ انبر کے پاس شاندار مربع تالاب دیکھا جس کے تین رخ نرم پتھر کے ہین۔ اور اوس مین اوترنے کے لیے سیڑیان بنی ہوئی ہین چوتھے رخ کے وسط مین ایک دالان ہے جو دو فیدم اندر تالاب مین چلا گیا ہے۔ وہ پتھرون سے پٹا ہے اور سو ستون ایک فیدم اونچے اوس مین لگے ہوے ہین۔ یہہ دالان ایک اچھے مکان کے آگے بنا ہوا ہے۔ دو زینے بھی اس مین بنے ہوے ہین جن پر سے لوگ ہوا کھانے اور تفریح کے لیے نیچے اُتر آتے ہین۔ اس دالان کے قریب زمین مین

ایک چھوٹا سا پیگوڈا ہے جہان روشنی صرف دروازہ اور ایک مربع روشن دان مین سے ہو کر جاتی ہے۔ پانی کے آرام کیوجہ سے یہان بہت سے عابد وزاہد رہا کرتے ہین۔ سڑک پر ہم کو بہت سے سوار اورنگ آباد کو جاتے ہوئے ملے۔ کیونکہ بیجاپور پر چڑہائی کی تیاری کے لیے اورنگ آباد کو لشکرگاہ بنایا گیا ہے۔

قصبہ ناندیر سے کوئی پانچ کوس پر ایک گانون بالوڈا ہے جہان ہم جسمانی ورزشون کے کرتب دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ یہان مخلوق کا بڑا مجمع تھا۔ ہم کو ایک بڑے درخت کے سایہ مین اچھے اونچے مقام پر جگہ دیگئی۔ جہان سے ہم بآسانی تمام یہ کرتب دیکھ سکتے تھے نٹون نے وہ سب تماشے ہی نہین بلکہ کچھ اور اوس سے بھی زیادہ تماشے دکھائے جو ہمارے یہان یورپ مین رسیون پر ناچنے والے کیا کرتے ہین یہ لوگ بے ہڈی کی مچھلی کی طرح نرم ہوجاتے ہین۔ اور تمام جسم کو سکیڑکر بالکل گیند کی طرح بن جاتے ہین اور پھر جو جاہے اونہین ہاتھ سے لڑکاتا لیتا جائے۔ تیرہ چودہ برس کی ایک لڑکی نے سب سے اچھے تماشے کیے۔ اور دو گھنٹہ سے زیادہ دیر تک تماشا دکھاتی رہی اوس نے جتنے ورزش کے کرتب کیے اون مین سے مجھے سب سے زیادہ یہ دشوار معلوم ہوا۔ وہ زمین پر بیٹھ گئی۔ دانتون سے ننگی تلوار پکڑے ہوئی تھی سیدھے ہاتھ سے اوس نے اپنے بائین پیر کو پکڑا اور اوسے چھاتی تک اوٹھا کر لائی اور بائین کندھے تک لے گئی اور پھر اسیطرح پیر کو پکڑے پکڑے اپنا سر اپنے دہنے بازو کے نیچے لے آئی اور بعد اس کے اسی طرح پیر کو ہاتھ مین پکڑے ہوئے پیٹھ تک اور پھر چوتڑون تک لیجا کر دہنے پانون کے نیچے سے نکال لے گئی اور ایسا اوس نے علی التواتر چار یا پانچ مرتبہ کیا جس مین ہر مرتبہ یہ اندیشہ تھا کہ اوس کا بازو یا ٹانگ تلوار سے کٹ جائے

پہرہی کرتب اوس نے اپنے بائین ہاتھ اور دہنے پانون سے کیا۔ لڑکی یہی کرتب دکھارہی تہی نٹون نے اس عرصہ مین دو فیٹ عمیق ایک گڑہا کہود کر اسمین پانی بہر دیا جب لڑکی نے کرتب کرنے کے بعد کچھ دیر آرام کرلیا تو انھون نے چھوٹا سا ہک یا کانٹا گڑہے مین ڈالدیا۔ اور لڑکی سے کہا کہ بغیر ہاتھ لگاے صرف ناک سے اس کانٹے کو پانی سے نکال لے۔ اوس نے اپنے دونون پیر گڑہے کے کنارہ پر رکھے اور پیٹھ کی طرف ٹیڑہی ہوگئی۔ اور دونون ہاتھ پیٹھ کی طرف کرکے اپنے پیرون کے پاس کنارہ رکھدیے۔ اب اوس نے پانی مین سر کے بل غوطہ مارا اور ہک کو ناک سے ڈہونڈہا اول مرتبہ اوس کو ہک نہ ملا۔ اس لیئے اوس گڑہے مین پھر پانی بہر گیا۔ اور مکرر اوس نے اوسی طرح غوطہ مارا۔ اور صرف اپنے بائین ہاتھ سے اپنے کو اوٹھا لیا اور دہنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ہک مل گیا۔ اور پھر اوس نے اپنے کو اوپر کی طرف سہار کر اوٹھالیا دیکھا تو وہ ہک اوس کی ناک پر تھا۔

پھر ایک نٹ نے اس لڑکی کو اوٹھا کر اپنے سر پر بٹھا لیا اور بہت تیزی سے ادہر اودہر دوڑتا پہرا مگر لڑکی نے اس کے سر پر جنبش نہین کی اور بے تکلف بیٹھی رہی۔ پھر اوس شخص نے اوسے اوتار دیا۔ اور ایک مٹی کا برتن لیا۔ جیسا کہ ہندوستان کے نوکرنیون کے پاس گول گھڑا پانی بہرنے کے واسطے ہوا کرتا ہے اور اوس کا منہ اوپر کو کرکے اپنے سر پر رکھا۔ وہ لڑکی اوس کے اوپر چڑہ گئی اور وہ گھڑے سمیت پہلی طرح ادہر اودہر دوڑتا پھرا۔ پھر دو مرتبہ اوس نے ایسا ہی کیا۔ ایک مرتبہ منہہ ترچھا کیا اور ایک مرتبہ پیچھے کو اوندہا کرکے لے گیا۔ پھر اوس نے ایک لوٹا لیا اور اوس سے ایسے ہی تین مرتبہ یہی کرتب کیا۔ اوس کے بعد اس لوٹے پر گھڑا رکھا اور لڑکی کو اوس کے اوپر

بٹھایا اور پھر وہ ہی صورت تینون مرتبہ کی - اور لڑکی بے تکلف بیٹھی رہی - آخر کو
اوس نے ایک لوٹا لیا - اور اوسمین ایک فٹ لنبا ایک ڈنڈا کھڑا کیا - اور اوس پر
اوس لڑکی کو سیدھا بٹھایا اور پہلے کی طرح دوڑا - اس وقت یہ لڑکی کبھی پانون پر کھڑی
ہوجاتی اور دوسرے پیر کو ہاتھ مین پکڑ لیتی - اور کبھی ایڑیون کے بل کھڑی ہوجاتی
نہین نہین بلکہ وہ ان پر بیٹھ جاتی تھی - حالانکہ وہ آدمی برابر پہلے کی طرح دوڑتا پھرتا
تھا پھر اوس شخص نے وہ لوٹا نکال لیا - اور ڈنڈے کی اوپر اوس لوٹہ کو رکھا - اور
لڑکی بھی اوس کے اوپر جا موجود ہوئی - اس کے بعد اوس نے کھیل کی صورت
بدل دی - اوس نے چار تختین کوئی چار چار انچھ کی لنبی اوس لوٹے مین اس
طور سے رکھین کہ اون سے ایک مربع بن گیا اور اون پر دو دو انگل چوڑی تختیان رکھین پھر ان
تختیو نپر چار اونچین اور اون پر چار تختیان رکھین اور اس طرح دو منزلہ مکان بنایا - اور وہ لوٹا
اوس پہلے ڈنڈے پر رکھکر سر پر رکھا - اب اوس اوپر کی منزل پر وہ ہی لڑکی پھر جا
بیٹھی اور وہ مرد بے تحاشا اوسی تیزی سے دوڑا اور لڑکی اپنے گرنے سے مطلق
بھی نہ گھبرائی اور بے تکلف بیٹھی رہی حالانکہ ہوا بڑی زور کی چل رہی تھی - ان لوگون
نے ایسے ہی ورزشون کے صدہا کھیل تماشے کئے جن کا بیان مین اس لیے
نہین کرتا کہ ناظرین گھبرا نہ جائین ہان اتنا اور کہتا ہون کہ جو اچھے تماشے اونھون نے
کئے وہ اون کی لڑکیون نے کیے تھے - اس کے بعد ہم نے اونھین تین روپیہ دے
انھون نے روپیے لیکر ہمین ہزارون دعائین دین - ہم نے پھر اونھین رات کو اپنے
قیام گاہ پر بولایا اور یہی تماشے دیکھے اور دو روپیہ اور دئے -

یہان سے ہم قصبات ایلا اور دتا پور کو گئے - اور کچھ دنون بعد اندورمین پھونچے

جوایک راجہ کے قبضہ مین ہے - یہہ راجہ مغلون کا پورا پورا مطیع نہین ہے شاہ گولکنڈہ اوسکی حمایت کرتا ہے - اورجب لڑائی ہوتی ہے تو یہہ راجہ لڑائی کا رنگ دیکھکر جس کا پلہ بھاری ہوتا ہے اُسکی طرف ہوجاتا ہے - وہ ہم سے فی گاڑی دو روپیہ محصول مانگتا تھا مگر بہت سے ردوبدل کے بعد ہم نے اوسے ایک روپیہ فی گاڑی دیا اور اوس کے علاقہ سے چلے گیے - پھر ہم ایک گانون بست پوری مین پہونچے - یہان ہم نے سنا کہ اس جگہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر نہایت اچھا پیگوڈ ہے اس لیے ہم وہان ٹھیر گئے اور پیدل اوسے دیکھنے کو گئے -

باب چہل و ششم

سیتانگر

اس پیگوڈ کو سیتانگر کہتے ہین - وہ ایک مستطیل شکل کا مندر ہے ۸۴ قدم لمبا اور ۴۸ قدم چوڑا اور تین فیدم اونچا - یہہ اوسی قسم کے پتھر کا بنا ہے جس پتھر کی تھیبز(۱) کی عمارتین بنی ہوئی ہین - اوس کی کرسی پانچ فیٹ چارون طرف اونچی اور خمدار ہے اور ہار یا بتیان سی اوس مین پڑے ہوئے ہین گلاب کے پھول اور کھندانہ سے اسے خوبصورت کیا ہے اور اس عمدگی سے تراشا ہے گویا یورپ کے معمارون نے بنایا ہے اس کا اگوارا نہایت دلکش ہے اس کے ستونون - کنگرون - اور دروازہ پر اس نظر فریب طریقہ سے نقش و نگار بنائے ہین کہ ان کی دلربائی اور محرابون کی خوشنمائی دیکھنے مین عجیب سمان پیدا کرتی ہے - کہین جانورون کی مورتین کہین آدمیون

(۱) تھیبز ایک شہر تھا دریائے نیل کے کنارہ - مگر اب اوجاڑ پڑا ہے -

کی صورتین زمین پر بنی کھڑی ہین - اس کے بعد ہم اندر گئے - اون کی ساخت بھی الورا کے مندر کی سی ہے - ایک اصل مندر ہے - دوسرا بازو کا مندر ہے اور تیسرا انتہا پر ایک چھوٹی سی عبادت گاہ ہے - مجھے اصل مندر اور بازو کے مندر مین تو کچھ معلوم نہوا صرف اتنا ہی دیکھا کہ اوس کی چار دیواری ہے - اور دیوار کے پتھرون کی جھلک نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہے - فرش بھی اسی پتھر کا ہے - اور اوس کے وسط مین ایک گلاب کا پھول نہایت خوبصورت تراشا ہوا رکھا ہے - اس مقام پر اور ہندوستانی پیگوڈون کی طرح دروازہ سے ہی روشنی آتی ہے - اس بازو کے مندر کی ہر ایک طرف پر دیوار مین ایک فٹ کے برابر بڑا سوراخ ہے جس کا چھید اوسی طرح ہے جیسے کہ بندرگاہون کے سوراخ مین توپون کے رکھنے کے لیے ہوا کرتا ہے اور اوس سوراخ کے اندر بیچ مین ایک لوہے کا پیچ لگا ہوا ہی جو آدمی کی ایک ٹانگ کے برابر لمبا ہے - یہ لوہا عموداً دیوار مین نصب کیا گیا ہے مجھسے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہہ لوہا خصوصیت سے ان لوگون کے باندھنے کے لیے نصب کیا گیا تھا جو اپنی خوشی سے سات دن یا زیادہ دنون کا روزہ رکھکر یہان آکے جکڑ جایا کرتے تھے - کنارہ کی عبادت گاہ مین انہین دیوارون کے پتھرون کے بیچ مین ایک قربان گاہ بنی ہوئی ہے چٹان کو تراش کر اوس کی کئی منزلین بنائی ہین اور خوبصورتی کے لیے اوس مین کندہ گلاب کے پھول اور اور زیبائشی نقش و نگار سے آراستہ کیا گیا ہے - نیچے کو ہر ایک طرف تین تین ہاتھیون کے سر ہین - اسی پتھر کی جو قربان گاہ مین لگا ہوا ہے ایک کرسی مندر کے دیوتا کی نشست کے لیے بنی ہوئی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عمارت تکمیل کو نہین پھونچی کیونکہ بہت اسپر نہین بٹھایا گیا ہے

جب مین نیچے آگیا تو مجھے اس پہاڑی کے دامن مین مشرق کی طرف کو ایک
عمارت دکھائی دی جس کا مجھسے کسی نے ذکر بھی نہین کیا تھا۔ مین صرف اپنے
نوکرون کو لیکر اس طرف گیا وہان جا کر صرف اسیقدر دیکھا کہ ایک عمارت کی تعمیر شروع
کی گئی ہے جس کی دیوارین اوسی پتھر کی ہین جس کا یہ پیگوڈ بنا ہے۔ اس کی دہلیز
ایک ہی پتھر کی بنی ہوئی ہے جو ڈیڑھ فیدم لمبا ہے۔ اس عمارت مین بڑے بڑے
جگادری پتھر لگے ہوئے ہین۔ مین نے ایک پتھر کو ناپا تو وہ چار فیدم سے لمبا تھا
اسی عمارت کے پاس ایک تالاب اس قدر چوڑا ہے جیسے کہ دریاے سین
پیرس کے نیچے بہتا ہے۔ بلکہ اس قدر طویل ہے کہ ایک نہایت اونچی جگہ سے
جب مین نے اوسے جا کر دیکھا تو دوسرا کنارہ مجھے نظر نہ آسکا۔ اس تالاب کے
وسط مین ایک اور تالاب ہے اوس کے چارون طرف دیوار بنی ہوئی ہے۔ اور
سات آٹھ فیدم مربع ہے۔ چونکہ یہہ پانی اس مکان کے نیچے ہی ہے اس لیے
وہان سے اوس مین اوترنے کے لیے سیڑھیان بنی ہوئی ہین جب کوئی ڈیڑھ سو قدم
اس مکان کی سیدہ مین سامنے کی طرف تالاب مین جائین تو وہان ایک مربع دالان
آٹھ دس فیدم چوڑا ملتا ہے۔ اس کا چبوترہ پانی سے ایک فٹ اونچا ہے۔ یہہ دالان
اور اوس کی چھت بھی اسی پتھر کی بنی ہے۔ جس سے کہ وہ مکان بنا ہوا ہے۔ اس کے
سولہ ستون ڈیڑہ ڈیڑہ فیدم بلند ہین۔ یا یون کہیئے کہ ہر ایک جانب چار چار ستون ہین
چونکہ میرے ساتھی ٹھیرنا نہ چاہتے تھے مین اس عمارت کو آدہ گھنٹہ سے زیادہ
نہ دیکھ سکا آپ خیال کر سکتے ہین کہ اس کے نقشے کی پوری جانچ کرنی اسکی بناوٹ
اور پانی کے اوتار چڑہاؤ کی کیفیت اور موجد کے اغراض۔ پتھر کی نوعیت اور تراشنے کی

صورت اور اُسکی چہٹائی بڑائی کی تحقیق کیونکر بغیر گھنٹون کی غور و فکر کے ہو سکتی تھی۔ اگرچہ یہہ کہنا تو بالکل ٹھیک نہین ہے کہ وہ عمارت ہماری عمارتون کے قسم کی ہے تاہم وہ بہت کچھ ڈورس یعنے قدیمی یونانیون کی عمارتون سے ملتی ہے۔ اس مندر اور اس محل کو ستیا نگر یعنے لیڈی سیتا کے نام سے پکارتے ہین۔ کیونکہ یہہ پیکو دستیارام کی بی بی سے منسوب ہے۔ مین نے سنا ہے کہ ان دونون چیزون کی تعمیر ایک راجپوت امیر نے شروع کی تہی۔ مگر اوس کے مرجانے کے باعث ناتمام رہ گئین۔ غرض کہ مین نے ہندوستان کے قدیمی اور حال کی عمارتون مین اس بات کو دیکھا ہے کہ یہان کے معمار ستون کی بنیاد اور اوس کا تنہ اور اوس کا اوپر کا یعنے سِرہ وہ مقام جس پر اوپر کی عمارت قایم ہوتی ہے سب ایک ہی پتھر کا بناتے ہین یعنے کل ایک ہی ٹکڑا ہوتا ہے

اورنگ آباد سے کالور تک کے منازل

شکل کین	اورنگ آباد سے	۱½ کوس	انبہ ایک قصبہ راستہ مین ہے
اودلگ ہرد	شکل کین سے	۶ "	
وابل کہیرا	اودلگ ہرد سے	۵ "	
اشٹی	ایک قصبہ وابل کہیری سے	۸ "	
منود	اشٹی سے	۶ "	
پربہنی	ایک قصبہ منود سے	۵ "	پورنا ندی راستہ مین
نرنا	ایک قصبہ پربہنی سے	۶ "	
ناندیر	ایک قصبہ نرنا سے	۵ "	گنگا کنجیر (۱) ایک دریا راستہ مین

(۱) گنگا کنجیر دریا کا نام نہین بلکہ صحیح نام بائین گنگا ہے۔

پاٹودا	ایک قصبہ	نا ندیر سے	۵ کوس	
کندلوای		پاٹوداسے	۹	,, راستہ مین سندگیر ایک ندی اور دیسلا اور ذیتا پور دو قصبہ
اندور	ایک قصبہ	کندلوای سے	۹	,, راستہ مین کوس ایک ندی
اندلوائی	ایک قصبہ	اندور سے	۴	,,
کالور		اندلوائی سے	۴	,,

ہم اس کے بعد قصبہ اندلوائی مین ہوکر گذرے جس مین کوئی خاص بات بجز اس کے قابل بیان نہین ہے کہ یہان بہت سی تلوارین خنجر اور برچھے بنا کرتے ہین۔ اور تمام ہندوستان مین فروخت ہوتے ہین ان ہتیاردن کا لوہا کالا گہاٹ کے پہاڑ کی ایک کان سے نکلتا ہی جو اس قصبہ کے پاس ہے۔ اس وقت شہر سنسان ہو رہا تھا۔ یہان کے باشندے سیواجی کے بہائی[(۱)] کے خوف سے دور دور باہر ملک مین بہاگ کر چلے گیے تہے کیونکہ یہہ شخص شہر تک تاخت تاراج کرنے لگا تھا۔ ہم اندلوائی سے کچہہ دور آگے جا کر ٹھیرے اور دوسرے روز ۲۶ مارچ کو چار گھنٹہ کے سفر کے بعد ایک ایسی پہاڑی پر سے جو مختلف اقسام کے درختون کی سرسبزی کے لحاظ سے تمام روی زمین کے پہاڑون سے زیادہ خوشنما ہے گذرے۔ کالور مین پہونچے جو مغلون کی عملداری کا آخری مقام ہے۔ یہہ جگہہ اورنگ آباد سے ۸۳ کوس دور ہے اور ہمین اوس مسافت کے طے کرنے مین ۱۴ روز لگے۔

باقی سڑک کا حال جو گولکنڈہ تک ہے مین اوس وقت بیان کرونگا جب کہ گولکنڈہ

(۱) دکن مین شیواجی کے ہاتھ سے مخلوق جیسی تباہ و برباد ہوئی ایسی شیواجی کے زمانہ تک اوس سے پہلے کبھی کسی کے ہاتھ سے نہین ہوئی اس باب مین شیواجی کے برابر کوئی دوسرا شخص اوس سے پیشتر نہین گذرا اسی کمال کی وجہ سے جو اوسے سلمانون کی خلاف مین حاصل ہوا تھا ہندو ان مین اوسکو دیوتا کی طرح ماننے لگے ہین۔

کی سلطنت کا حال لکہونگا۔ اورنگ آباد کے اس راستہ مین جس کا کہ مین ذکر کر رہا ہون پہاڑ اور میدان دونون ملتے ہین۔ تمام میدانون کے زمینین اچھی ہین۔ بعض جگہہ تو وہان کے کہیت ہین باقی زمین مین کپاس[1] کے پیڑ املی بڑ کہجور وغیرہ ہونے لگے ہین۔ یہ سب زمینین متعدد دریاؤن سے سیراب ہوتی ہین۔ جو ادہر اودہر بہا کرتے ہین۔ سوا اسکے ان کے بہت سے تالاب بہی ہین جن سے بیلون کے ذریعہ سے آب پاشی ہوتی تہی انہین تالابون مین سے مینے ایک دنتاپور مین دیکھا جو ایک بندوق کی گولی کے ٹپہ پر ہے اور سات آٹھ سو پیمایشی قدم[2] کے برابر لمبا ہے۔ اس تمام راستہ مین ہمین برق و باد و بارش اور اولون سے بڑی تکلیف رہی یہہ اولے ایسے بڑے تھے جیسے مرغی کے انڈے ہوتے ہین اور اگر کسی وقت ان مصائب سے کچھ فرصت ملتی تو بہی گرج باقی رہتی جو تمام تمام دن اور تمام تمام رات ہوا کرتی تھی۔ ہر ایک مقام پر ہمین سوارون کے رسالے ملتے تھے جو بادشاہ بیجاپور کے لیے تیار ہو رہے تہے۔ یہہ بادشاہ پہلے مغلون کو خراج دیا کرتا تھا اور اب اوس نے خراج دینے سے انکار کر دیا تھا۔

اس صوبہ کے بیان کے خاتمہ پر اتنا اور کہنا ہے کہ یہہ تمام ٹیکریان اور پہاڑیان جن کا مین نے ذکر کیا فقط اوسی پہاڑ کی ضمیمہ ہین جنہین بالا گہاٹ[3] کہتے ہین۔ جو ہندوستان کے

(۱) کپاس کے کہیت ہوتے ہین۔ موسیو تھیونو نے اسے بڑے پیڑون مین شاید شمار کیا ہے۔

(۲) ناپنے مین قدم کوئی پانچ فیٹ کا مانا جاتا ہے۔ مگر پیمایش مین قدم وہ فاصلہ ہے جو چلتے وقت ایک ہی پیر کی ایڑی سے دوسرے پیر کی ایڑی تک ہو۔

(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیو تھیونو کی مراد لفظ بالا گہاٹ سے بندھیاچل پہاڑ ہے۔ مگر یہہ پہاڑیان جن کا اونہون نے یہان ذکر کیا بندھیاچل پہاڑ سے کچھ تعلق نہین رکہتین اسیطرح گہاٹ کو جو اونہون نے لکھا کہ ہندوستان کے قریب قریب چارون طرف ہے یہ بہی غلط ہے وہ ہندوستان مین صرف دکن کے مشرق و مغرب سے جنوب کو چلا گیا ہے۔

کے جغرافیہ نویسون کی راے کے بموجب ہندوستان کو جنوباً شمالاً دو حصون مین منقسم کرتا ہے۔ اور اسی طرح گھاٹ پہاڑ انہین جغرافیہ نویسون کے قول کے بموجب ہندوستان کے قریب قریب چارون طرف ہے۔

باب چہل و ہفتم

صوبہ تلنگانہ

پہلے تلنگانہ دکن کا ایک بڑا صوبہ تھا۔ اور گوا تک جو ترنکالیون کا ملک ہے ہونچتا تھا۔ اور بیجاپور جس کا صدر مقام تھا۔ مگر جب سے کہ اس ملک کے شمالی قطعات پر مغلون کا قبضہ ہوگیا ہے اور بیدر اور کلیان کو اونہون نے لے لیا ہے اوس وقت سے مغلون اور بادشاہ دکن مین یہہ ملک تقسیم ہوگیا ہے جسے اب صرف بادشاہ بیجاپور کہتے ہین۔ اور جو حصہ اوس کا مغلون کے قبضہ مین ہے وہ ہندوستان مین شمار ہوتا ہے۔ تلنگانہ کے مشرق مین موسلی پٹم کی طرف گولکنڈہ کی سلطنت ہے مغرب مین صوبہ بگلانہ اور بیجاپور ہے۔ شمال مین بالا گھاٹ اور جنوب مین بیجانگر ہے۔ اب اس ملک کا بڑا شہر بیدر ہے۔ یہہ شہر اوس وقت جب وہان کی بادشاہت بالاگھاٹ مین شمار ہوتی تھے کبھی کبھی دکن سے بھی متعلق رہا ہے۔

بیدر بڑا شہر ہے۔ اوس کی فصیل خشتی ہے اور اوس پر دمدمے اور کچھ کچھ فاصلہ پر برج بنے ہوے ہین۔ اوس پر بڑی بڑی توپین چڑھی ہوئی ہین جن مین سے بعض بعض کے مُنہ تین تین فیٹ چوڑے ہین۔ اس قلعہ مین تین ہزار فوج رہتی ہے جن مین سے آدھے سوار ہین اور آدھے پیدل اور سات سو گلنداز بھی ہین۔ چونکہ

اہل دکن کے مقابلہ کے لیے یہ مقام نہایت کارآمد ہے اس لیے یہان کی فوج نہایت عمدہ حالت مین رکھی جاتی ہے۔ اور یہان ہمیشہ یہہ خطرہ رہتا ہے کہ کہین دشمن اچانک نہ آجاے صوبہ دار ایک قلعہ مین شہر کے باہر رہتا ہے۔ یہہ صوبہ بڑا زرخیز ہے۔ اور اوس وقت جب کہ مین یہان تھا یہان کا صوبہ دار بادشاہ شاہجہان اورنگ زیب کے باپ کا سالا تھا۔ مگر چونکہ برہانپور کی صوبہ داری چاہتا تھا۔ جو اس جگہہ کی صوبہ داری سے بہتر سمجھی جاتی ہے وہ وہان چلا گیا ہے۔ اور اوسکی درخواست اس کارگذاری کی وجہ سے منظور ہو گئی ہے کہ گذشتہ جنگ مین اس صوبہ دار نے بادشاہ بیجاپور کی محاصر فوج کو بیدر سے ہٹا دیا تھا۔ کچھہ دنون بعد مین نے نئے صوبہ دار کو بیدر کی سڑک پر جاتے دیکھا۔ یہ شخص صورت شکل کا اچھا اور عمر سے ادہیڑ تھا۔ وہ پالکی مین جا رہا تھا اور پانچ سو سوار اچھے اچھے گھوڑون پر سوار اور اچھی اچھی وردیان پہنے اوس کے ساتھ تھے۔ اور آگے آگے کتنے ہی پیادہ چلتے تھے ان کے ہاتھون مین جھنڈیان تھین اور اون پر طلائی ملمع کیا ہوا تھا۔ اور اون کے پیچھے پیچھے سات ہاتی بھی تھے۔ صوبہ دار کی پالکی کے پیچھے اور بھی کچھہ پالکیان تھین اوس مین عورتین بیٹھی ہوئی تھین اون پر سرخ یا ناتی چادرین پڑی تھین ایک کھلی پالکی مین دو چھوٹے بچے بھی تھے۔ ان تمام پالکیون کے بانس چاندی کی نلکیون یا پترون سے منڈھے تھے ان کے پیچھے اور رتھہ عورتون کے بھرے ہوئے آئے۔ دو رتھون کے بیل سفید تھے اور تقریباً چھہ فیٹ اونچے تھے۔ ان سب سے پیچھے ساز و سامان کے چھکڑے اور اونٹ آئے جن کے ساتھ ساتھ محافظ سوار تھے۔ اس صوبہ تلنگانہ سے مغلون کو ایک کرور روپیہ سالانہ سے زیادہ محاصل وصول ہوتا ہے۔

ہندوستانیون کے اعتقادات سے زیادہ باطل اور کسی ملک کے آدمیون کے اعتقاد نہ ہونگے - ان لوگون کے اکثر پگوڈ ہین جن مین بڑی بڑی عظیم الشان مورتین بنی ہوئی ہین ادن سے اون لوگون کے سوا جو اس مذہب کے معتقد ہین کسی کا عبادت کی طرف دل رجوع نہین ہوتا بلکہ ایک خوف پیدا ہوتا ہے - یہہ بت پرست اکثر نہاتے دہوتے رہتے ہین - مرد عورت بچے صبح اوٹھتے ہی ندی کو چلے جاتے ہین - البتہ دولتمند گہرون مین نہاتے ہین - جب عورتون کے شوہر مرجاتے ہین تو ماتم پرسی یا تعزیت ادا کرنے کی رسم دریا پر ادا ہوتی ہے جہان عورتون کے رشتہ داران مستورات کو جنکے خاوند مر گیے ہین لیجاتے ہین یہی دریا پر جانے کی رسم اولاد کی پیدایش مین ادا کی جاتی ہے - اسوقت بھی عورتین دریا پر جاتی ہین جس آسانی سے کہ اس ملک مین بچون کی پیدایش ہوتی ہے شاید اور کسی ملک مین نہوتی ہوگی - جب یہہ نہا چکتے ہین تو ایک برہمن اون کی پیشانی پر زعفران اور صندل کا سفوف پانی مین گھولکر لگا دیتا ہے - پھر وہ گھر آکے ناشتہ کرتے ہین - چونکہ وہ بغیر نہائے دہوے نہین کھاتے ہین اس لیے جو لوگ صبح دریا پر نہین جا سکتے دوپہر کو نہانے چلے جاتے ہین یا اگر موقع نہوا تو گھر ہی پر اشنان کر کے کھانا کھا لیتے ہین چونکہ وہ اس شخص کے ہاتھ کا کھانا نہین کہاتے جو ان کی ذات کا نہو اس لیے وہ جب گھر کے باہر ہوتے ہین تو بھوکے رہتے ہین اور کسی جگہہ کھانا نہین کھاتے بلکہ بعض تو سواے اپنے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے کے اپنی برادری والے کے ہاتھ کا بھی نہین کھاتے - آٹے چانول اور کھانے پینے کی چیزین سواے بنیون کی دکانون کے اور کہین سے نہین لیتے -

یہ بنیئے اور نیز برہمن اور کورمی مکھن نیناتاج ترکاریان شکر اور پھل کہاکر گذر کرتے ہین مچھلی اور گوشت نہین کھاتے پانی کے سوا کچھ نہین پیتے۔ کافی اور چاء[1] البتہ پانی مین ڈال لیتے ہین وہ رکابیون مین کھانا نہین کھاتے کیونکہ انہین اندیشہ ہے کہ اس سے پہلے کسی غیر مذہب یا غیر قوم والے نے ان کا استعمال نکیا ہو۔ ان رکابیون کی جگہہ وہ درختون کے بڑے بڑے پتون کو کام مین لاتے ہین اون مین وہ اپنا کھانا نکالکر کھاتے ہین اور کھانے کے بعد اونھین پھینک دیتے ہین ہان اُن مین کچھ ایسے لوگ بھی ہین جو صرف تن تنہا کھاتے ہین اور اپنی بی بی اور بچون کو بھی ساتھ کھلانا پسند نہین کرتے۔

تاہم مجھسے لوگون نے یھ بیان کیا ہے کہ سال مین یہان ایک دن ایسا آتا ہے کہ جس روز برہمن سور کا گوشت کھاتے ہین۔ اور گو وہ اوسے بدنامی کے سبب سے چھپ کر کھاتے ہین۔ مگر اون کے مذہب مین اوس کی اجازت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اسی ملک مین ایسا نہین ہوتا بلکہ تمام ہندوستان مین یہی دستور ہے۔

ان ہندؤن مین ایک اور بھی خوشی کا دن منایا جاتا ہے وہ اس روز معینہ پر آٹے کی ایک گاے بناتے ہین اس مین شہد بھرتے ہین اور پھر اُسے ذبح کرتے ہین اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالتے ہین۔ پیٹ چاک ہوتے ہی شہد چارون طرف بہنے لگتا ہے۔ اسے گاے کا خون سمجھا جاتا ہے اور آٹا[2] گاے کا گوشت سمجھکر کھایا جاتا ہے

(۱) یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین اوس زمانہ مین بھی چاء کا رواج تھا۔ کچھہ اسی زمانہ مین یہ چیز ہندوستان مین نہین آئی تھی بلکہ ڈہائی سو برس پیشتر سے اسکا یہان ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(۲) یھ آٹا غالباً پکا ہوا ہوتا ہوگا اور یھ گاے حلوے کی بنتی ہوگی۔ آجکل تو یہہ رسم کہین سننے مین نہین آتی

مجھے یہہ نہین معلوم کہ اس رسم کی اصلیت کیا ہے۔ کھتری یا رجپوت مرغیان تو نہین کھاتے مگر جس طرح ادنی درجہ کی قومین ہین اُسی طرح یہ بھی ہر قسم کی مچھلی اور گوشت کھاتے ہین۔ البتہ گاے کے گوشت سے پرہیز کرتے ہین اور اوس کی سب تعظیم کرتے ہین۔

ان بت پرستون مین اکثر روزہ رکھنے والے بڑے ہوتے ہین کوئی پندہر واڑا نہین ایسا نہین گذرتا کہ اوس مین وہ لنگن نہین مرتے اور چوبیس گھنٹہ روزہ نہ رکھتے ہون یھ تو اونکا صرف معمولی روزہ ہے اون مین بہت سے لوگ خصوصاً عورتین تو ایسے چھہ چھہ سات سات دن کا برابر روزہ رکھتے ہین۔ مین نے اون سے سنا ہے کہ اون مین ایسے بہی لوگ ہین جو ایک ایک مہینے کا روزہ رکھتے ہین۔ اس مدت مین وہ صرف ایک مٹھی چانول روزانہ کے سوا اور کچھ نہین کھاتے۔ اور بعض ایسے ہین کہ وہ یہہ بھی نہین کہاتے بلکہ صرف پانی پی لیتے ہین۔ اس پانی مین وہ ایک درخت کی جڑ اوبال لیتے ہین جسے وہ کریاتا کہتے ہین اور وہ کھمبات کے ملک مین پیدا ہوتی ہے۔ اور بہت بیماریون کو فائدہ بخش ہے۔ اس سے پانی کڑوا ہو جاتا ہے اور معدہ کو قوت دیتا ہے۔ جب کوئی عورت اپنے روزہ کا زمانہ ختم کر چکتی ہے اور اوسکی افطاری کا وقت آتا ہے تو اس کا پروہت برہمن اپنے دوستون کو ساتھ لیکر روزہ دارنی کے گھر جاتا ہے اور ڈہول وغیرہ بجانے کے بعد اسے روزہ کھولنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس قسم کے روزہ اکثر درتی اور سوگ وغیرہ فرقون کے ہندو اس صوبہ مین رکھا کرتے ہین اور اسی کے ساتھہ اور بہی قسم قسم کی سخت سخت تپسّیا بین کیا کرتے ہین۔

باب چہل و ہشتم

صوبہ بگلانہ اور ہندوون کے شادی بیاہ

صوبہ بگلانہ تو کچھ ایسا بڑا ہے اور نہ اوس مین ایسی آمدنی ہے جیسے کہ اور اونیس صوبون کی ہے کیونکہ اس صوبہ سے مغلون کو صرف ساڑھے تین لاکھ لیور(۱) سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ یہہ تلنگانہ گجرات بالا گھاٹ اور کوہستان علاقہ شیواجی سے محدود ہے اس کا دارالحکومت شہر مولر ہے جب تک اسے مغلون نے نہین لیا تھا۔ یہہ صوبہ دکن مین ہی شمار ہوتا تھا۔ مگر اب مغلستان مین ہے اسی صوبہ پر مغلون کی سرحد سے پرتگالیون کا علاقہ ملتا ہے اور اون کی عملداری دامن کے ملک سے شروع ہوتی ہے۔ شہر دامن اونہین کا ہے۔ اور سورت سے ۲۱ کوس ہے۔ مسافر تین دن مین اس شہر سے اُس شہر کو پہونچ جاتے ہین۔ وہ ایک خاصا اچھا بڑا شہر ہے فصیل مضبوط ہے۔ اور قلعہ بھی نہایت اعلیٰ درجہ کا بنا ہوا ہے اوس کی سڑکین اچھی کشادہ ہین۔ گرجے اور مکانات سنگ سفید کے بنے ہین جس سے شہر بڑا خوشنما دکھائی دیتا ہے۔ عیسائی راہبون کی اوس مین کتنے ہی خانقاہین ہین۔ یہہ اور تمام پرتگالی علاقہ جات کی طرح گوا کے ماتحت ہین۔ خصوصاً مذہبی اعتبار سے یہہ اوسی سے متعلق ہے۔ وہان کے بشپ کا یہان ایک نائب رہتا ہے۔ یہہ ملک خلیج کھمبات کے دہانہ کے قریب ہے پرتگالیون نے یہان مرد عورت بہت سے لوگ غلام بنا رکھے ہین۔ جو اپنے مالکون کا کام کرتے ہین اور اون کی اولاد بھی اونہین کی غلام ہوتی ہے

(۱) لیور فرانسیسی سکہ ہے اور ۱ شلنگ یا ۱ روپیہ حالی کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے سوا پانچ لاکھ روپیہ سالانہ ہوے

پرتگالی اونھین جس طرح چاہین کام مین لاتے ہین وامن سے باسیم(۱) ۱۸ کوس سے یہ شہر سطح سمندر سے ۱۹ ۱/۲ درجہ بلند ہے اوس کے گرد فصیل بنی ہوئی ہے اورا تناہی بڑا ہے جتنا کہ وامن ہے۔ اوس مین بھی گرجے ہین۔ اور جیسے وامن کے مقام پر ایک جیسواٹ فرقہ کے عیسائیون کا ایک کالج ہے اوسی طرح یہان بھی ہے۔

بسین سے بمبائیم(۲) تک چھہ کوس کا فاصلہ ہے۔ اس کا بندرگاہ بہت اچھا ہے پرتگالیون نے ۱۶۶۲ء مین جب پرتگالیون کی شاہزادی کی بادشاہ انگلستان سے شادی ہوئی تھی اپنی شہزادی کے جھیز مین اسے انگریزون کو دیدیا ہے۔ بمبئی سے اور چھہ کوس جائین تو چاول(۳) مین پہونچ جاتے ہین۔ چاول کے بندرگاہ مین داخلہ مشکل سے ہوتا ہے۔ مگر کیسا ہی موسم خراب ہو یہان ہر طرح اُس سے امن رہتا ہے اور کچھہ تکلیف نہین ہوتی یہہ اچھا شہر ہے اور یہان کا قلعہ جو ایک پہاڑی پر بنا ہے بڑا مضبوط ہے۔ پرتگالیون نے اسے ۱۵۰۸ء مین لیا تھا۔

چاول سے دابل کا فاصلہ پورے اٹھارہ کوس ہے یہہ پُرانا شہر ہے اور ۱۷ ۱/۲ درجہ عرض بلد پر واقع ہے۔ اس مین پانی ایک پاس کی پہاڑی پر سے آتا ہے۔ مکان اوس کے نیچے ہین۔ اور اوس کی قلعہ بندی بھی اچھی نہین ہے۔ مین نے سنا ہے کہ شیواجی نے باوجود اس کے کہ وہان قلعہ بھی ہے نہ صرف اوسے ہی لے لیا ہی بلکہ راجاپور ونگرلا راسی گڈھ وغیرہ ساحل دکن کے کتنے ہی مقام لے لیے ہین۔ دابل

(۱) جزیرہ بسین جو بمبئی کے پاس ہے۔

(۲) جزیرہ بمبئی جو آجکل ہندوستان کے مغرب روسے زمین کے عمدہ بندرگاہون مین سے ہے۔

(۳) فارسی کا جیول۔

سے گو اتک تقریباً پچاس کوس کا فاصلہ ہوگا۔ یہہ مقام بیجا پور کے علاقہ مین ہے
چونکہ اس ساحل کے اکثر آدمیون کی آمد و رفت سمندر مین ہوتی رہتی ہے اس لیے
اس ساحل کے ہندو سمندر کو نذرانہ اور بلدان چڑہایا کرتے ہین۔ خصوصاً ایسی حالت
مین کہ ان کا کوئی دوست یا رشتہ دار سمندر کے سفر کو گیا ہو۔ مین نے خود یہہ چڑہاوا
چڑہاتے ایک مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک عورت اپنے ہاتھہ مین ایک ڈہلیا لائی جو تین
فیٹ لمبی ہوگی اوس پر کپڑا پڑا تھا۔ تین آدمی بانسلیان اور ڈہول بجاتے جاتے تھے
اور دو آدمی اور تھے جن کے سرون پر ٹوکریان کھانے اور میوے کی بہری ہوئی
رکھی تہین جب وہ سمندر کے پاس پہونچے تو اونہون نے پہلے کچھہ اپنی دعائین پڑہکر
وہ ڈہلیان سمندر مین ڈالدی۔ اور کہانا جو وہ لاے تھے کنارہ پر رکھدیا۔ تاکہ کوئی غریب
آدمی آکر اوسے کہالے۔ مین نے ایسی نذرین چڑہاتے ہوے مسلمانون کو بھی
دیکھا ہے۔

یہہ ہندو ستمبر کے مہینے کے آخر مین ایک اور چڑہاوا چڑہایا کرتے ہین۔ اور رکھتے ہین
کہ سمندر رکھل جاے کیونکہ اون کے سمندر مین کوئی شخص مئی سے لیکر اس زمانہ تک
سفر نہین کرسکتا ہے اس عرصہ مین گویا ان کے سمندر کا رستہ ہی بند رہتا ہے۔ مگر اس
چڑہاوے مین سواے ناریل پہینکنے کے اور کوئی بڑی رسمین ادا نہین کی جاتین
ہر شخص صرف ایک ناریل پھینکا کرتا ہے۔ وہان اگر کوئی بات دیکھنے کے قابل ہی
تو صرف یہہ ہے کہ ناریل کے گرتے ہی بچے انہین نکالنے کے لئے سمندر مین کودپڑتے
ہین اور ناریل کو پکڑ لینے تک وہ بہت سے جسمانی ورزشین دکھلاجاتے ہین۔

اس صوبہ مین اور نیز باقی تمام دکن کے ملک مین ہندو اپنے بچون کی شادی بہت

جلد کر دیتے ہین اس کے علاوہ شادی ہونے سے پہلے ہی انہین باہم ہم صحبت ہونے کا موقع دیدیتے ہین جیسا ہندوستان کے اور بھی اکثر حصون مین مروج ہے چار پانچ چھہ برس ہی کی عمر مین شادی کر دیتے ہین اور جون ہی دولہ دس برس اور دولہن آٹھہ برس کی ہوئی وہین دونو کا میل کر دیا - لیکن جس لڑکی کے ہان ادائے عمر ہی مین اولاد ہونے لگتی ہے اُس کے ہان اولاد کا ہونا جلدی بند بھی ہو جاتا ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ تیس برس کے بعد ان کے ہان کچھہ بھی نہین ہوتا - صورت سے بے صورت ہو کے منھہ پر جھریان پڑ جاتی ہین - ہان ہندوستان کے بعض مقامات مین اسیوجہ سے چودہ برس کی عمر سے پہلے دولہ کو ہم بستر نہین ہونے دیتے غرض ہندو جب چاہتے ہین اپنے بچون کا بیاہ کر دیتے ہین -

ہندو مسلمانون کی طرح ایک ہی دفعہ کئی بی بیان نہین کرتے بیوی کے مرنے پر وہ اگر چاہین تو دوسری بیوی کر سکتے ہین - اگر دوسری بھی مر جاے تو تیسری کر لیتے ہین - مگر کرتے ہین کواری لڑکی سے - اور بیوی کا ذات برادری کا ہونا بھی ضروری ہے -

ہندوستان مین ہندون کی کثرت ہونے کی وجہ سے شادی بیاہ کی بہت سی رسمین ادا کی جاتی ہین - برس مین بعض دن تو ایسے آتے ہین کہ بڑے بڑے شہرون مین ایک ہی ایک دن پانچ پانچ چھہ چھہ سو شادی بیاہ ہو جاتے ہین اور جس طرف شہر کی گلیون کو دیکھو سواے شادی کے احاطون کے اور کچھہ نظر ہی نہین آتا -

دولہ کے مکان کے سامنے راستہ پر جسقدر میدان ہے اسیقدر بڑا احاطہ بڑا ہوتا ہے چارون طرف لکڑیان کھڑی کر کے ان پر چھینٹین یا سفید کپڑا باندھکر مثل پردے کے

بنا لیتے ہین تاکہ مہمانون کو دہوپ اور آفتاب کی تپش سے آرام ملے پھر وہان ضیافتین کرتے اور خوشیان مناتے ہین۔

باب چہل و نہم

مردے اور ستی کی رسم

ہندؤن کی عورتون کا حال اون کے شوہرون سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ جب اون کا شوہر مرجاتا ہے تو وہ دوسرا شوہر ہرگز نہین کرسکتین۔ شوہر کے مرنے پر وہ اپنے بال منڈوا دیتے ہین شوہر کے مرنے پر اون کی عمر پانچ چھہ برس کی ہی کیون نہو اگر وہ اپنے آپ کو جلا کر خاک نہ کردین تو ہمیشہ بیوہ کے ہی طور پر رہا کرتی ہین اور یہہ واقعات بہت کثرت سے ہوتے ہین۔ مگر بیوگی کی حالت مین ان کی جان سولی پر رہتی ہے اون کے رشتہ دار اور گھر والے اونہین حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ اور چاہتے ہین کہ کسی طرح وہ مرجائین۔ کیسی ہی وہ پارسائی اور نیک بختی اختیار کرین مگر اون کے رشتہ دارون مین عزت سہاگن بہنے کی سی نہین ہوتی۔ اور گو وہ کیسی ہی نوجوان اور خوبصورت ہون مگر ایسا بہت ہی کم ہوا ہے کہ اونہین دوسرا شوہر ملجائے بلکہ مزید بران یہہ ہوتا ہے کہ اگر اُنھون نے بیوگی کے قانون کو توڑ ڈالا تو معلوم ہونے پر وہ ذات برادری سے خارج کردی جاتی ہین۔ اس لیے جنھین دوسرا خاوند کرنا ہوتا ہے وہ یا تو مسلمان ہوجاتی ہین یا عیسائی یہی وجہ ہے کہ ہندو بیوا اُن کا ان کے خاوند کی لاش کے ساتھ چتا مین جل جانا بڑا افتخار قومی خیال کرتے ہین۔ ستی ہونے کی وجہ دریافت کی جاتی ہے تو ہندو جواب دیتے ہین کہ یہہ ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے گویا یہہ

کہکر وہ اپنی خطا لمانہ غیرت مندی کو قدامت کے پردہ مین چھپا تے ہین -

اگر کوئی ہندو مرد ہو یا عورت ایسا جرم کرے کہ اسے ذات برادری سے خارج کردیا جاے مثلاً ایک ہندنی نے مسلمان سے آشنائی کرلی اور وہ برادری سے نکالی گئی اور پھر وہ اپنی برادری مین ملنا چاہے تو اُسے ایک معینہ مدت تک وہ اناج کھانا پڑیگا جو گاے کے گوبر مین ہوتا ہے -

ہندوستان مین سب سے زیادہ مروج طریق جو مردون کے ٹھکانے لگانے کا ہے وہ یہہ ہی ہے کہ مرنے کے بعد مردہ کو کسی ندی تالاب مین جو کسی مندر کے قریب ہو نہلا کر چتا مین جلا دیتے ہین اور پھر راکھہ سمیٹ کر اُسی پانی مین بہا دیتے ہین. بعض ملکون مین دریا کے کنارہ ہی پر راکھہ چھوڑ دیتے ہین - مگر دفن کرنے کا طریق اپنے اپنے ملکون مین جدا جدا ہے - بعض ملکون مین کرسی پر مردہ کو بٹھا کر اوپر سے بغیر ڈھکا اچھے کپڑے پہنا کر لیجاتے ہین - ڈھول بجاتے ہوے اس کے رشتہ دار اور دوست اس کے ساتھہ ہوتے ہین - پھر معمولی غسل کے بعد لکڑیان اوس کے آس پاس چن دیتے ہین اور اوس کی بی بی جو خوش خوش اوس کے ساتھہ ہوتی ہے وہان اوسکی چتا پر پاس بیٹھکر گاتی ہے اور بہت ہی خوشی ظاہر کرتی ہے ایک برہمن اس لکڑی سے جو لکڑیون کے بیچ مین ہوتی ہے - اس ستی ہونے والی عورت کا بدن باندہ کر آگ دیدیتا ہے پھر اون کے دوست خوشبودار تیل اوس پر ڈالتے ہین اور ایک لمحہ مین دونون جسم جلکر خاکستر ہو جاتے ہین -

بعض ملکون مین ارتھی دریا کی طرف چھپا کر لیجاتے ہین - وہان مردہ کو غسل دیکر اگر وہ اچھا ترکہ چھوڑ جاتا ہے تو اوسے ایک جھونپڑے مین خوشبودار لکڑیون کے بیچ مین رکھ

دیتے ہین جب اوس کی بی بی جو ستی ہونے کو ہے اپنے رشتہ دارون کی اجازت
لیکر اس دلیری سے آتی ہے کہ تمام مجمع کے آدمی اُس کی ذات والے یہ جان لین
کہ مرنے سے نہین ڈرتی پھر وہ اوس جھونپڑے مین جاتی ہے اور اپنے شوہر کے
سر کو اپنے زانو پر رکھ لیتی ہے۔ پھر وہ برہمن سے چاہتی ہے کہ اوسے دعا دے
اور کہتی ہے کہ جلد آگ لگا دے چنانچہ وہ لگا دیتا ہے اور اس مین ہرگز دریغ نہین کرتا
بعض مقامات مین وہ چوری چھپی گہرے گڑہے یہی پہلے ہی سے کھود رکتے ہین
اور انمین بارود جیسی چیزین بھر دیتے ہین۔ پھر اوس مین مردہ کی لاش کو ڈالدیتے ہین
اور برہمن اوس کی بی بی کو جو اس وقت اظہار استقلال اور بے خوفی کے لیے گاتی
اور ناچتی ہوتی ہے اوس مین ڈھکیل دیتا ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ باندیان
بھی اپنے بیبیون کو جلتا دیکھکر اپنے آپ کو اوس گڑہے مین محبت کی وجہ سے
ڈالدیتی ہین۔ پھر ان جسمون کی راکھ اوٹھا کر دریا مین بہا دیتے ہین۔ بعض مقامات کا
یہ دستور ہے کہ مردے کو قبر مین چار زانو بٹھا دیتے ہین اور اس متوفی کی بیوی اسیکے
ساتھ ایک ہی قبر مین زندہ بٹھا دی جاتی ہے۔ اور پھر اسپر مٹی ڈالنا شروع کرتے ہین
یہانتک کہ عورت کے گلے تک مٹی پہونچ جاتی ہے پھر برہمن اس عورت کا گلا گھونٹکر
اسے اس کے خاوند کے ساتھ راہی ملک بقا کر دیتا ہے۔

اس کے سوا اور بھی مردون کی تدفین وغیرہ کے قواعد ہندون مین جاری ہین۔ مگر
عورتون کو ان کے شوہرون کے ساتھ جلانے کا خبط ایسا ہولناک ہے کہ جس کے بیان سے
میرا دل لرزتا ہے اور مین زیادہ اس معاملہ مین لکھنا نہین چاہتا۔

آخر مین اس امر کا اظہار بھی مین ضروری سمجھتا ہون کہ ہندوستان مین بادشاہ اسلام

ان مظلوم عورتون کی پوری خوشش قسمتی کا باعث ہے کہ وہ انہین ان ناخدا ترس برہمنون سے ظالم پنجون سے جوان کے بیگناہ خون کرنے کے شایق رہتے ہین بچاتا ہے۔

یہہ بیچاریان ستی ہونے کے وقت اپنے چاندی سونے کے زیورات پہنکر بیٹھتی ہین اور جلنے کے بعد چاندی سونے کے بہنڈ سواے ان مہاتا برہمنون کے اور کوئی نہین لے سکتا اسی لالچ مین یہہ ان کی جان لیتے ہین۔

لیکن یہہ بہت اچھی بات ہوگئی کہ شاہان مغلیہ اور دوسرے سلاطین اسلام نے اپنے اپنے صوبہ دارون کو سخت تاکیدی احکام دیدے ہین کہ جہانتک ہوسکے اس زبون تر اور ہولناک رسم کا بیخ تک ماردین اور کوشش کی جاے کہ یہہ بالکل نیست ونابود ہوجاے۔ اب اگر ہندو کسی عورت کا ستی ہونا چاہتے ہین تو انہین بڑی بڑی خوشامدین کرنی پڑتی ہین نذرانین دیتے ہین منتین کرتے ہین جب کہین چوری چھپے وہ اجازت دیدی تو دیدی۔

ورنہ اس سخت امتناعی حکم نے توہزارون بیگناہ عورتون کی جان بچادی ہے اور اب ستی ہونا بھی کوئی عیب نہین رہا۔ کیونکہ ایک زبردست ہاتھ نے انہین بچایا ہے اب یہہ بات تو ہے نہین کہ وہ اپنی طرف سے نہین جلین اور زندہ بچ رہین کہ انہین اپنی ذات برادری والون مین کچہہ شرم آیے۔

مقالۂ دوم

باب اول

دکن و مالابار

ہندوستانیون کے بیان کے بموجب (بشرطیکہ اون کے قول کو تسلیم کر لیا جاے) سابق مین دکن کی سلطنت بڑی زبردست تھی - اوس مین وہ تمام ملک جو مابین خلیج کھمبات و خلیج بنگالہ کے سمندر تک چلا گیا ہے شامل تھا اور ایک بادشاہ ان پر حکمرانی کرتا تھا اور صوبہ جات بالاگھاٹ و تلنگانہ و بگلانہ جو شمال کی جانب ہین اسی کی عملداری مین شمار کئے جاتے تھے - اس کی قوت کی بانگی دیکھکر یہہ حکم لگا سکتے ہین کہ ہندوستان مین بادشاہ دکن سے اور کوئی دوسرا زبردست بادشاہ نہ تھا لیکن رفتہ رفتہ اس سلطنت کے ٹکڑے ہونے لگے - اور اس اخیر زمانہ کے شروع مین جب کہ پرتکالیون کے فتوحات کا سیلان آیا اُس کے بہت سے جدا جدا علاقے ہو گئے کیونکہ پرتکالیون کے آنے کے وقت کالیکٹ کوچین کنانور اور کولم کے ساحل مالابار پر علحدہ علحدہ حکمران تھے ایک اور حاکم مقام نرسنگہ (۱) مین حکومت کرتا تھا - اور بعض جمہوری حکومتین بھی یہان موجود تھین - اور اوس حاکم کی حکومت جسے دکن کا بادشاہ کہتے تھے علاقہ

(۱) نرسنگہ سے مراد یہان بیجانگر کا راج معلوم ہوتا ہے - یورپ والے بیجانگر کو اسی نام سے پکارتے تھے -

کھمبایت گجرات کے حدود تک محدود تھی اور اس کی انتہا سے عملداری مملکت[1] گوا پر ختم ہو جاتی تھی اور گوا بھی اسکی زیر نگین نہ تھا -

کالیکٹ ہندوستان مین وہ پہلا ہی مقام ہے جسے پرتگالیون نے بسرداری واسکوڈی گاما ۱۴۹۸ء مین دریافت کیا تھا یہان کے راجہ نے پہلے تو اونکی بڑی خاطرداری کی - مگر عرب تاجرون کے بھکانے سے آخر اونھین تباہ کرنا چاہا - بگاڑ ہوتے ہی انھین ہندوستان مین بڑی بڑی لڑائیان اسی راجہ سے لڑنی پڑین - کوچین کے راجہ نے اون سے دوستی کرلی - اور کنانور اور کولم کے راجاؤن نے اونھین اپنے ملک مین تجارت کرنے کی غرض سے بلُایا -

مالابار پر راجاؤن کی حکومت ہے کنانور سے شروع ہو کر راس کماری تک چلا جاتا ہے - ان سب راجاؤن مین زبردست کالیکٹ کا راجہ تھا جس کی سامرن (سامری) یا شہنشاہ کی سی حالت تھی - بندرگاہ کالیکٹ جو ۱۱ درجہ ۲۲ دقیقہ عرض بلد پر واقع ہے شہر سے کچھ فاصلہ پر ہے - جب تک یہان پرتگالی نہین آئے تھے تجارت کے لحاظ سے یہ مقام سب سے بڑا بندرگاہ تھا - اور چارون طرف سے جہازون کی آمدورفت کثرت سے رہتی تھی - شہر کی فصیل نہین ہے کیونکہ بنیاد قایم کرنے کے لیے زمین کھوددیتے ہین تو پانی نکل آتا ہے - اور اوس مین بنیاد نہین قایم کیجا سکتی کالیکٹ کا طرز عمارت بھی اچھا نہین ہے - البتہ شاہی محلات اور کچھ پیگڈ (دیگوڈا یا مندر) اچھے بنے ہوے ہین شہر کے مکانات ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہین ہین اوس مین

(۱) گجرات کے حاکم کو دکن کا حاکم نہ پچھلے زمانہ مین لکھتے تھے - اور نہ حال کے زمانہ مین سمجھتے ہین - یہ موسیو تھیونو کی غلطی ہے -

بڑے دلکشا باغ ہین اور زندگی کے تمام مایحتاج شہر مین بافراط ملتے ہین۔

کوچین کا راجہ پرتکالیون کا نہایت دوست تھا۔ کیونکہ ملک چھن جانے کے بعد پرتکالیون نے مدد دیکر کالیکٹ کے راجہ سے اسکا ملک واپس دلوایا تھا گویہ ملک ان ہی کی دوستی کی وجہ سے چھینا گیا تھا اور پھر ایسے خلا ملا ہوئے کہ راجہ نے شہر کے ایک حصہ مین انھین قلعہ بنانے کی اجازت دیدی۔ جب سمندر کی طرف ہونے کی وجہ سے نشیبی کوچین کہتے ہین۔ اور جدہر راجہ رہتا ہے بالائی کوچین کہلاتا ہے۔ ان دونون محلون کے درمیان صرف پاؤ کوس کا فاصلہ ہے۔ یہہ قلعہ پرتکالیون کے قبضہ مین ایک مدت رہا۔ مگر تین چار برس ہوے کہ ڈچ نے اون سے وہ قلعہ چھین لیا ہے۔

کوچین کا بندرگاہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ ساحل کے پاس پانی کا عمق چھہ فیدم(۱) ہے اور جہاز سے کنارہ پر تختہ ڈالکر باسانی اوتر آتے ہین۔ کالیکٹ سے کوچین ۳۶ کوس ہی اور ایک دریا کے کنارہ آباد ہے اور اوس کے گرد و نواح سواے کالی مرچون کے جو بکثرت ہوتی ہین اور کچھہ نہین ہوتا۔ اس ملک مین مرض فیل پا بہت ہے۔ مین نے خود اپنی آنکھون سے ایک آدمی ایسی ایک پاؤن کا دیکھا تھا۔ مگر یہہ بات نہین ہے کہ باپ کے سبب سے بیٹے کا بھی ایسا ہی پاون ہو۔ کیونکہ اس ملک کے دستور کے موافق ایک عورت کئی خاوندون کی بیوی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے یہہ نہین معلوم ہو سکتا کہ بچے کا باپ کون ہی وراثت مین بہن کے بچے کو ترجیح دیجاتی ہی کیونکہ عورت کی اولاد مین نسل کے بدلنے کا کوئی شبہ نہین ہوتا بہنون کو اختیار ہے کو وہ راجہ کی ہی بہنین کیون نہ ہون جس نائر یعنے بھلے مانس کو وہ چاہین اپنے لیے منتخب کرلین۔ جب کوئی نائر ان بیبیون کے کرہ کے اندر جاتا ہے تو وہ اپنی چھڑی

(۱) فیدم ایک طولانی پیمانہ ہے جو چھہ فیٹ یا دو گز لمبا ہوتا ہے۔ اور اکثر پانی کی گہرائی ناپنے کے کام مین آتا ہے

یا تلوار دروازہ پر چھوڑ جاتا ہے تاکہ دوسرا شخص وہ چیزین دیکھکر اندر نہ آسکے۔ یہہ دستور تمام ملک مالابار مین جاری ہے۔

اس زمانہ تک یہہ دستور تھا کہ مالابار کے راجہ کی رسم گدی نشینی سمندر کے کنارہ ادا ہوا کرتی تھی گو یہہ مقام پرتگالیون کے قبضہ مین تہا۔ مگر ڈچ کے قبضہ مین ہونے کی وجہہ سے ملک کی رسم کنارہ پر ادا ہونی موقوف ہوگئی۔ جب ڈچ لوگون نے اوس سے کہا کہ رسم تاج پوشی یہان ادا کیجیے۔ تو اوس نے جواب مین انسے کہلا بھیجا کہ مجھے آپ سے کوئی تعلق نہین ہے۔ جب یہہ مقام پرتگالیون کے قبضہ مین آجائیگا تو یہہ رسم وہان ادا کیجائیگی۔ ورنہ کچھ ضرور نہین۔ اس سبب سے ڈچ لوگون نے اوس راجہ کے خاندان کے ایک شخص کو بولاکر وہان راجہ بنایا اور رسم تاج پوشی ادا کی۔ اور اوسے سامری یا شہنشاہ کا خطاب دیا جیسا کہ کالیکٹ کے راجاون کا ہوتا ہی

اب جو کوچین کا اصلی راجہ ہے وہ اپنے چچا جاگیردار تنور کے پاس تنور اپنے ملک کے قدیمی دارالحکومت کو چلا گیا ہے جو کوچین سے آٹھہ کوس ہے یہہ لوگ چھوٹی چھوٹی کشتیون مین بیٹھکر ایک شہر سے دوسرے شہر کو براہ دریا چلے جاتے ہین دریا کا نظارہ نہایت خوشنما اور فرحت انگیز ہے۔

یہہ نائر یعنی شرفاجن کا ہم ذکر کر رہے ہین اپنے کو بڑا عالیخاندان اور شریف سمجھتے ہین۔ اور انکا خیال ہے کہ ہم سورج[1] کی اولاد مین ہین۔ البتہ پرتگالیون کو اب وہ اپنے سے بڑا سمجھنے لگے ہین۔ اور اس فوقیت پر خونریزی ہوچکی ہے پرتگالی جنرل نے اس بحث کے طے کرنے کے لیے جو ہمیشہ ان مین ہوا کرتی تھی کوچین کے راجہ سے یہہ

(۱) یعنی اپنے آپ کو سورج بنسی نسل مین شمار کرتے ہین۔

ٹھیرایا کہ ایک پرتگالی اور ایک نائر میدان مین چھوڑے جائین اگر نائر جیت جاے تو پرتگالی اونہین اپنے سے بڑا سمجھنے لگین - اور اگر پرتگالی غالب رہے تو نایر پرتگالیون کو بڑا سمجھین - جب لڑائی ہوئی تو نایر مغلوب ہوا - اوس وقت سے پرتگالی نائرون سے بڑہکر سمجھے جاتے ہین - نائر بدن سے ننگے رہتے ہین صرف کمر سے زانو تک ایک کپڑا(۱) پہنے ہوتے ہین - سر پر پگڑی باندہتے اور ہاتھ مین ہمیشہ ننگی تلوار اور اوس کے ساتھ ایک ڈہال بھی رکھتے ہین ان نائرون کی عورتین بہی ایسا ہی لباس پہنتی ہین - یہان تک کہ رانی کا بھی یہی لباس ہے - نائرون مین شرافت کے مدارج مقرر ہین - کوئی زیادہ شریف ہین اور کوئی کم مگر جو کم درجہ شریف ہین وہ اپنے سے زیادہ شریف کو زیادہ شریف سمجھتے ہین اور کچھ بُرا نہین مانتے -

وہ ایک کفار کی ذات سے نہایت نفرت رکھتے ہین جن کو وہ پولیا کہتے ہین - اگر ایک نائر کسی پولیا کے اسقدر قریب آجاے کہ اوس کی سانس اوس تک پہونچ سکے تو نائر سمجھتا ہے کہ وہ ناپاک ہوگیا - اور مجبوراً اوس پولیا کو قتل کر دیتا ہے - کیونکہ اگر وہ اوسے قتل نہ کرے اور راجہ کو یہ بات معلوم ہوجاے تو راجہ اوس نائر کو مروا دیتا ہے اور اگر راجہ اوسے قتل نہ کرے تو غلام کے طور پر اوسے فروخت تو ضرور ہی کر دیتا ہے لیکن نائر کو اس پولیا کے قتل کے علاوہ پاک ہونے کے بڑے بڑے رسومات کے ساتھ نہانا دہونا بھی پڑتا ہے تب جاکر کہین پاک ہوتا ہے -

اب اس غرض سے کہ کہین یہہ کم بخت اتفاق نہ پڑجاے جب کبھی پولیے گھرون سے باہر کھیتون مین نکلتے ہین تو متواتر "پو پو" پکارتے جاتے ہین تاکہ نائر اگر کہین وہان ہون

(۱) یعنی دہوتی باندہے رہتے ہین - کے ہٹو - ہٹو

تو ہٹ جائین - اگر کوئی نائر یہ اواز پو بو کی سن لیتا ہے تو چلا کر دو کو ئیا ،، بول دیتا ہے
جس سے پولیا جان لیتا ہے کہ یہان کوئی نائر ہے اور راستہ چھوڑ کر علیحدہ ہٹ جاتا ہی
کہ نائر کھین اوس کے سامنے نہ پڑجاے - چونکہ پولیے شہر مین نہین آسکتے - اور
جب اُنھین کسی ایسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے جو شہر مین ہی ملتی ہے تو وہ شہر کے
باہر سے ہی اوسے مانگتے ہین - اور جہانتک ہوسکتا ہے چلا کر کہتے ہین اور لین دین
کے لیے جو مقام مقرر ہے وہان قیمت رکھدیتے ہین - جب وہ کہہ چکتے ہین اور قیمت بھی
رکھ دیتے ہین تو وہ وہان سے الگ ہوجاتے ہین - اور بیچنے والا وہ چیز جو اوس نے
مانگی ہے ضرور ہی وہان لاکر رکھدیتا ہے - اور جو قیمت کہ واجبی ہوتی ہے وہ لے لیتا
ہے - اور جب وہ وہان سے چلا جاتا ہے تو پولیا آتا ہے اور وہ چیز اوٹھاکر لیجاتا ہے -
یہان کی لڑائیون مین گھوڑے سوار محض بیکار ہین - ان سے کوچین اور تمام مالابار مین
کچھہ کام نہین لیا جاتا جو لوگ کہ سوار ہو کر لڑنا چاہتے ہین وہ ہاتھیون پر سوار ہو کر لڑتے
ہین - یہان کوہستان مین ہاتی بہت ہوتے ہین اور تمام ہندوستان کے ہاتیون سے
اس کوہستان کا ہاتی بڑا ہوتا ہے - یہان کے باشندے ایک تالاب کی ایک کرامت
کی ایک جھوٹی کھانی بیان کیا کرتے ہین اور اس طرز سے کہتے ہین کہ اوس کے سچے
ہونے مین کسی کو کچھہ شک نہین رہتا - کیونکہ وہ اوس تالاب کی نہایت ہی درجہ تعظیم
کرتے ہین - یہہ قدیمی تالاب ایک مندر کے بیچ مین واقع ہے - اور یہہ عظیم الشان مندر
ایک دریا کے کنارہ پر بنا ہوا ہے جسے پرتکالی رایولار گو کہتے ہین جو کوچین سے کرنگانور تک
بھتا ہے - اور اس مندر کا نام ،، قسم کا مندر ،، ہے - وہ کہتے ہین کہ یہہ تالاب جو مندر مین
ہے زمین کے نیچے نیچے اس ندی سے ملا ہوا ہے - جب کوئی بڑی بحث آکر پڑتی ہے

اور اوس کے تصفیہ کے لیے قسم کھانا ہوتی ہے تو قسم کھانیوالے کو اس تالاب پر لاتے ہین اور ایک ناکے کو اوس مین سے بولا لیتے ہین جو وہان پہلے رہا کرتے تھے۔ پھر اس آدمی کو اوس پر سوار کراتے ہین اور وہان وہ قسم کھاتا ہے۔ اگر اوس نے سچی قسم کھائی تو وہ ناکا اوسے تالاب کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ کو لیجاتا ہے اور پھر جہان سے لیگیا تھا وہین صحیح و سلامت لاکر پہونچا دیتا ہے اور اگر اوس نے جھوٹی قسم کھائی تو وہ جانور اوسے ایک کنارہ پر لیجاتا ہے اور بیچ وسط تالاب مین آدمی کے غوطہ مار جاتا ہے۔ اگرچہ اس زمانہ مین وہان ناکے نہین ہین تب بھی لوگ کہتے ہین کہ یہ روایت صحیح ہے اور یہان ایسا ہوتا رہا ہے۔

کوچن جو اسی نام کی ایک چھوٹی سی سلطنت کا نام ہے کوچین سے جنوب کی جانب ۲۴ کوس پر ہے۔ لیکن راجہ اکثر وہان نہین رہا کرتا۔ جب تک کہ کالیکٹ کی شہرت نہین ہوئی تھی۔ تمام تجارت اس ملک کے کولم سے ہی ہوا کرتی تھی۔ اور اوس وقت اس مین خوب چہل پہل آبادی اور رونق تھی۔ لیکن اب تو دولت اور آبادی دونون کے لحاظ سے بہت گھٹ گیا ہے۔ اوس کا بندرگاہ تو خوب محفوظ مقام ہے اور سمندر کا پانی بہت دور تک دریا مین اوپر کی طرف چلا آتا ہے۔ کولم اور کوچین مین سینٹ ٹامس فرقے کے عیسائی بہت پائے جاتے ہین ان کا بیان ہے کہ جو تعلیم سینٹ ٹامس نے ہمارے بزرگون کو دی تھی ہم خاص اوسی پر چلتے ہین۔ یہ لوگ اوس کوہستان مین بھی بکثرت آباد ہین جو کوچین سے سینٹ ٹامس کو براہ مدراس جاتا ہے وہ اپنی مذہبی تعلیم مین سریانی زبان کا استعمال کرتے ہین۔ ان مین سے اکثر راجاے کوچین کی عملداری مین رہتے ہین اور اسی عملداری مین کچھ یہودیون کے خاندانون کی بھی بود و باش ہے۔ مین نے سنا ہے

کہ یہان ایک اور چھوٹی سے حکومت ہے جس کا نام کارگیلن ہے۔ اور جس کا ایک چھوٹا سا راجہ ہے اور یہان جنوبی جانب مالابار ختم ہو کر شمال مین کنانور سے شروع ہوتا ہے۔ کنانور کا لنگرگاہ اچھا ہے۔ اور یہہ ایک بڑا قصبہ ہے یہان کا چھوٹا سا راجہ یہان نہین رہا کرتا۔ اسکی قیامگاہ سیدھی سمت رستے کچھ دور فاصلہ پر واقع ہے اس کے ملک مین مایحتاج زندگی سب موجود ہین۔ پرتگالی ہمیشہ اوس کے دوست رہتے ہین اور بہت سے اوس کے ملک مین رہتے ہین۔

برگار کو کنانال اور مائینگو کے مالاباری بحر ہند مین بڑے بحری ڈاکو ہین اور ملک مین چوری بھی یہی لوگ کرتے ہین۔ اگرچہ حکام اون کو نیست و نابود کرنے کی فکر مین رہتے ہین اور بہانتک سختی کرتے ہین کہ ادنی سے ادنی بات کی چوری پر اونہین قتل کر ڈالتے ہین اور سخت عذابون سے مارتے ہین مگر یہہ پھر بھی باز نہین آتے مثلاً حاکم مجرم کے ہاتھ باندھ کر اوندھا لٹا دیتے ہین اور چھالیا کی لکڑی کا ایک نوکدار بھالا اون کے بدن مین گھسیڑ کر پیٹ کر دیتے ہین اور وہ نوکدار لکڑی ان کے بدن مین گھسی رہتی ہے پھر اوسے زمین سے نہایت مضبوط باندھ دیتے ہین اور مجرم اوس نیزہ سے خوب زور سے بندھا ہوتا ہے کہ ہل بھی نہین سکتا اور اسی طرح سے مر کر رہجاتا ہے۔

تمام مالاباری اوسی طرح سے جیسے ہم لکھتے ہین دست چپ سے دست راست کو کھجور کے پتون پر لکھتے ہین اور حرف بنانے کے لیے وہ ایک خنجر سا کم از کم ایک فٹ لمبا کام مین لاتے ہین۔ جو خطوط وہ لوگ اپنے دوستون کو ان پتون پر لکھتے ہین اونہین ریشمی رومالون کی طرح گولا بنا کر لپیٹ دیتے ہین۔ ان پتون کی کتابین بھی بنا لیتے ہین اور سب پتون کو ایک ڈوری مین نتھی کر دیتے ہین۔ اور انہین ورقون کے برابر

تختیان لیکر اونھین اون کے بیچ مین رکھدیتے ہین - اون کے یہان بہت سی قدیم زمانہ کی کتابین بھی پائی جاتی ہین جو سب کی سب نظم مین ہین جن کے وہ بہت بڑے شایق ہین - مین جانتا ہون کہ ناظرین اون کے حروف دیکھنے سے بہت خوش ہونگے اس لیے مینے اون کی الف بے تے اپنی کتاب مین لکھدئی ہے (۱) - یہان برہمنونکی عزت زیادہ ہے مالابار کے راجاون مین باہم کیسی ہی لڑائی کیون نہ ہو کوئی شخص ان برہمنون کو ایذا نہین پہونچاتا - مگران برہمنون مین اکثر بڑے ریاکار بھی ہوتے ہین اور مخلوق کو بڑے دہوکے دیتے ہین - مالابار کے ملک مین بعض تہوارون مین یہان کے باشندے پاگلون کی طرح لڑائی لڑتے ہین اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو قتل کرڈالتے ہین - مگر اون کا عقیدہ ہے کہ جو ان لڑائیون مین مارے جاتے ہین اُنہین قطعی نجات نصیب ہوتی ہے -

بنیگل اور اولالہ کے راجہ اس کے شمال مین ہین - اور منگلور جو ۱۰ درجہ اور کچھ زاید عرض بلد پر واقع ہے راجہ بنیگل کے قبضہ مین ہے - یہ ایک بدنما سا شہر بارسلور سے بارہ کوس پر واقع ہے - اور بارسلور کا اونور سے بارہ کوس کا فاصلہ ہے - ان ملکون کو جن مین یہ مقامات واقع ہین کنانور کہتے ہین باقی آگے گوا تک ساحل پر یون ہی سی آبادی ہے - صرف ایک اونور شہر ہے - جو گوا سے ۸۰ کوس ہے اوس کا بندرگاہ محفوظ ہے اور دو دریان سے بنتا ہے جو ملکر سمندر مین قلعہ کے نیچے گرتے ہین - اور یہ قلعہ ایک اچھی بلند چٹان پر واقع ہے - قلعہ کی بہ نسبت شہر اور بھی خراب ہے صرف اعیان شہر حاکم کے پاس قلعہ مین رہتے ہین - اکثر پرتگالیون نے بھی وہین

---

(۱) اسکی ہمنے بے ضرورت سمجھکر نقل نہین کی -

مکان بنائے ہین یہہ چودہ درجہ عرض بلد پر واقع ہے - باقی دکن شمال کو سورت کے قریب قریب بادشاہ وزیاپور یا پرتگالیون کے قبضہ مین ہے - انگریز بمبئی پر قابض ہین اور کچھہ مقامات سیواجی کے قبضہ مین بھی ہین - ان ساحل کے راجاؤن کے الگ الگ سالانہ آمدنی مشکل سے - ہمارے ملک فرانس کے ایک صوبہ کے گورنر کے برابر ہوگی - تاہم باوجود انقلابات دکن کے جو دوسرے قطعات مین ہوئے ہین یہہ لوگ بالکل خود مختار ہین -

باب دوم

انقلاب دکن

جسے دکن کا آخری یا آخری سے پہلا بادشاہ کہنا چاہیے کوہستان بنگالہ کا شیر خان(۱) نام راجہ تھا اور اپنی قوت کے گھمنڈ مین اوس نے اپنا نہایت متکبرانہ لقب شاہ عالم اختیار کیا تھا۔ اور تمام ہندوستان کے حاکم اوس سے کانپتے تھے۔ یہہ بنگالہ مین ایک کیپٹن (فوجی سردار) تھا اور بغاوت کر کے اوس نے وہان کے بادشاہ کو قتل کر دیا تھا اوس نے نہ صرف اس سلطنت اور پٹھانون ہی پر اپنا سکہ جمایا تھا بلکہ پاس پڑوس کی تمام سلطنتون کو بھی دبا لیا تھا۔ یہانتک کہ مغلون کے سب سے پہلے بادشاہ ہمایون کو بھی دہلی سے اوس نے خارج کر دیا۔ جسنے کہ اس ملک کو ایک ہندوستانی بادشاہ سلیم(۲) سے چھینا تھا اور اُس کے ساتھ وزیا پور (بیجاپور) بسین نگر (بیجانگر) کرناٹس (کرناٹک) اور گولکنڈہ کی سلطنتین بھی اوس کے قبضہ مین آگئی تھین۔ لیکن یہہ ایک بڑی تعجب کی بات ہے کہ جب اس طرح تمام ہندوستان پر اوس کا خوف چھا رہا تھا سلطنت سے اسکا دل برداشتہ ہوگیا۔ اور اوس نے اپنے ایک چچازاد بھائی کے جس کا نام

(۱) یہہ غلط ہے۔ شیر خان کی دکن پر حکومت کبھی نہین ہوئی۔ شیر خان سہسرام کا رہنے والا تھا اور بنگالہ کا حاکم تھا اور ہمایون کو نکالکر ہندوستان کا بادشاہ ہو گیا تھا۔

(۲) ہمایون نہ تو مغلون کا پہلا بادشاہ تھا اور نہ سلیم سے اوسنے حکومت چھینی تھی۔ بابر نے ابراہیم لودہی کو پانی پت کے میدان مین شکست دی تھی۔ اور ہمایون اوسکے بعد اوس کا بیٹا ہندوستان کا بادشاہ ہوا تھا۔ دکن کی کوئی سلطنت اوسکے قبضہ مین کبھی نہین آئی۔

شاید داکم سے سلطنت تفویض کردی - اور اوسے بادشاہ کرکے خود بنگالہ مین عزلت گزین ہوگیا -

لیکن جن مسلمان سپہ سالارون نے اوس کی فتوحات مین جان لڑائی تھی اور اس کے پسینہ کی جگہہ اپنا خون بہانے کو ہر وقت مستعد رہتے تھے وہ ان کی بڑی قدر کرتا تھا اور اسیوجہ سے اس نے اپنے جانشین سے عہد لیا تھا - کہ میرے یہہ سردار ہمیشہ اپنے اپنے عہدون پر مستقل رہین گے - نئے حکمران نے اون سردارون کو نہ صرف اپنی حکومتون پر بحال ہی رکھا - بلکہ شاہ عالم کو خوش کرنے کے لیے اونہین اپنی طرف سے اور بھی علاقے دیئے اور اونھین اپنے مشیرون مین داخل ہونیکا فخر بخشا شاہ عالم کی زندگی تک تو یہہ سپہ سالار اپنے آقا کے ساتھ بڑی وفاداری سے پیش آتے رہے اور اوس کی حکومت کی تقویت کا باعث ہوئے لیکن جب ۱۵۵۵ع مین وہ مر گیا تو ہمایون نے جسے شاہ طہماسپ بادشاہ فارس نے اپنے بہن کی التجا پر مدد دی تھی اس بادشاہ کو ہندوستان مین واپس آکر شکست دی - یہہ بے وفا سپہ سالار بجاے اسکے کہ اپنے محسن کے ساتھ وفاداری کرتے اور اپنے دشمنون سے اپنے ملک اور عزت کے لیے سینہ سپر ہوتے اُلٹے اپنے آقا کے خلاف ہوگئے اور نہایت بے دردی سے اوس کے تمام جان نثار عہدہ دارون کو مار ڈالا - اور آخر خود بادشاہ کو بھی گرفتار(۱) کرکے بیدر کے قلعہ مین قید کردیا - اور انہین سازشیون مین سے ایک

(۱) یہہ حکایت بالکل غلط ہے - گولکنڈہ بیجاپور اور احمد نگر کے بادشاہون نے کسی بادشاہ کو مار کر سلطنت نہین لی تھی - بلکہ بہمینہ خاندان کے آخری بادشاہ محمود شاہ کی عیاشی کے سبب سے یہہ لوگ خود مختار بن بیٹھے تھے -

شخص نے اوس پر اتنی سختی توڑی کہ وہ بیچارہ وہین جان بحق تسلیم ہوگیا۔ پھر انہون نے اوس کے ملک پر حملہ کر کے اوسے صوبون مین تقسیم کر لیا۔ اور اون پر قابض ہوگئے اون مین تین بڑے بڑے سازش کرنے والے تھے۔ نظام شاہ قطب شاہ۔ عادل شاہ اب یہہ تینون غاصب بادشاہ نے اور وزیا پور (بیجا پور) بیس نگر یا کرناٹس اور گولکنڈہ مین اپنی اپنی سلطنتین قایم کین۔ وزیا پور نظام[1] شاہ کے حصہ مین آیا۔ جسے ہندوستانی شاہی خاندان کا بیان کیا جاتا ہے بیس[2] نگر کا عادل شاہ اور گولکنڈہ کا قطب شاہ مالک ہوا ابتک ان کے جانشین وہی لقب جو بانیان خاندان کا تھا اختیار کرتے چلے آتے ہین۔

ان کے علاوہ چونکہ اور بھی سپہ سالار اس سازش مین شریک تھے اس لیے ان کی علیحدہ علیحدہ حکومتین دکن مین قایم ہوگئی تھین۔ لیکن آخر کو ان کے مقبوضات بھی ان ہی تینون مذکورالصدر بادشاہون یا ان کے جانشینون کے قبضہ مین آگئے۔

یہہ تینون سردار بہ آزادی اوس وقت تک اپنے اپنے ملکون پر قابض رہے جب تک کہ وہ ہوشیاری کے ساتھ انتظام سلطنت کرتے رہے اور ایک دفعہ اونہون نے ایک بڑی مشہور لڑائی مین مغلیہ فوج کو شکست بھی دی۔ مگر اپنی حکومتون کے آخر زمانہ مین ان مین نا اتفاقی ہوگئی۔ اور یہہ نا اتفاقی بعد ازان ان کی اولاد مین سلطنت کے ساتھ ورثہ مین ملی مگر کائیان مغلون نے ان کی باہمی نا اتفاقی دور کرنے کے لیے کچھ بھی کوشش نہ کی۔ اور رفتہ رفتہ اون سے صوبہ جات بالاگھاٹ تلنگانہ اور بگلانہ یعنی اونکے

(۱) نظام شاہی خاندان والے جو احمد نگر کے حاکم تھے (نہ بیجا پور کے) ایک ہندو کی اولاد مین ہین جو قصبہ پاتری کا رہنے والا تھا

(۲) عادل شاہی خاندان بیجاپور مین تھا نہ بیجانگر مین۔

ملک کا بہت بڑا حصہ چھین لیا۔ اورنگ زیب نے وزیا پور کے بہت سے شہرون پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ وہ ابھی تک صرف ایک صوبہ کا صوبہ دار ہی تھا اگر بیس نگر کا راجہ اپنے پڑوسی کی مدد کرتا تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔ جب کہ سنہ ۱۶۵۰ء مین بادشاہ وزیا پور نے مغلون سے صلح کر لی تو راجہ بیس نگر کی مدد دینے کے باعث اوس نے بادشاہ گولکنڈہ سے راجہ بیس نگر کے خلاف مین اتفاق کیا۔ اور اوس سے جنگ شروع کر دی۔ یہان تک کہ اوس کو نہایت تنگ کر کے اوس کی سلطنت ہی چھین لی گولکنڈہ کے بادشاہ نے وہ خطہ لے لیا۔ جو ساحل کارومنڈل کے قریب تھا۔ اور بادشاہ وزیا پور اس حصہ پر قابض ہو گیا۔ جو اس کے ملک کے متصل تھا۔ اور ملک کو فتح کرتا ہوا راس ناکاپٹم تک چلا گیا۔ یہانتک کہ عادل شاہ کے پاس کوئی ملک نہ رہا۔ اور وہ بیچارہ آخر کوہستان مین بھاگنے پر مجبور ہوا۔ جہان وہ اپنی سلطنت سے محروم اب تک موجود ہے۔ اوس کی سلطنت کا بڑا شہر ویلور تھا۔ جو سینٹ ٹامس سے پانچ منزل پر ہے مگر اس شہر پر اور نیز جنجی پر اس وقت بادشاہ وزیا پور کا قبضہ ہے۔ اور اور بھی کرناٹک کے بہت سے مقامات اوسی کے حیطۂ اقتدار مین ہین۔

اس سلطنت کرناٹس یا بیس نگر کے حد جسے پہلے ترسنگہ کہتے تھے گولکنڈہ کے جنوب مین تین منزل کے فاصلہ سے شروع ہوتی ہے۔ اوس مین بہت سے شہر تھے اور اوس کا علاقہ ساحل کارومنڈل ہی ساحل مالابار تک جنوب کو راس کماری کے قریب تک چلا گیا تھا اور اسی مین وزیا پور بھی تھا اور نیز وہ سب علاقہ بھی داخل تھا جو خلیج کھمبات سے مغرب مین خلیج بنگالہ تک مشرق مین پھیلا ہوا ہے اس مملکت کا جو حصہ کہ اب وزیاپور کے بادشاہ کے قبضہ مین آگیا ہے اوس پر ایک حبشی ستر برس کا بوڑھا۔ راجہ کلی

درضا قلی، نام قابض ہے۔ جس نے اوسے بڑی بہادری کے ساتھ فتح کیا تھا۔ یہہ راجا جسے بادشاہ نے نیک نام خان کا خطاب دیا ہے۔ ہندوستان مین ایسا بڑا دولتمند ہے کہ ہندوستان کی رعایا مین کوئی اوس کے برابر دولتمند نہین ہے۔

جب مین کرناٹک مین تہا تو بادشاہان وزیاپور و گولکنڈہ نے ایک راجا پر چڑہائی کی تھی یہہ راجا ایک قلعہ مین پناہ گیر ہو گیا تھا جو ان دونون حکومتون کے وسط مین واقع تہا اور وہان سے وہ نکل نکل کر ڈاکہ مارا کرتا تہا۔ اور اوس کی ڈاکہ زنی کا شمار نہ تھا جس وقت وزیاپور اور شاہان مغلیہ سے پچھلی لڑائی ہوئی ہے تو اوس وقت مغلون کی اشتغال سے اس راجہ نے وزیاپور اور گولکنڈہ کے علاقہ مین بہت کچھہ لوٹ مار مچائی تھی۔ جس سے ان لوگون نے اوس کی خبر لینا ضروری سمجھا۔ اور اوس کا قلعہ چھینکر اوسے قید کیا اور تمام ملک و مال پر قابض و متصرف ہو گئے۔

وزیاپور کے مشرق مین کرناٹک اور بالا گھاٹ کا پہاڑ ہے مغرب مین پرتگالیون کا علاقہ ہے شمال مین گجرات اور علاقہ بالا گھاٹ اور جنوب مین مدورا کے نائک کا ملک ہے جس کا علاقہ راس کماری تک چلا گیا ہے۔ یہہ نائک اور نیز تانجور کا نائک بادشاہ وزیاپور کو خراج دیتا ہے پہلے اسے تانجور کے علاقہ مین ناگاپٹم ٹرنکوبار وغیرہ ساحل کارومنڈل کے کئی شہر داخل تھے۔ مگر بعد مین یہہ مقام بادشاہ وزیاپور نے اوس سے چھین لیے تہے اس کے بعد ناگاپٹم پرتگالیون کے قبضہ مین آگیا۔ اور اب اون سے ڈچ لوگون نے چھین لیا ہے۔ اور وہ ہی اوس کے مالک ہو گئے ہین ڈنمارک والون نے بہی ایک مقام پر یہان قبضہ کر لیا ہے۔ اور ٹرنکوبار کی جانب ایک قلعہ بنا لیا ہے سینٹ ٹامس سے پیدل ڈاکئی کا پانچ دن کا راستہ ہے جسے یہان تپام (پیغامبر)

لکھا کرتے ہین۔

اب ایک مشہور و معروف تریتی پیگڈ (پیگوڈا یا مندر) کا حال سنئے جو راس کماری سے کچھ بہت دور نہین ہے۔ اور مدورا کے نائک کے توابع مین سے ہی۔ اوس مین ایک تو بڑا پرستش کا مکان ہے اور اوس کے چارون طرف چھوٹے چھوٹے بہت سے پیگڈ ہین۔ ان کے علاوہ برہمنون اور مندر کے خادمون کے اس کثرت سے وہان مکان بنے ہوے ہین۔ کہ یہہ مقام ایک شہر کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ اس مندر مین دولت ٹھسا ٹھس بہری ہوئی ہے۔

دکن کے بادشاہون مین وزیاپور کا بادشاہ سب سے زبردست ہی اوس کا دارالحکومت وزیاپور مین ہے۔ اور دارالحکومت ہی کے نام سے یہہ سلطنت پکاری جاتی ہے اسکے سوا اوس کی عملداری مین اور بہی بہت سے شہر و قصبات ہین اور کاراپٹن دابل راجاپور ونگرلا تین چار بندرگاہ بھی اوسی کے علاقہ مین ہین مگر مین نے سنا ہے کہ راجہ شیواجی نے حال ہی مین ان ملکون مین کچھہ مقامات اوس سے لے لیے ہین شہر وزیاپور کا محیط چار پانچ کوس کا ہے۔ اوس کے گرد دوہری فصیل بنی ہوئی ہے اور دیوار پر بڑی بڑی توپین چڑہی ہوئی ہین۔ اور اس کے گرد ایک گہری کہائی کہدی ہوئی ہے بادشاہ کے محلات شہر کے وسط مین ہین۔ اور اون کے گرد بہی ایک خندق ہے جس مین لبالب پانی بہرا ہے اور اوس مین گہریال اور ناکے رہا کرتے ہین۔ اس شہر کے گرد کتنے ہی محلات آباد ہین۔ اون مین سنارون اور جوہریون کی کثرت سے دکانین ہین مگر باوجود اس کے تجارت بہت ہی کم ہے۔ اور کچھہ بہت سی مشہور چیزین بھی وہان نہین ہین۔

وزیاپور مین جو بادشاہ کہ آجکل حکومت کررہا ہے یہہ ایک یتیم لڑکا تھا اور بادشاہ اور اوس کی بیگم نے اوسے بطور اپنے بیٹے کے پرورش کیا تھا - بادشاہ کے مرنے کے بعد بادشاہ بیگم نے ازدیاد محبت سے اسی کو تخت سلطنت پر بیٹھا دیا اور اوسکی نابالغی کی وجہ سے عنان حکومت اپنے ہی ہاتھ مین رکھی - مگر دن بدن سلطنت کمزور ہوتی جاتی ہے اور راجہ شیواجی برابر اپنی ترقی کی لین ڈوری بڑہاتا چلا جاتا ہے -

باب سوم

گوا

شہر گوا کے سیدہے جنوب مین جو اسی نام کے ایک جزیرہ مین آباد ہے اور جسے تلسور بھی کہتے ہین وزیاپور واقع ہے جو ۱۵ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض بلد پر دریاے منڈوا کے کنارہ آباد ہے - یہہ دریا گوا سے دوکوس پر جاکر سمندر مین گرتا ہے - اور یہہ بندرگاہ اس دریا کے باعث سے تمام روے زمین کے عمدہ بندرگاہون مین سے ہوگیا ہے بعض لوگ یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ مقام علاقہ وزیاپور مین ہے مگر ایسا نہین ہے - جب پرتگالی یہان آئے تہے تو یہہ مقام ایک سردار زاباتم[1] کے علاقہ مین تھا - جس نے انہین بہت ستایا تھا - تاہم البوکرک فروری سنہ ۱۵۱۰ء مین یہان کا مالک ہوگیا - مگر یہہ فتح اہل شہر وقلعہ کی محض بزدلی سے اسے نصیب ہوئی تہی جنہون نے بیچون وچرا ٹھنڈے پیٹون

(۱) اس نام کا صحیح پتا کسی تاریخ مین نہین چلتا - شاید یہہ یوسف عادل شاہ کے کسی سردار کا نام ہو - یا اوس بحری قزاق تموجی سے مراد ہو جس نے البوکرک کیساتھ ہوکر یہہ مقام اوسے فتح کرادیا تھا مگر وہ کوئی خود مختار سردار نہ تھا بلکہ جب پرتگالی یہان آئے تو اونہون نے یہہ مقام سنہ ۹۱۵ھ مین بیجاپور کے بادشاہ سے چھینا تھا اور اوسی کی عملداری اوس وقت یہان تھی

قلعہ اور شہر اس کے حوالہ کردیا۔ اور شاہ پرتگال کی اطاعت قبول کرلی۔
اس شہر کی ایک معقول فصیل ہے۔ برجون پر توپین چڑہی ہوئی ہین۔ اس جزیرہ کے گرد خشکی کی جانب فصیل اس غرض سے بنائی گئی ہے کہ غلام بہاگ نہ جاسکین سمندر کی طرف اون کے بہاگنے کا اونہین کچہہ خوف نہین ہے۔ کیونکہ سمندر مین جتنے چہوٹے چہوٹے جزیرے یا جزیرہ نما ہین وہ سب پرتگالیون کے ہین اور وہان سب اونہین کی رعایا آباد ہے۔ اس جزیرہ مین غلہ مویشی اور جانور اور فواکہ بکثرت ہین اور شیرین پانی بھی جابجا موجود ہے۔ شہر گوا پرتگالیون کے اون تمام مقبوضات کا دارالحکومت ہے جنپر انہون نے ہندوستان مین قبضہ کرلیا ہے وایسرائے اور انکوئزیٹر جنرل یہین رہتے ہین۔ اور جس قدر حکام مذہبی یا ملکی اون قطعات کے ہین جو پرتگال والون کے ہندوستان مین تابع ہین وہ سب انھین کے ماتحت ہین البوکرک ۱۵۱۶ء مین اور سینٹ فرانسیس زیویر ۱۵۵۲ء مین یہین دفن ہوئے تھے۔
دریائے منڈوا کی یہان کے برہمن اور بت پرست وغیرہ اسیطرح پرستش کرتے ہین جسطرح شمالی ہند مین گنگا متبرک سمجھی اور پوجی جاتی ہے۔ اور جب اون کا وقت معین آتا ہے تو وہان میلے ہوا کرتے ہین اور دور دور سے لوگ وہان پرستش کو جاتے ہین۔ گوا ایک بڑا شہر ہے اوس مین اچھے اچھے گرجے عمدہ عمدہ خانقاہین اور خوبصورت خوبصورت محلات سبنے ہوسے ہین۔ اور مرد و عورت کتنے ہی عیسائی فرقون کے وہان موجود ہین۔ ان مین سے صرف جیسواٹ فرقہ والون کے پانچ مذہبی مکان ہین جب تک کہ پرتگالیون کی بیہودگیون کے باعث ڈچ کے ہاتھون ان کی تجارت تباہ و برباد نہوئی تھی ہندوستان مین کوئی قوم دولتمندی مین ان کا لگا نہ کہا سکتی تھی۔

باب چہارم

سلطنت گولکنڈہ

بھاگ نگر

وزیا پور کے بعد دکن مین سب سے زبردست بادشاہ گولکنڈہ کا ہے۔ مشرق کی طرف اوس کی سلطنت بحر بنگالہ سے ملتی ہے۔ شمال مین اوڑیسہ کا کوہستان ہے۔ جنوب مین بیس نگر یا پرانی نرسنگہ کی عملداری کے بہت سے اضلاع ہین جو اب وزیا پور کی عملداری مین ہین۔ مغرب مین سلطنت مغلیہ کا صوبہ مالاگھاٹ ہے اور اس مغلستان کی سرحد پر اون کے ملک کا اخیر گانون کالو واقع ہے۔ اس گانون مین محصول لیا کرتے ہین۔ اور محصول وصول کرنے والے نہایت سخت اور ظالم ہین۔ جب وہ مسافر سے محصول مانگتے ہین اور اون کے حسب دلخواہ اون کو محصول نہین ملتا تو وہ نہایت زور سے چلاتے ہین اور ہتیلی سے منھ کو بجا بجا کر دوے دوے دوے پکارتے ہین۔ اس دغدغہ کے گھنٹہ کی آواز سنکر جو بہت دور تک جاتی ہے برہنہ بدن چاروں طرف سے مرد دوڑتے ہوے چلے آتے ہین کسی کے ہاتھ مین ڈنڈا کسی کے ہاتھ مین برچھا کسی کے پاس تیر کمان اور بعض بندوقین چہپائے ہوئے ہوتے ہین وہ زبردستی اپنے حسب دلخواہ مسافر سے محصول وصول کر لیتے ہین محصول دیدینے کے بعد بھی جان بچانی مشکل پڑجاتی ہے۔

مغلستان اور گولکنڈہ کے سرحدی نشان کالو سے کوئی ڈیڑہ کوس پر بنے ہوئے ہین

یہ نشان کیا ہین صرف درخت ہین جنھین وہ مھوے کے نام سے پکارتے ہین۔ یہ مغلونکی عملداری کے سرحدی نشان ہین۔ اور جبھی کہ اس سے آگے بڑھین تو ایک چھوٹی سی ندی کے اوس طرف کہجور کے درخت ہین۔ جو صرف اس مطلب سے لگائے گئے ہین کہ وہان سے گولکنڈہ کی عملداری شروع ہوتی ہے یہان کے محصول وصول کرنے والے مغلون کے محصول گیرون کی سختی اور تشدد مین کان کاٹتے ہین۔ آدمی ان کے ظلمون کا متحمل نہین ہوسکتا۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ یہہ لوگ بادشاہ کے نام سے محصول نہین لیتے۔ بلکہ اون جاگیردارون کے نام سے لیتے ہین کہ جنکی جاگیر مین وہ گاؤن واقع ہین۔ اور اس سبب سے وہ جسقدر چاہتے ہین مسافرون سے وصول کر لیتے ہین۔ ہمین کئی افسر ایسے ملے جنھون نے ہم سے بجاے بیس روپیہ محصول معینہ کے پچاس روپیہ وصول کیے۔ اور چونکہ ان ظالمون نے ہم سے بیجا روپیہ وصول کیا تھا جب ہم نے اون سے روپیہ کی رسید طلب کی تو اونھون نے وہ بھی نہ دی۔ کالور اور بہاگ نگر کے صرف ۳۲ کوس کے فاصلہ مین ہمین سولہ عہدہ دارون کو محصول ادا کرنے مین سخت پریشانی اوٹھانی پڑی۔ یہہ محصول برہمن وصول کرتے ہین جو بنیون کے بہ نسبت لین دین مین زیادہ تر سخت اور بے رحم ہوتے ہین۔

کالور سے جب ہم بہاگ نگر کو گئے ہین تو ہمین راستہ مین سواے بکنور کے کوئی شہر نہین ملا۔ البتہ ہم سے داہنے بائین کئی شہر ملے جو راستہ سے کچھ کچھ فاصلہ پر تھے۔ راستہ مین ہمین اٹھارہ (۱) گانون پڑے۔ نواب یا اس

کالور سے بہاگ نگر کا راستہ

ملاریڈی پیٹھہ کالور سے یہان بکنور ایک قصبہ ہے	۳ یا ۴ کوس
ملنار ملاریڈی پیٹھہ سے	۶ ″
ویکل پلی ملنار سے	۶ ″
نارسل ویگلی پلی سے	۳ ″
بہاگ نگر نارسل سے	۴ ″

(۱) راستہ مین سب اٹھارہ گانون آئے۔ اور سولہ مقام پر محصول ادا کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب قریب ہر گانون مین محصول دینا پڑتا تھا

علاقہ کا صوبہ دار ایک چھوٹے سے قصبہ مارسل میں رہتا ہے۔ جہان ہم چھ روز مین کاروان
کے ساتھ پہونچے تھے۔ غرض کہ کوئی ایسا مقام راستہ مین نہین ہے جس کی
سبزی مسافر کی تروتازگی کے باعث ہو البتہ کھیتیون کی کچھ سبزی نظر آتی ہے
کیونکہ چاول اور اور غلہ کے کھیت ہر جگہہ پر ہین اور جابجا بکثرت خوشنما تالاب بھی نظر
آتے ہین۔ اس سلطنت کا پاے تخت بھاگ نگر ہے جسے فارسی مین حیدر آباد
کے نام سے پکارتے ہین۔ یہ شہر وزیاپور سے چودہ پندرہ کوس ہے۔ اور ۱۷ درجہ
۱۰ دقیقہ عرض بلد پر ایک بڑے میدان مین واقع ہے جس کے چارون طرف شہر سے کئی کوس
تک چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین۔ ان پہاڑیون سے یہان کی آب و ہوا بہت عمدہ ہو گئی
ہے۔ سوا اس کے گولکنڈہ کا ملک بہت اونچا ہے۔ بیرون بلدہ کے مکانات
جہان ہم آکر ٹھیرے تھے صرف مٹی کے بنے ہین اور اون پر چھپر پڑے ہین۔ اور
ایسے نیچے اور بد قطع بنے ہین کہ جھونپڑیون سے بڑھکر اونھین نہین کہہ سکتے۔ اس محلہ مین
ہم ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک گیے۔ یہ بہت لمبا ہے اور پل تک برابر
چلا جاتا ہے۔ ہم یہان پل پر جاکر ٹھیرے کہ شہر کے کوتوال سے ہمین اندر جانے
کے لیے اجازت نامہ آجاے۔ کیونکہ تجارتی مال پہلے کوتوال کے مکان پر لیجایا جاتا تھا
مگر ایک ایرانی مسمی اک نظر[1] نے جس پر بادشاہ کی بڑی عنایت تھی اور جس کی اس
کاروان کے بڑے سوداگر سے ملاقات تھی۔ ہمارے آنے کی خبر سنکر ایک شخص کو
فوراً حکم دیکر بھیجا۔ کہ ہمین مال و اسباب سمیت اندر آنے دین۔ چنانچہ ہم پل پر گذر گئے۔
جس کی صرف تین محرابین ہین وہ تقریباً تین فیدم چوڑا اور بڑے بڑے پتھرون سے

(۱) اس نام کا صحیح تلفظ نہین معلوم ہوا۔

پٹا ہوا ہے تروانڈی اس پل کے نیچے سے بہتی ہے جو اس وقت صرف ایک نالہ معلوم ہوتی تھی اگرچہ بارش کے وقت اوسقدر بڑی ہو جاتی ہے جس قدر کہ پیرس مین دریاے سین لاور سکے آگے ہو جاتا ہے۔ پل کی انتہا پر ہمین شہر کے دروازے سے ملے جو ایک پھاٹک کے سوا اور زیادہ کام نہین دیسکتے۔ غرض کہ ہم داخل ہو کر کوئی پاؤ گھنٹہ تک برابر ایک لنبی سڑک پر چلے گیے جس کے دونون طرف مکانات بنے ہوے تھے۔ مگر وہ بھی ایسے ہی نیچے تھے جیسے کہ بیرون بلدہ مین تھے۔ اور اسی مصالح سے بنے ہوے تھے۔ مگر یہان تر و تازہ اور خوشنما باغ بھی انمین بنے ہوے ہین۔

ہم ایک سراے مین یہان پہونچے جو نعمت اللہ خان کے نام سے مشہور ہے اور اوس کا دروازہ اسی سڑک پر ہی۔ ہر ایک شخص وہان جا کر فروکش ہوا۔ مین نے بھی دو روپیہ ماہوار پر ایک کمرہ اوس مین کرایہ پر لے لیا۔ اس شہر کی لمبائی اوس کی چوڑائی سے زیادہ ہے۔ اور پل سے چار مینار تک سیدھا لمبا چلا گیا ہے لیکن چار مینار سے آگے یہہ سڑک سیدھی نہین ہے۔ مین نے چلتے وقت اس شہر کی لمبائی ناپی اور جب چار مینار تک پہونچا۔ اور وہان سے مجھے دست چپ کی طرف پھرنا پڑا۔ اور ایک میدان مین ہو کر ایک اور سڑک ملی جو شہر کے دروازہ کو جہانتک کہ مین جانا چاہتا تھا چلی گئی ہے۔ جب سب مین نے ناپ لیا۔ تو معلوم ہوا کہ بھاگ نگر ۵۶۵۰ قدم لمبا ہے یعنی پل سے چار مینار تک ۲۴۵۰ قدم اور چار مینار سے میدان مین ہو کر اوس دروازہ تک جہان سے موسلی ٹپم کو راستہ جاتا ہے ۳۲۰۰ قدم ہے۔ اس سے آگے بھی بیرون بلدہ کی آبادی ہے جو ۱۱۰۰ قدم تک چلی گئی ہے۔

یہان شہر مین کتنے ہی میدان یا بازار کے چوک ہین۔ مگر سب سے اچھا وہ چوک ہے

جو بادشاہ کی ڈیوڑہی کے روبرو ہے ۔ اس چوک کے مشرق اور مغرب کی طرف دو بڑے بڑے دیوان خانے ہین ۔ جو زمین مین بہت نیچے تک چلے گیے ہین ۔ اون کی چہتین لکڑی کی ہین اور زمین سے پانچ فیدم اونچی ہین ۔ اور چار ستونون پر قایم ہین ۔ یہہ چہت چوڑی ہے اور محرابون پر پتھر کے اڑانے یا کھنبے رکھے ہوئیے ہین ۔ اور کونون پر برجیان بنی ہین ان دونون دیوان خانونین کو توال کی کچہری ہوتی ہے اور دیوانخانون کے نیچے جیلخانہ ہین ہر ایک مین سامنے کے رخ پر ان مین پانی کا ایک ایک حوض بھی ہے اسیطرح کے اڑانے گرداگرد برآمدون مین بہی چلے گیے ہین ۔ شاہی محلات اوس کے شمال مین ہین ۔ جس کے سامنے ایک برآمدہ بنا ہوا ہے ۔ جہان دن مین کئی بار جب بادشاہ شہر مین ہوتا ہے تو نقارچی اگر نوبت بجایا کرتے ہین ۔

اس میدان کے بیچ مین اور شاہی محلات کے روبرو ایک دیوار ہے جو تین فیٹ موٹی اور چہہ فیدم اونچی اور لمبی ہے ۔ اس سے آگے ہاتہیون کی لڑائی ہوتی ہے یہہ دیوار لڑائی کے مقام کے بیچ مین ہے ۔ جب ہاتی لڑائی کے لیے مست کیے جاتے ہین تو وہ اس دیوار کی دونون طرف چلے آتے ہین ۔ جب غصہ مین بہر جاتے ہین تو وہ اوسے فوراً توڑ ڈالتے ہین ۔ معمولی مکانات مین سے اس جگہہ دو فیدم سے کوئی اونچا نہین ہے ۔ وہ اُنہین اس لیے اونچا نہین بناتے تاکہ گرمیون مین تازی ہوا کے آنے مین کوئی روک نہو ان مکانات مین اکثر تو مٹی کے ہی بنے ہوئیے ہین مگر جو لوگ صاحب ثروت و عزت ہین اون کے مکانات اچھے خوبصورت ہین ۔

محلسراے شاہی جو ۳۸۰ قدم لمبی ہے نہ صرف اس چوک کی ایک حد کو پوری گھیرے ہوئیے ہے ۔ بلکہ چار مینار تک چلی گئی ہے ۔ اور یہان جا کر اوس کے کنارون

کوشک بنادے گیے ہین - اس محلسرا کی دیوارون پر جو جگادری پتھرون کی بنی ہوئی ہین تہوڑے تہوڑے فاصلہ پر آدہے آدہے برج ہین - چوک کی طرف کو بہت سے کھڑکیان اور کہلا ہوا برآمدہ تماشا دیکہنے کے لیے بنا ہوا ہے - کہتے ہین کہ یہہ محلسرا اندر سے بہت ہی خوبصورت ہے اور اوس کے سب سے بلند کمرون مین بھی پانی پہونچایا گیا ہے پانی بہت دور سے آتا ہے - اور آکر چار مینار کے اوپر ایک حوض مین جمع ہوتا ہے وہان نلون کے ذریعہ سے محلات مین جاتا ہے - کوئی شخص اس حویلی کے اندر بادشاہ کی خاص اجازت بغیر نہین جاسکتا - اور بادشاہ کی اجازت بھی بہت ہی کم مل سکتی ہے - نہین نہین عام لوگون مین سے کوئی شخص اوس کے پاس نہین جاسکتا اور وہان کچھ دور حد معین کردی گئی ہے جس کے قریب ہوکر کسی کو جانے کی اجازت نہین - اس شہر مین ایک اور بھی چوک ہے جہان بڑے امرا کے اچھے اچھے مکانات بنے ہوے ہین کاروان سرائین عموماً خوبصورت ہین - اور نعمت اللہ کی سرائے جو شاہی باغات کے روبرو شارع اعظم پر ہے سب سے زیادہ اچھی سمجھی جاتی ہے وہان ایک وسیع چوک ہے جس مین کتنے ہی بڑے بڑے اور قسم قسم کے درخت ہین اور ایک حوض بھی ہے جہان مسلمان وضو کیا کرتے ہین -

جسے چار مینار کہتے ہین وہ ایک مربع عمارت ہے جس کا ہر رخ دس فیدم چوڑا اور سات فیدم اونچا ہے - اوس کے چارون طرف چار محراب دار دروازے ہین جو چار پانچ فیدم اونچے اور چار فیدم چوڑے ہین - اور ان مین سے ہر دروازہ کے سامنے برابر برابر چوڑی سڑک گئی ہوئی ہے - گو یہہ عمارت دو منزلی ہے مگر سب سے اوپر ایک اور بالاخانہ ہے جو بمنزلہ چھت کے ہے اوس کے کنارون پر سنگین برآمدے بنے

ہین۔ اور اوس عمارت کے ہر ایک گوشہ ایک دہ رخہ منارہ ہے جس کا ارتفاع قریب دس قیدم کے ہے ہر ایک منارہ مین چار بالاخانے ہین۔ جس مین باہر کی طرف کو چھوٹی چھوٹی محرابین ہین اور تمام عمارت پر بیل بوٹہ اور گلکاری کی ہوئی ہے اور اوس کے نیچے کی طرف ایک قبہ بنا ہوا ہے جو ایک گنبد کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ جس کے اندر کی جانب چارون طرف سنگین اراتے پڑے ہوے ہین۔ اور یہہ جگہہ ایسی ہی کھلی ہوئی ہے جیسے باہر کے برآمدے کھلے ہین اور یہان دیوار مین آنے جانے کو متعدد دروازے ہین۔ یہان گنبد کے نیچے دیوان کے اوپر سات آٹھ فیٹ اونچی ایک چوکی رکھی ہوئی ہے جس پر چڑہنے کیلئے زینے بنے ہوئے ہین۔ اس عمارت کے ہر بالاخانہ مین سے پانی اوپر کی طرف لیجایا گیا ہے تاکہ وہان سے شاہی محلات مین جاسکے۔ اور وہان جو اوپر نیچے سے اوپر نیچے کمرہ ہین اون مین پانی پہونچ سکے۔ اس شہر بہر مین جیسی یہہ عمارت باہر سے خوشنما دکھائی دیتی ہے ویسی اور کوئی نہین ہے مگر اس کے آس پاس بدقطع چھپر کی دکانین ہونے سے جنمین ترکاری وغیرہ بکتی ہے اس عالیشان عمارت کی خوبصورتی مین فرق آگیا ہے۔

اس شہر مین باغات کی عمدگی بھی قابل تعریف ہی اسکی مصفا فراخ روشین پھلدار درخت عجب جوبن دکھاتے ہین۔ ہان ان مین پہولون کے چمن اور پانی دینے کے معقول ذرایع کی کسر ہے صرف متعدد حوض اور تالاب پائے جاتے ہین۔ جو باغات کہ شہر کے باہر ہین نہایت ہی خوبصورت ہین مین اون مین سے صرف ایک باغ کا بیان کرتا ہون جو اس تمام سلطنت مین اچھا شمار ہوتا ہے اسمین جانے کا راستہ ایک میدان مین ہو کر ہے جسے اس کا پہلا باغ کہتے ہین۔ اس مین خرما اور سپاری کے درخت ایسے گنجان لگے

ہوسے ہین کہ آفتاب کی کرنین بھی انہین چیرکر زمین پر نہین آسکتین۔ اس کی روشین
سیدہی اور صاف ہین اور اون کے کنارون پر سفید پہولون کے درخت ہین جنھین
وہ گلِ داودی کھتے ہین۔ اور ہندوستانی جلی پھول (چنبیلی) وغیرہ کے پیڑ بھی کنارے
کنارے چلے گیے ہین۔ مکان اس باغ کے اخیر کنارہ پر ہے اس کے دو بازو ہین جو بڑی
مکان سے ملے ہوئے ہین مکان دو منزلہ ہے۔ نیچے کی منزل کے تین کمرے ہین۔
ان مین سے بڑا کمرہ وسط مین ہے اور یہی بڑا مکان ہے اور بازون کے کمرے چھوٹے
ہین۔ ان سب مین دروازے اور کھڑکیان ہین۔ لیکن بڑے کمرہ مین دروازے اور دروازون
سے اونچے ہین یہہ دروازے اس دالان کے ہین جس کے آٹھ بڑے بڑے ستون
ہین۔ جب اس دالان اور کمرہ مین ہوکر آگے جائین توزینہ سے اوترکر اسیطرح کے
ایک دالان مین جاتے ہین جو اس دالان سے کچھ بڑا ہے اور پہلے دالان کی طرح
اس کے بھی دونون طرف حجرے ہین ان حجرون مین بھی دروازے اور کھڑکیان لگی ہین
دوسری منزل بھی اسی پہلی منزل کیطرح بنی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس مین فقط
ایک ہی دالان ہے۔ جس کے آگے ایک برآمدہ اوس کے سامنے تک لمبا چلا گیا
ہے اوپر کی چھت نیچے کے مکان کے برابر چوڑی ہے۔ اوس کے ستون ہشت پہلو
لکڑی کے ہین۔ جو چھہ سات قیدم بلند اور اتنے ہی موٹے ہین۔

اس نیچے کے دالان سے ایک بلند روش دو سو قدم لمبی اور پچاس قدم چوڑی
پتھرون کی بنی ہوئی ہے اور اُس کے دونون طرف درخت لگے سامنے کی طرف چلی
گئی ہے۔ اس روش سے آگے دوسرا باغ شروع ہوتا ہے جو پہلے سے بہت بڑا
ہے یہہ اوس دوسرے باغ سے ۱½ قیدم اونچے پر ہے۔ اور نیچے جانے کے لیئے

اوس پر بہت خوبصورت زینے بنے ہوئے ہین۔ اس دوسرے باغ مین جو چیز سامنے سب سے پہلے دکہائی دیتی ہے وہ ایک بڑا مربع تالاب ہے۔ جس کی ہر جانب دو سو قدم سے زیادہ لمبی ہے۔ اس مین بہت سے نل آدہ آدہ فیٹ اونچے پانی سے لگے ہین۔ اور اوسپر ایک پل پانی سے ایک فیٹ اونچا اور چھ فیٹ سے زیادہ چوڑا بنا ہوا ہے اور اوس پر لکڑی کی کڑیان رکہی ہوئی ہین یہہ پل ۸۰ قدم لمبا ایک مثمن چبوترہ تک چلا گیا ہے۔ جو اس تالاب کے وسط مین ہے اس چبوترہ سے نیچے پانی مین جانے کے لیے جو (اسوقت) ایک فیٹ نیچا ہے زینے بنے ہوئے ہین۔ اوس کے آٹھون گوشون پر اور نیز پل کے اون ستونون مین جو کڑیون کے رکھنے کے لیے بنے ہین فوارے لگے ہوئے ہین جہان سے پانی چارون طرف اوچہلتا ہے اور نہایت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ اس چبوترہ کے وسط مین ایک چھوٹا سا مکان دو منزلہ بنا ہوا ہے اور وہ بھی ہشت پہلو ہے اوسکے نیچے اور اوپر ایک ایک کمرہ آٹھ دروازون کا ہے۔ اور اوپر کے کمرہ کے گرد ایک برآمدہ بھی ہے۔ اوس کی چہت تمام چبوترہ کے برابر ہے اور کڑیون سے پٹی ہوئی ہے اس چہت کے سولہ چوبی ستون ہر ایک گوشہ پر دو دو قریب تین تین فیدم بلند ایسے موٹے ہین جو ایک آدمی کی کولیا مین مشکل سے آسکین۔

اسی باغ مین جہان یہہ تالاب ہے پہولون کے اور نیز پہلدار درخت ہین اور نہایت عمدہ اور موزون مقامات پر لگے ہوئے ہین۔ اور ان دونون پہلے اور دوسرے باغون مین بڑی دلکشا روشین پختہ بنی ہوئی ہین اور اون کے کنارے کنارے اقسام اقسام کے پھول لگے ہین۔ بڑی روش کے درمیان ایک نہر چار فیٹ چوڑی بہتی ہے۔ اور راستہ مین جو جا بجا کچھ کچھ فاصلہ پر حوض بنے ہوئے ہین اون کا پانی اس مین ہوکر بہتا ہے۔ غرض کہ

یہ باغ بہت ہی بڑا ہے اور اوس کے گرد ایک دیوار ہے جسکے وسط مین ایک بہت بڑا دروازہ ہے اور اوس کے سامنے ایک بہت بڑا میدان ہے جس مین پھلدار درخت لگے ہوے ہین اور اوسے ایسا صاف اور اچھی وضع سے بنایا ہے جیسے کہ باغ ہوتے ہین۔

باب پنجم

باشندگان بھاگ نگر

بھاگ نگر مین بہت سے افسر اور قانون دان لوگ ہین۔ لیکن ان مین سب سے بڑا کوتوال سمجھا جاتا ہے۔ وہ صرف شہر کا ہی حاکم نہین ہے۔ بلکہ تمام سلطنت کا چنگی کا محصول بھی وہ ہی وصول کرتا ہے۔ دار الضرب بھی اوسی کے ماتحت ہے اور شہر کے دیوانی و فوجداری کے عدالتی اختیارات مین سب سے بڑا افسر ہے۔ اس شہر مین بڑے بڑے سوداگر ساہوکار اور جوہری بھی آباد ہین۔ بڑے بڑے اہل ہنر اور دستکار بھی بکثرت موجود ہین۔ بھاگ نگر کے باشندون مین ہم چالیس ہزار سوار جنمین ایرانی مغل تاتاری شامل ہین شریک کرتے ہین۔ شاہِ وقت نے قصداً انہین اس لیے رکھا ہے کہ کہین پہلے کی طرح دشمن یکایک اسپر تاخت نکر بیٹھے۔

سواے ہندوستانی تاجرون کے یہان اور بہت سے ایرانی اور ارمنی سوداگر بھی ہین۔ مگر سلطنت کی کمزوری کے باعث امرا اون پر بڑا جبر کرتے ہین۔ جب مین یہان تھا تو ایک امیر نے ایک ہندو ساہوکار کو بلا کر اپنے مکان مین بند کر دیا اور پانچ ہزار چکن[1] اوس سے لے لیے۔ لیکن جب اس ظلم کی شہرت اوڑی تو ساہوکارون نے

(۱) چکن ملک اطالیہ کا طلائی سکہ ہی جو تیرھوین صدی عیسوی کے آخر مین بنا تھا اور تجارت کی وجہ سے ٹرکی مین بھی اوس کا رواج ہوگیا تھا ۹ شلنگ ۳ پنس یا نو روپیہ ۴ حالی کے قریب اوس کی قیمت ہی ۱۲

دکانین بند کردین - جس پر بادشاہ نے اوس ہندو کو اوس کا سب مال دلادیا - اور اس طرح معاملہ رفع دفع ہوگیا -

اس شہر کے باشندے علاوہ تجارت کے زراعت پیشہ بھی ہین - بہت سے یوروپین بھی اس سلطنت مین ہین ان مین پرتگالیون کی تعداد زیادہ ہے جو اپنے ملک سے سنگین جرایم کی بدولت یہان بھاگ کر آباد ہوگئے ہین - انگریز اور ڈچ حال ہی مین آئے ہین - اور ڈچ لوگون کو یہان بڑے فواید ہو رہے ہین - اونھون نے تین سال سے یہان ایک کوٹھی بنائی ہے - یہہ لوگ کمپنی کے لیے چھینٹ وغیرہ کپڑا خریدتے ہین جو ہندوستان کے دوسرے مقامات پر فروخت کیا جاتا ہے - یہ لوگ موسلی پٹم سے جو چیزین یہان بھاگ نگر یا سلطنت کے اور مقامات پر فروخت کے قابل ہوتی ہین - جیسے لونگ سیاہ مرچ الایچی چاندی تانبا ٹین سیسہ وغیرہ اجناس بیلون پر لاد کر لاتے ہین اور بڑے منافع سے یہان فروخت کرتے ہین - اونکے قول کے بموجب پچیس ۲۵ فیصدی اونھین نفع ہوتا ہے - اور اونھون نے مجھسے کہا تھا کہ اس نفع کی تعداد سالانہ گیارہ بارہ ہزار فرینچ لیور تک پھونچ جاتی ہے - چونکہ یہہ لوگ اکثر تحفے تحائف یہان کے باشندون کو دیتے رہتے ہین اس لیے ان کی آؤ بھگت بہت ہوتی ہے جب مین بھاگ نگر مین ہی تھا تو مین نے ان کے گورنر کی سواری کے آگے جب وہ بازار مین نکلا تھا علم چلتا ہوا دیکھا جسمین اس نے اپنے اعلیٰ حکام کی اجازت حاصل کر لی تھی اور علم کے ساتھ قرنا اور طنبور بھی ہوتا تھا -

بازاری عورتون کے رہنے کی اس سلطنت مین عام اجازت ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص کسی کو ان کے گھر مین گھستے دیکھ لے تو کچھ خیال نہین کرتا - اور وہ علانیہ اپنے

دروازون پر نفیس لباس پہنے ہوے بیٹھتی ہین جب کوئی مسافر آتا ہے تو اوسے مکان مین بولا لیتی ہین لوگون کا بیان ہے کہ ان عورتون مین اکثر فاحشہ بھی ہین عام لوگونکی عورتین حد سے زیادہ آزاد ہین۔ جب کوئی مرد شادی کرنا چاہے تو دولھن کے مان باپ اوس سے اقرار بھی لیتے ہین کہ وہ اون کی بیٹی کو تکلیف ندے اور شادی کے بعد عام طور پر شہر و محلہ مین جہان چاہے بہ آزادی جانے دے۔ اور اسے تاڑی[1] پینے کی بھی عام آزادی ہو۔ جسکے گولکنڈہ کے باشندے نہایت ہی شوقین ہوتے ہین بھاگ نگر مین چوری کی چوری مین دونون ہاتھ کاٹ ڈالنے کا قانون مثل ہندوستان کے اکثر حصون کے رائج ہے۔

اس سلطنت کے مروجہ سکے یہ ہین پیگوڈا روپیہ مغلون کا اٹھنی چونی اور پیسے پیگوڈا سونے کے ہوتے ہین۔ یہہ دو طرح کے ہین پرانے اور نئے۔ جس وقت مین بھاگ نگر مین تھا اوس وقت پرانے پیگوڈا کی قیمت ساڑھے پانچ روپیہ تھی جو قریب قریب آٹھ فرانسیسی لیور کے ہوے۔ کیونکہ اوسوقت وہ بہت کمیاب ہو گئے تھے اور نئے کی قیمت چار روپیہ تھی جو چھ لیور کے قریب ہوے۔ لیکن یہہ ارزانی اور گرانی لوگون کی ضرورت پر منحصر ہے۔ جب کسی کو پورانے پیگوڈا کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو گران ہو جایا کرتے ہین ورنہ نہین۔ روپیہ جو مغلستان مین قریب قریب نصف کراون[2] کے برابر ہوتا ہے گولکنڈہ مین پچپن ۵۵ پیسے کو چلتا ہے۔ جو چھیالیس ۴۶ یا سینتالیس ۴۷ سول[3] کے برابر ہوتے ہین۔ یہہ پیسے بھاگ نگر مین بنتے ہین لیکن چونکہ

---

(۱) تاڑی سے مراد سیندہی ہے۔

(۲) کراون کے معنی تاج اور وہ پانچ شلنگ کا ایک سکہ ہی جس پر قدیم زمانہ مین تاج کی صورت بنی ہوتی تھی۔

(۳) سول بھی ایک فرانسیسی سکہ ہے۔

زمانہ حال مین ڈچ لوگون نے تانبالانا شروع کر دیا ہے اس لیے یہہ پیسے لین دین مین زیادہ تران ہی کے کارآمد ہوتے ہین جنکا روپون سے بدلہ کر لیتے ہین۔
چونکہ یہان گولکنڈہ کی سلطنت کا ذکر ہے جسمے ہیرون کی معدن کہنا چاہیئے اس لیے ہیرون کی قیمت کا ذکر وزن کی نسبت سے جو یہان عموماً دیجاتی تہی نامناسب نہوگا۔ ہیرون کے تولنے کا بڑا وزن مینگلن ہے۔ وہ ۵-۵ پونے گرین کا ہوتا ہے۔ اور قیراط صرف چار گرین کا۔ اور پانچ مینگلن کے سات قیراط ہوتے ہین۔ جو ہیرے کہ ایک دو مینگلن کے ہوتے ہین اون کی قیمت فی مینگلن پندرہ سولہ کراون ہوتی ہے اور جو تین مینگلن کے ہوتے ہین اون کی فی مینگلن تیس کراون ہوتے ہین اگر تین ہیرے ایک مینگلن کے برابر ہون تو پانچ کراون مین آجاتے ہین۔ مگر یہہ قیمتین کچھ مقرری نہین ہین کیونکہ مین نے ایک مرتبہ دیکھا کہ دس مینگلن کے ایک ہیرے کی قیمت مین پچاس کراون فی مینگلن دیے گیے تہے۔ اور دوسرے روز پندرہ مینگلن کی ایک ہیرے کی قیمت فی مینگلن پینتالیس کراون دی گئی۔ اس کے چند روز دن کے بعد مجھے ایک ہالینڈی کے ساتھ قلعہ مین جانے کا اتفاق ہوا تھا جس نے وہان ایک بڑا ہیرا پچاس مینگلن یا ۷۰ قیراط کا خریدا تھا۔ اوس کی قیمت اوس سے سترہ ہزار کراون طلب کی گئی تہی بایع اور مشتری مین بہت دیر تک قیمت پر گفتگو ہوتی رہی پھر مشتری اوسے الگ لے گیا اور اوس سے قیمت کا تصفیہ کر لیا۔ مگر مین نے ہر چند چاہا۔ کہ وہ مجھے قیمت بتادے مگر اوس نے نہ بتایا۔ اوس ہیرے کے بیچ مین ایک دانہ ہے۔ اس سبب سے ضرور ہے کہ اوس کے دو ٹکڑے کیے جائین۔ اوس نے بہاگ نگر مین ایک اور ہیرا لیا جس کا وزن پینتیس ۳۵ مینگلن یا ۴۸ قیراط تہا۔ اور جسکی

فی قیراط ۵۵۵ گلڈر[۱] قیمت دی تھی -

باب ششم

قلعہ گولکنڈہ

قلعہ جہان بادشاہ اکثر دربار کیا کرتا ہے بہاگ نگر سے دو کوس ہے اوس قلعہ کا نام گولکنڈہ ہے اوراسی سے اس سلطنت کا نام بھی یہی پڑ گیا ہے - قطب شاہ اول نے اس کا یہہ نام رکھا ہے - اِس کی وجہ تسمیہ یہہ ہی کہ جب وہ خودمختار بن بیٹھا تو اوس سے ایک مستحکم اور مضبوط قلعہ بنانے کے لیے موزون مقام تلاش کیا - جہان اب قلعہ ہے یہہ جگہہ اوسے ایک گڈریہ نے بتائی جو اوسے ایک جنگل مین ہوکر اس پہاڑی پر لے گیا جہان اب شاہی محلات ہین - جب بادشاہ نے دیکھا تو یہہ مقام اوس کے پسند آیا اوس نے یہان قلعہ بنایا اور اوس کا گولکنڈہ[۲] نام رکھا - کیونکہ تلنگی زبان مین لفظ گولکار کے معنی گڈریہ کے ہین - گولکنڈہ کے کھیت اوس وقت ایک جنگل کی طرح تھے جنھین رفتہ رفتہ صاف کیا گیا - اور جنگل جلا دیا گیا - یہہ مقام بہاگ نگر کے مغرب مین ہے اور بیرون بلدہ اور گولکنڈہ کے درمیان کا میدان نہایت ہی خوبصورت اور دلکشا ہے اور اسی

(۱) گلڈر ایک ڈچ کے ملک کا سکہ ہے جو ایک شلنگ ۹ پنس یا پونے دو روپیہ حالی کا ہوتا ہے اِس سبب سے اس ہیرے کی قیمت ۱۰۷۹ روپیہ حالی ہوئی -

(۲) گولکار کے بجاے گلہ وارڈ ہونا چاہیے جو صحیح تلنگی لفظ ہے اور اوس کے معنی گلہ بان کے ہین جو فارسی لفظ سے ملتا ہوا ہے اور کنڈہ تلنگی مین پہاڑی کو کہتے ہین - اس لیے گولکنڈہ کے معنی ہوسے گڈریہ کی پہاڑی -

کے ساتھ اوس پہاڑی کی خوبصورتی کو بھی ملادین جو قلعہ کے اندر وسط مین قند کے کوزہ کی طرح کہڑا ہوا ہے اور جس کے گرد بادشاہ کے محلات بنے ہوئے ہین تو اوسکی قدرتی موزونیت سے اس جگہہ کی خوبی اور بھی دو بالا ہوجاتی ہے۔ یہ قلعہ اتنے بڑے گہیرے مین بنا ہوا ہے کہ اسے علیحدہ ایک شہر کہہ سکتے ہین۔ اوسکی دیوارین تین تین فیٹ لمبی چوڑی تپہرون سے بنی ہین۔ گرد مین خندقین مثل تالاب کے کہود کر بنائی گئی ہین جن مین صاف اور ستہرا پانی لبالب بہرا رہتا ہے۔

اگر غور سے دیکہئے تو قلعہ بندی کے لحاظ سے یہ عمارت کچھ بھی نہین ہے اوسمین صرف پانچ برج ہین جن پر دیوارون کی طرح حفاظت کی غرض سے بہت سی توپین چڑہی ہوئی ہین۔ اگرچہ اس قلعہ کے بہت دروازے ہین مگر صرف دو کھلے رہا کرتے ہین جب ہم اوسکے اندر گیے تو ایک پل سے گذرے جو ایک تالاب پر بنا ہوا اور پہر دو برج جنکے درمیان ایک نہایت تنگ راستہ مین ہین جانا پڑا۔ اور پہر اِدہر اودہر گہومتے اور چکر مارتے ہوے ایک بڑے دروازے مین گئے جس پر ہندوستانیون کا پہرا تھا۔ اور جو پہرون پر شمشیر بکف لئے بیٹھے ہوئے تہے وہ کسی غیر کو آگے نہین جانے دیتے جب تک کہ وہان کے حاکم کا حکم نہ آجاے یا وہ خود عہدہ داران شاہی کو جو اندر جانا چاہین جانتے نہون۔ شاہی محلات اور شاہی افسرونکی قیامگاہ کے سوا اس قلعہ مین اور کسی کا مکان کوئی اچھا نہین ہے۔ مگر شاہی محلات ہی بہت بڑے اور ہوادار ہین۔ اور بڑے خوشنما نظر آتے ہین۔

ایک فلینڈرز ملک کے باشندہ نے جو بادشاہ کا نوکر ہے مجہسے کہا تہا کہ جہان مین بادشاہ کی خدمت مین رہا کرتا ہون وہان ایک دالان ہے جس سے نہ صرف قلعہ اور اوسکا حوالی نظر آتا ہے بلکہ تمام بہاگ نگر دکھائی دیتا ہے۔ اِس کمرہ شاہی مین جانے کے لیئے

بارہ دروازون مین سے ہوکر گذرنا پڑتا ہے۔ سرکاری عہدہ دار اکثر قلعہ ہی مین رہتے ہین قلعہ مین متعدد اچھے اچھے بازار بھی ہین سب ضروری چیزین خاصکر مایحتاج زندگی وہان ہر طرح کی میسر آسکتی ہین۔ اور تمام بڑے بڑے امرا و سرداروں کے علاوہ اون مکانون کے جو اون کے بھاگ نگر مین ہین وہان قلعہ مین بھی مکان بنے ہوئے ہین ج بادشاہ نے وہان اچھے اچھے کاریگر بسائے ہین۔ اور اس سبب سے اون کے لئے سرکاری مکان بنوا دے ہین۔ اون سے اوس کا کچھ کرایہ نہین لیا جاتا جوہریونکو بھی اوس نے اپنے محلات مین رکھہ چھوڑا ہے۔ بڑے بڑے قیمتی جواہرات کا کام کرنے کے لیے وہ فقط ان ہی کو دیتا ہے اور حکم دے رکھا ہے کہ وہ جو کام وہان کرتے ہین اوس کا بھید کسی کو نہ بتاوین۔ مبادا اورنگ زیب کو کہین یہہ خبر نہ ملجاے کہ اوس کے یہان کاریگر ایسے ایسے قیمتی جواہرات کا کام کر رہے ہین اور وہ اونہین اوس سے طلب کرنے لگے۔ یہہ قلعہ کے کاریگر بادشاہ کے تمام پتھرون کے بنانے مین لگے رہتے ہین۔ اور گو وہ کتنے ہی ہین مگر دوسرے کسی کا کام کرنے کی اونہین مشکل سے ہی فرصت ملتی ہے۔

فیروزون کو یہ لوگ تارون کی کمان سے قطع کرتے ہین۔ جب کاریگر کمان چلاتا ہے تو دوسرا شخص ایک نہایت پتلا محلل اوس پر ڈالتا جاتا ہے۔ یہہ محلل سفید امرود کے سفوف کو پانی مین ملاکر بناتے ہین۔ اور پھر بآسانی وہ اپنا کام کرتے جاتے ہین۔ یہہ سفید امرود پتھرون مین ملتا ہے۔ اور اس سلطنت کے ایک خاص مقام پر ہوتا ہے اوسے تلنگی زبان مین کرنڈ (کروندا) کہتے ہین۔ ایک کراون یا دو روپیہ کلدار کا آدہ سیر آتا ہے جب وہ اوسے کام مین لانا چاہتے ہین تو اوسے پیسکر سفوف بنا لیتے ہین۔

جب وہ چاہتے ہین کہ کسی ہیرے کو کوئی ریت کی کنکری یا کسی اور نقص کی وجہ سے تراشین تو وہ اوس مقام کو جہان اونہین تراشنا ہے ذرہ سا نشان کے طور پر تراشتے ہین۔ اور پھر ایک لکڑی لیتے ہین جس مین ایک سوراخ کیا ہوا ہوتا ہے اوسے اس سوراخ پر رکھتے ہین۔ پھر لوہے کے ایک چھوٹی سی چھینی لیکر اوس جگہ رکھتے ہین جہان چیر کا نشان بنا ہوا ہوتا ہے۔ اور نہایت آہستہ آہستہ ٹھونکتے ہین اور اسیطرح ہیرے کو تراش لیتے ہین بادشاہ کے گودام مین نہایت عمدہ عمدہ زہر مہرے ہین۔ وہ پہاڑ کہ جہان زہر مہرہ والی بکریان ہوتی ہین قلعہ سے شمال و مشرق کو بھاگ نگر سے سات آٹھ منزل پر ہین۔ اون کا عام نرخ چالیس کراون فی رطل ہے۔ وہ جتنے لمبے ہون اوتنے ہی اچھے ہوتے ہین۔ یہہ زہر مہرے گاون مین بھی نکلتے ہین جو بکریون سے بہت بڑے ہوتے ہین۔ مگر یہہ زہر مہرے کم قیمت ہوتے ہین۔ ہان وہ زہر مہرے جو ایک خاص قسم کے بندرون مین نکلتے ہین نہایت ہی قیمتی ہوتے ہین یہہ ضرور ہے کہ وہ کسی قدر کمیاب ہین یہہ زہر مہرے چھوٹے اور لمبے ہوتے ہین۔

اوس بادشاہ کی قبر جس نے گولکنڈہ بسایا اور اوس کے بعد پانچ بادشاہون کی قبرین قلعہ سے کوئی دو گولی کے فاصلہ پر ہین۔ ان سے بہت بڑی زمین گھری ہوئی ہے کیونکہ ہر ایک قبر ایک بڑے باغ مین ہے۔ اس قبرستان کو قلعہ کے مغربی دروازہ سے جاتے ہین۔ اور اسی دروازہ سے نہ صرف بادشاہ اور شاہزادون کے جنازے جایا کرتے ہین بلکہ قلعہ مین جو کوئی مرتا ہے اوس کا جنازہ اسی دروازہ سے جاتا ہے۔ اور کوئی کیسی ہی کوشش کرے دوسرے دروازہ سے ہرگز جا نہین ہوسکتا ان چھ بادشاہون کی قبرون کے پاس اون کے رشتہ دارون بیویون اور بڑے بڑے

خواجہ سراؤن کی بھی قبرین ہین - یہہ ہر ایک قبر ایک باغ کے وسط مین ہے اور جب
اوتہین دیکھنے کو جاؤ تو تمہین پانچ چھ قدم زینہ پر چڑہکر ایک پتھرون کی روش پر جانا ہوگا
مقبرہ کے گرد جہان قبر ہے ایک برآمدہ ہے اور اوس کے دروازے محراب دار کھلے
ہوے بنے ہین اور مربع شکل کے چھ سات قیدم اونچے ہین - اوسپر معمارانہ بہت سی
گلکاریان کی ہوئی ہین - اوپر گنبد اور ہر چارون گوشون پر چھوٹی چھوٹی برجیان بنی ہین
وہ لوگ اس مقام کو مقدس سمجھتے ہین ہر کس و ناکس کو وہان جانے نہین دیتے - وہان
ہمیشہ پہرہ رہتا ہے - اگر مین یہہ نہ کہتا کہ مین مسافر ہون تو مجھے بھی وہان جانے نہ دیتے
مقبرہ کے فرش پر قالین بچھے ہوے ہین اور قبر پر ایک اطلسی چادر اور سفید پہول ادہر
اودہر پڑے رہتے ہین - اور ایک شاہی پردہ اسی کپڑے کا ایک قیدم اونچا وہان
لگا ہوا ہے اور بہت سے چراغ بھی اوسمین روشن رہتے ہین - بادشاہ کے بیٹے اور بیٹیونکی
قبرین ایک طرف کو ہین - اور دوسری طرف کو بادشاہ کی کتابین رحلون پر رکھی ہین جنمین
سے اکثر قرآن اور تفاسیر اور اور مسلمانون کی مذہبی کتابین ہین - دوسرے بادشاہون
کی قبرین بھی ایسی ہی ہین فقط فرق یہہ ہے کہ بعض کے مقبرے اندر اور باہر دونون طرف
مربع ہین اور بعض آدہے ترچھے ہین - اور بعض کے گرد نہایت خوش وضع پتھرون کا
حاشیہ لگا ہوا ہے جس کا مین نے اوپر ذکر کیا ہے - اور بعض مین فقط کالے پتھر ہین
بعض مین سفید ہین بعض پتھرون کو ایسی جلا دی گئی ہے کہ سنگ مرمر کے سے مجلا معلوم
ہوتے ہین - بعض کے کنارہ پر چھوٹے چھوٹے درخت ہین - جو بادشاہ کہ حال مین مرا ہے
اوس کی قبر سب سے اچھی ہے - اور اوس کے گنبد کے اوپر سبز روغن کیا ہوا ہے - شاہزادون
کے اور اون کے اقارب اور ازواج کی قبرین باہم دیگر ایک ہی سی ہین - اور اُن مین

اور بادشاہون کی قبرون مین یہہ فرق ہے۔ کہ بادشاہون کی قبرون کے گنبدون پر ہلال بنا ہوتا ہے مگر اورون کی قبرون پر نہین ہوتا۔ بڑے بڑے خواجہ سراؤن کی قبرین نیچے بنی ہین۔ اور اون پر گنبد نہین صرف چھتین ہین۔ مگر اون کے باغ بھی الگ الگ ہین۔ یہہ سب قبرین بڑی متبرک سمجھی جاتی ہین۔ کیسا ہی مجرم کیون نہو اگر وہان چلا جاے تو پھر اوس کا کوئی کچھ نہین کر سکتا۔ قلعہ کی طرح یہان بھی گھڑیال بجا کرتا ہے اور یہان جو عہدہ دار مقرر ہین اون کے قواعد و ضوابط کی تعمیل نہایت ٹھیک ہوتی ہے۔ گھڑیال کے بجانے کے لیے ایک تانبے کی تختی لٹکتی رہتی ہے اوسے صرف لکڑی سے بجاتے ہین مگر تو بھی وہ بڑی خوبصورت ہے۔ بجانے والا اوسے بڑی ہنرمندی سے بجاتا ہے اور ہم آہنگی کا لحاظ رکھتا ہے۔ اس گھڑیال سے وقت معلوم ہوتا ہے ہندوستان مین دن کو دو حصون پر تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ دن کا دن کے تڑکے سے اور دوسرا حصہ شام کا شام کے آغاز سے شروع ہوتا ہے۔ پھر اس ہر ایک حصہ کے چار حصے یا چار پہر ہوتے ہین۔ اور پھر اس حصہ (یا پہر) کے آٹھ حصے کیے گیے ہین جنہین گھڑی(۱) کہتے ہین۔

باب ہفتم

گولکنڈہ کا بادشاہ جو اسوقت برسر حکومت تھا

جو بادشاہ اس وقت برسر حکومت ہے وہ شیعہ مذہب ایرانی فرقہ کا ہے جب سے

(۱) شاید اوس زمانہ مین ممالک دکن مین رات دن کی ۶۴ گھڑی مانی جاتی ہون مگر شمالی ہند مین ۶۰ گھڑی ہوتی ہین۔ یعنی ہر گھڑی انگریزی گھنٹہ کے ⅖ کے برابر ہوتی ہے۔

اس خاندان والون نے شاہ عالم[1] بادشاہ دکن سے یہہ ملک لیا ہے اس خاندان کا یہہ ساتوان بادشاہ ہے اور اس کا نام عبد اللہ[2] قطب شاہ ہے - مین یہہ پہلے ہی لکھ آیا ہون کہ گولکنڈہ کے سب بادشاہون کا لقب قطب شاہ ہے - اور اسی طرح بیجاپور والون کا عادل شاہ ہے یہہ بادشاہ ایک برہمنی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے - یہہ برہمنی بڑی عقلمند تھی اور اوس کے بطن سے عبد اللہ کے باپ کی اور بھی اولاد تھی - جب عبد اللہ کا باپ مرا ہے تو اوس وقت اس کی پندرہ برس کی عمر تھی اوس نے اپنے بڑے بیٹے کو اپنا ولی عہد کیا تھا - مگر اس کی مان اس کے بڑے بھائی سے اسے زیادہ پیار کرتی تھی اس لیے بڑے بیٹے کو قید مین ڈالکر اسے تخت نشین کیا - عبد اللہ کا بڑا بھائی ۱۶۵۸ء تک قید خانہ مین رہا - لیکن جب اورنگ زیب نے فوج لیکر اس سلطنت پر حملہ کیا تو اس قیدی شاہزادہ ہی نے عبد اللہ سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ براہ مہربانی اپنی فوج کی سالاری مجھے عنایت کرین تو مین مغلون سے جا کر لڑون - بادشاہ کو اس درخواست سے ایسا اندیشہ ہوا کہ بجاے اس کے کہ اوس کی درخواست پر مہربانی کی نظر کیجاے اوسے زہر دیکر مار ڈالا -

بادشاہی خزانہ سے پانچ ہزار سپاہی سے زیادہ کی تنخواہ دیجاتی ہے - اس سے امرا کے

(۱) یہہ اوپر ایک نوٹ مین لکھدیا گیا ہے کہ شاہ عالم جس سے موسیو تھیونو کی مراد شیر شاہ بادشاہ دہلی سے ہے یہان کا بادشاہ نہ تھا - بلکہ محمود شاہ ثانی بہمنی کے زمانہ مین جو اس خاندان کا آخری بادشاہ سمجھا جاتا ہے یہہ سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی - اور اوس کے امرا اور صوبہ دار خود مختار بن گیے - انہین مین سے سلطان قلی ہمدانی نے گولکنڈہ کی سلطنت کی بنا ڈالی - جسکے خاندان مین ۹۱۸ھ سے ۱۰۹۸ھ تک حکومت رہی

(۲) عبد اللہ قطب شاہ ۱۶۲۱ء مین تخت پر بیٹھا اور ۱۶۸۳ء مین مر گیا -

جلیبین گرم ہوتی ہین - کیونکہ جو امیر کہ ایک ہزار آدمی کی تنخواہ لیتا ہے اسکے پاس فقط پانچسو آدمی ہوتے ہین - اور اسی طرح سے اورون کا بھی حال ہے ایک سوار کی تنخواہ جو مغل ہو یا ایرانی دس چکلین⁽¹⁾ ماہانہ مقرر ہے - اس تنخواہ مین اوسے دو گھوڑے اور چار پانچ خادم رکھنے پڑتے ہین - اور انھین لوگون مین پیدل سپاہیون کو پانچ چکلین دیے جاتے ہین - جن کے پاس ضرور ہے کہ دو خادم اور ایک بندوق ہو - مگر ہندوستانیون کو جو اوس کی خاص رعایا ہین دو تین روپیہ ماہانہ سے زیادہ نہین دیتا ہے ان کے پاس برچھے اور نیزے ہوا کرتے ہین - چونکہ اس بادشاہ کا باپ اپنی سپاہ کو تنخواہ اچھی دیا کرتا تھا اس لیے لڑائی کے وقت اوس کی فوج خوب جوانمردی سے کام کرتی تھی - اوس کے پاس ہمیشہ ایک لشکر جرار تھا اور جسقدر فوج کی تنخواہ خزانہ سے دیجاتی تھی اوسی قدر فوج رہا کرتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اوس کے زمانہ مین مغلون نے اوس کے مقابلہ مین کچھ دست⁽²⁾ اندازی نہ کی اور کبھی اوس نے اپنے بیٹے کی طرح اونہین خراج نہین دیا -

(۱) یہ سکہ ترکی مین ۷ شلنگ ۶ پنس کو چلتا تھا اگر یہی قیمت ہی اسکی تسلیم کرین تو ع۵ حالی ماہانہ ایک سوار کی تنخواہ ہوئی غالباً چکلین کی قیمت یہان یہ نہوگی - اگر موسیو تھیونو نے اوسکی قیمت کا حال کچھ نہین لکھا ہے اس لیے سوار کی اصلی تنخواہ کا دریافت ہونا نہایت مشتبہ ہے - سوائے اسکے چکلین اس ملک مین سپاہ کی تنخواہ مین نہین دیا جاتا تھا یہان پیگوڈا یا ہون اوس زمانہ مین چلتے تھے - اور سپاہ کی تنخواہ مین دیے جاتے تھے -

(۲) گو اس کے باپ سلطان محمد کے وقت مین مغلون کو خراج نہ دیا جاتا تھا - مگر سلطنت کی حالت کچھ قابل تعریف نہ تھی غالباً موسیو تھیونو کی مراد اس کے باپ سے سلطان محمد قلی سے ہے جو اس کے باپ سے پہلے یہان حکمران تھا اور جس کے زمانہ مین یہ سلطنت اپنے کمال عروج کو پہونچ گئی تھی -

پہلے تو بادشاہ کبھی کبھی اپنے بہاگ نگر کے محلات مین جایا کرتا تھا۔ مگر اب آٹھ برس ہوسیے کہ وہ وہان نہین گیا ہے۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ اورنگ زیب نے جو اوس وقت ایک صوبہ کا صرف صوبہ دار تھا۔ اورنگ آباد سے فوج لی اور اس فرتی سے بہاگ نگر کے دروازہ پر آکر عبداللہ کو گہیر لیا کہ اوسے سنبھلنے کی مہلت نہ ملی لیکن گو اورنگ زیب شہر پر قابض ہوگیا۔ مگر بادشاہ بھیس بدلکر ایک خفیہ دروازہ سے شہر سے نکل گیا۔ اور گولکنڈہ پہونچ گیا۔ مغلون نے شہر کو اور نیز شاہی محلات کو لوٹا۔ اور تمام مال و متاع لے گیے۔ یہان تک کہ وہ طلائی چادرین بھی لے لین۔ جو شاہی کمرون کے فرش مین لگی ہوئی تہین۔ اس کے بعد بادشاہ کی والدہ نے اس فاتح کو اس طرح راضي کیا کہ اوس نے اوس کی بادشاہون کی سی خاطر کی۔ اور عبداللہ کی بیٹی سے اورنگ زیب کے بیٹے کے ساتھ شادی کردینے پر رضامند ہوگئی اور یہہ اقرار کیا کہ اگر عبداللہ کے کوئی فرزند نرینہ نہ ہو جیسے کہ اب تک نہین ہے تو یہہ ہی داماد اوس کے بعد اوس کا جانشین کیا جائیگا اگر یہہ باتین بادشاہ قبول نکرتا تو اوس کی سلطنت بھی جاچکی تہی اور شاید اوس کی جان بھی نہ بچتی۔ اوس زمانہ سے وہ ہمیشہ چوکنا رہتا ہے۔ اور اپنے والدہ کے سوا وہ جس کسی کا اعتبار کرتا ہے وہ ایک سیدی مظفر ہے جس کو وہ بہت چاہتا ہے اور چونکہ اس کی مان برہمنی ہے اوس کا برہمنون پر بھی بڑا اعتبار ہے اور وہ ہی اوسے ہر وقت گہیرے رہتے ہین بادشاہ کو جو کوئی خبر ملتی ہے وہ صرف اونہین برہمنون کی وساطت سے ملتی ہے اور کسی کی وہان تک رسائی نہین ہے۔ اور اوس نے کچھ برہمن مقرر کر لیے ہین کہ جو کچھ وزیر اور عہدہ دار بادشاہ سے کہنا چاہین وہ اوسے بادشاہ سے کہدین مگر جب سے شاہنشاہ مغل نے بادشاہ

وزیا پور پر لشکر کشی کی ہے عبداللہ کو بڑا خوف ہو رہا ہے کیونکہ اوس نے پہلے ایک خواجہ سرا کی ماتحتی مین دو لاکھ آدمی بادشاہ بیجاپور کی مدد کو بھیجے تھے۔ مگر جب کہ مغلون کے ایلچی نے جو گولکنڈہ مین رہتا ہے اوسکی نسبت شکایت کی تو فوراً بادشاہ نے اپنی فوج کا جو ابھی روانہ نہوئی تھی بھیجنا ملتوی کر دیا اور عذر کیا کہ یہ فوج میری بلا اطلاع وہان چلی گئی تھی۔ اوس کو اب بھی بڑا خوف ہو رہا ہے کہ مغل وزیاپور کے بادشاہ پر فتح حاصل کر کے اوس کا پیچھا کرینگے۔ ابھی وزیاپور کا بادشاہ بڑی بہادری کے ساتھ اپنے ملک کو بچائے ہوئے ہے۔ اس سے عبداللہ کی نامردی ظاہر ہوتی ہے وہ اپنے امرا کے قتل کی جرات نہین کر سکتا گو وہ یقیناً قتل کے مستوجب ہوتے ہین اگر زیادہ سے زیادہ وہ کچھ سزا دیتا ہے تو اتنی ہی کہ جرمانہ کر کے روپیہ وصول کر لیتا ہے۔ ڈچ بھی اوسے نظر حقارت سے دیکھتے ہین۔ ابھی چند روز ہوئے کہ اونہون نے ایک انگریزی جہاز اوس سے زبردستی چھین لیا۔ جو اونہین موسلی پٹم کے راستہ مین ملا تھا اور بادشاہ نے اوس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی تھی۔

دربار مین ایک امیر جسے عبداللہ کی تیسری بیٹی منسوب ہے اور جو خاندان شاہی سے ہے بادشاہ کو بڑا دق کرتا ہے۔ وہ تخت و تاج کا دعوی کرتا ہے جس کا کہ عبداللہ نے شاہنشاہ مغلیہ کو دینے کا وعدہ کیا ہے اس نے اپنا درجہ بادشاہ کے برابر کر رکھا ہے۔ اس سبب سے بادشاہ جو پہلے اوس سے بہت محبت کرتا تھا۔ اب نہ صرف اوس سے ہی جلتا ہے بلکہ اپنے باقی دامادون سے بھی ناراض ہے۔ اور گو یہ داماد بڑا راستباز شمار کیا جاتا ہے مگر بادشاہ کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اوسے تباہ کر کے خود بادشاہ بنا چاہتا ہے۔

یہان ایک عربی النسل درویش بہاگ نگر مین نعمت اللہ کی کاروان سرا سے کے پاس رہتے ہین۔ مسلمان اون کی بڑی عزت کرتے ہین۔ اور ایک امیر نے اونکے واسطے وہان مکان بنوا دیا ہے دروازہ ہر وقت مکان کا بند رہتا ہے شام کے سوا کسی وقت نہین کہلتا جب شام ہوتی ہے تو بہت سے لوگ وہان حاضر ہوکر حضرت کی توجہ سے فیضیاب ہوتے ہین یہہ لوگ چلاتے ہین اور گر گر پڑتے ہین زمین کو بوسہ دیتے ہین۔ غرض کہ ہر روز شام کے وقت کثرت سے امیر اس عیار ٹہگ سے ملنے کو جایا کرتے ہین۔ یہہ بزرگ باہر بہت ہی کم نکلتے ہین۔ لیکن جب جاتے ہین تو پالکی مین سوار ہوکر جاتے ہین اس وقت وہ ہندوستانی وضع مین بالکل ننگ دہڑنگ ہوتے ہین اور لوگ اون کی ولیون کی سی تعظیم کرتے ہین۔ بڑے بڑے امیر اون کو نذرانہ دیتے ہین۔ اون کے مکان مین ایک ہاتی بھی بندہا رہتا ہے کسی امیر نے اونکو دے دیا ہے۔ جب مین کرناٹس (کرناٹک) کو جا رہا تھا۔ تو بادشاہ کے چھوٹے داماد نے اپنی بیگم بادشاہ کی دختر کا بہت سا زیور جواہرات ان مشایخ صاحب کو نذر کر دیا تھا چونکہ اس قدر بیش بہا نذرانہ دینے کا سبب کسی شخص کو معلوم نہین تہا جو غالباً کسی بیہودہ اعتقاد کی وجہ سے دیا گیا ہوگا۔ اس سبب سے عام لوگون مین یہہ افواہ اوڑی کہ بادشاہ کے خلاف فوج تیار کرنے کو یہہ دیا گیا ہے اور ان بزرگ کی امداد سے بادشاہ کا تخت و تاج چہینا جائیگا۔ یہہ افواہ سچ تھی یا غلط مگر اس قدر تو یقینی ہے کہ بادشاہ نے ان بزرگ کے مکان پر آدمی بہیجے اور اپنے لڑکی کے جواہرات اور ہاتی منگا لیا۔ اور مشایخ

(۱) اس درویش کا نام غالباً سید شاہ راجو ہے جو سید محمد بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ کی اولاد مین ۔ اور ابوالحسن تاناشاہ کے پیر و مرشد تھے اور جنکی قبر بیرون دروازہ غازی بندہ ابتک موجود ہے۔

صاحب کو حکم دیا کہ سلطنت سے نکل جائین۔ بادشاہ کی بڑی بیٹی شریف مکہ کے ایک رشتہ دار کو دی گئی تھی۔ دوسری بیٹی سلطان محمد پسر اورنگ زیب سے منسوب ہوئی تھی جس کا ذکر مین پہلے کر چکا ہون۔ اور تیسری شاہزادی چھوٹے داماد مرزا ابو الکاسن (ابو الحسن) کو دی گئی ہے جس کے کئی ایک لڑکے ہین۔ اور لوگ کہتے ہین کہ چوتھی کی بادشاہ بیجاپور کو دینے کی تجویز ہے۔

بادشاہ گولکنڈہ کی بڑی بھاری آمدنی ہے۔ وہ اپنی تمام سلطنت کی اراضی کا مالک ہے جو کوئی سب سے زیادہ محصول ادا کرتا ہے وہ اوسے اراضی دے دیا کرتا ہے۔ البتہ وہ اراضی اس سے مستثنیٰ ہے جو وہ اپنے دوستون کو مفت عنایت کر دیا کرتا ہے اور ایک وقت معین تک اوس زمین پر اونکا قبضہ رہتا ہے جو مال و اسباب تجارت اوس کے ملک مین ہو کر گذرتا ہے یا بندرگاہان موسلی پٹم و مدراس پٹم مین آتا جاتا ہے اوس کے محاصل سے بھی اوسے بہت بڑی یافت ہے اور شاید کھانے پینے وغیرہ کی کوئی چیز اوس کی سلطنت مین مشکل سے ایسی چیز نکلیگی۔ جس کا وہ محصول نہ لیتا ہو۔ اور جس سے اوسے بہت کچھ وصول نہوتا ہو۔

الماس کی کانون سے بھی اوسے بہت بڑی آمدنی ہے۔ اور جن لوگون کو وہ کان کا ٹھیکہ دیتا ہے وہ محصول ادا کرتے ہین۔ جو کانین کہ موسلی پٹم کی طرف ہین اون کے کام کرنے والے جاہے اونھین ہیرا ملے یا نہ ملے فی گھنٹہ ایک پیگوڈا دیتے ہین بادشاہ کی بڑی بڑی کانین وزیاپور کی طرف کئی جگہ کرناٹس کے ملک مین ہین۔ اور چھہ ہزار آدمی ہمیشہ وہان کام کیا کرتے ہین ہر روز تین رطل کے قریب ہیرے اونھین ملجاتے ہین۔ یہ سب بادشاہ کی طرف سے کام کرتے ہین۔

اس بادشاہ کے تاج مین ایک ایسا جواہرات ہے جو قریب قریب ایک فٹ لنبا ہے۔ کہتے ہین کہ اس کی قیمت اندازہ سے باہر ہے۔ اسے کتنے ہی ہیرون سے جوڑکر نصف کرہ کی شکل مین گلاب کے پہول کی طرح بنایا ہے جس کا قطر تین چار انچھ کا ہی اس گلاب کے پہول کی چوٹی پر ایک چھوٹا سا تاج ہے جس مین ایک شاخ اوپر کو ایسی نکلی ہوئی ہے جیسے کہجور کی ڈالیون کا گپھا ہوتا ہے۔ مگر یہ شاخ مدور ہے اور گپھا جس کی چوٹی کچھ خمدار ہے ایک پورے انچ کے قطر کا ہے اور نصف فٹ کے قریب طول مین ہے۔ اس کے اوپر چھوٹی چھوٹی کونپلین ایسی نکلی ہین جیسے کہ اوپر پتیان پیڑ مین نکلی ہوتی ہین اور ان کونپلون مین ہر ایک کنارہ پر ایک نہایت خوبصورت ناشپاتی کی شکل کا موتی جڑا ہوا ہے۔ اس بیچ بیچ کے پہول کی جڑ مین طلائی پتیان کنگن کی طرح لگی ہین۔ اور اون مین بڑے بڑے ہیرے جڑے ہین اور ان ہیرون کے گرد لعل ہین اور اون مین بڑے بڑے موتی چارون طرف لٹکتے ہین جس سے عجیب و غریب بہار معلوم ہوتی ہے۔ پہران پتیون مین ہی ہیرون کی گھنڈریان یا بٹن لگے ہوے ہین کہ جن سے ان جواہرات کو سر پر رکھکر باندھ لیتے ہین غرض کہ اس بادشاہ کے پاس جواہرات کی انتہا نہین خزانہ اون سے بہرا ہوا ہے اور بیش بہا جواہرات کے لحاظ سے وہ تمام ہندوستان کے بادشاہون سے بڑھکر ہے اگر یہان کوئی سوداگران جواہرات کو بادشاہ سے مول لے لیتا تو آج بادشاہ کا خزانہ روپیہ سے کہچا کھچ بہرا ہوا ہوتا۔

باب ہشتم

امراے گولکنڈہ

یہان کے امرا سلطنت کے بڑے بڑے لارڈ ہین جو اکثر ایرانی یا ایرانیون کی اولاد

ہین سے ہین - یہہ سب کے سب امیر ہین - کیونکہ اون کو صرف اپنے عہدون کی بڑی بڑی تنخواہین ہی بادشاہ سے نہین ملتین - بلکہ اون کو سپاہیون سے اس سے بھی نہایت درجہ بڑھکر منفعت ہوتی ہے - اون کے لیے جسقدر سپاہیون کے رکھنے کا حکم ہے اوس سے وہ آدہے بھی نہین رکھتے - علاوہ برین بادشاہ کی طرف سے اراضی اور دیہات بھی اونہین جاگیر مین عنایت ہوے ہین جن پر اونکا ہر طرح اختیار رہے - ان جاگیرون کو وہ برہمنون کو ٹھیکہ پر دیدیتے ہین اور اون سے بیحد روپیہ وصول کرتے ہین -

یہہ امیر خوش وضع اور خوبصورت ہوتے ہین - جب وہ شہر مین نکلتے ہین تو ایک دو ہاتی اون کے آگے چلتے ہین - ان ہاتہیون پر تین آدمی جھنڈیان لیے سوار رہتے ہین اون کے گرد پچاس ساٹھ سوار اچھے اچھے لباس پہنے یا تاتاری گھوڑون پر سوار تیر کمان لیے اور تلوارین توڑے ہوے ڈہالین پیٹھ پر لٹکاے کچھ دور پیچھے پیچھے چلتے ہین - انکے پیچھے کچھ اور سوار قرنا پھونکتے اور نفیریان بجاتے جاتے ہین ان کے بعد وہ امرا(۱) گھوڑون پر ہوتے ہین اور تیس(۳۰) چالیس(۴۰) پیادہ ان کے ہمرکاب چلتے ہین کوئی آگے بچو بچو کرتے اور راستہ صاف کرتے جاتے ہین اور کسی کے پاس برچھے ہوتے ہین - اور بعضون کے ہاتھ مین مورچہل ہوتے ہین جو برابر ہلاتے جاتے ہین ایک شخص اپنے آقا کے سر پر چھتر لگاے ہوتا ہے - ایک آدمی حقہ لیے چلتا ہے - بعض خادمون کے پاس صراحیان پانی کی ہوتی ہین جنھین وہ بید کی ٹوکریون مین رکھے ہوتے ہین - اس سے پیچھے ایک پالکی بھی چار آدمی لیے ہوے چلے آتے ہین اور دو آدمی خالی ان کے ساتھ ہوتے ہین کہ تھک جانے پر اونہین مدد دیتے جاتے ہین پھر اس سارے جلوس کے

(۱) امرا امیر کی جمع ہے مگر تھیونو صاحب نے اسے واحد کے طور پر مستعمل کیا ہے - اور اسے انگریزی لفظ لارڈ کیطرح ایک شاہی خطاب سمجھا ہے

بعد ایک دو دو اونٹ ہوتے ہین جن پر لوگ تنبن بجاتے جاتے ہین۔

جب امیر کا جی چاہتا ہے تو پالکی مین سوار ہوجاتا ہے اور گھوڑا اوس کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ یہہ پالکیان کبھی کبھی چاندی مین مغرق ہوتی ہین اور اونکے ڈنڈون یا بانس کی دونون نوکون پر چاندی کا کام کیا ہوتا ہے۔ یہ امرا اوس پالکی مین لیٹ جاتا ہے۔ پالکی مین امیر پھول سونگتا۔ حقہ پیتا پان سپیاری کھاتا جاتا ہے جس پردیسی کی اس پر نگاہ پڑتی ہے اور وہ اس زنانی روش کو دیکھتا ہے تو اوسے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ یہہ شخص بڑا کاہل الوجود اور نہایت عیاش ہے[1] تمام لوگ جن کی بڑی بڑی تنخواہین ہین مسلمان ہون یا ہندو سب ہندوون کی تقلید کرتے ہین۔ اور شہر مین اکثر پالکیون کی سواری مین دکھائی دیتے ہین ان کے جلو مین متعدد خدام ہوتے ہین۔ ڈچ لوگون کا مترجم بھی جو ایک ہندو ہے اور بھاگ نگر مین رہتا ہے اسی سازوسامان سے نکلتا ہی فقط اتنا فرق ہے کہ اونٹون کے بجاے اوس کے ساتھ رتھ رہا کرتے ہین۔ غرض کہ اس وقت یہان کوئی ایسا امیر نہین ہے کہ جس کے پاس چھتر بردار اور دو چوہری ہلانے والے اور صراحی لیچلنے والے راستہ مین ہمراہ نہ رہتے ہون۔

پان جسے یہان کے شرفا پالکیون مین کھایا کرتے ہین ایک پتا ہے جو نارنگی کے پتون کے قریب قریب مشابہ مگر بڑا چوڑا ہوتا ہے۔ اس کی ڈالی نہایت کمزور ہوتی ہے اوسے

(۱) جن لوگون کو اس نامعقول زندگانی کی حقیقت معلوم تھی وہ لوگ آج دنیا مین بادشاہی کر رہے ہین اور جو لوگ کہ ایسی عیش وعشرت مین مست ولایعقل ہو رہے تھے اونکا صفحہ ہستی سے نام ونشان بھی مٹ گیا افسوس کہ جو کچھ لوگ ابھی تک بھی ان حقیقت بینون کا دیا ٹکڑا بھیک کے طور پر کہا رہے ہین اونہین ہی اتنی عقل نہین کہ اپنی نالائق حالت کو سمجھین اور مآل اندیشی کرین۔

سپاری کے درخت کے پاس ہوتی ہین کہ وہ اوس پر چڑہ جاسے ہندوستانی پان بغیر سپاری کے کبھی نہین کہاتے یہہ دونون چیزین ساتھ ساتھ بکتی ہین - سپاری کا درخت بہت اونچا اور عام کہجور کے درخت کا سا ہوتا ہے - سپاریون کے گچھے لگتے ہین - وہ خرما کے برابر ہوتے ہین - جن مین کچھہ مزہ نہین ہوتا ہندوستانی پان چھالی اس غرض سے کہاتے ہین کہ وہ ثقہ سمجھے جائین اور اسی لیے وہ راستون مین اور ہر جگہہ اوس کا استعمال کرتے ہین - اون کا مقولہ ہے کہ وہ ہاضمہ کے لیے بہت مفید ہے اور کہانے والے کے منھ سے خوشبو آتی ہے -

جو لوگ کہ گولکنڈہ مین امرا کہلاتے ہین وہ سب اس لایق نہین ہین کہ اوس جلوس اور سازوسامان کو رکھین کہ جس کا مین نے ابھی ذکر کیا ہے - جو لوگ کہ بڑے دولتمند نہین ہین وہ اپنی آمدنی کی حیثیت سے جلوس اور سازوسامان اورون کی بہ نسبت کم رکھتے ہین مگر امارت کی صفت ایسی عام ہوگئی ہے - اور یہہ خطاب اس خیال سے دیا جاتا ہے کہ ہندوستانی جو قلعہ کی نگرانی کرتے ہین اور شاہی محلات پر متعین ہین اور جنکی تعداد کوئی ایک ہزار کے قریب ہے سب کے سب امرا کہلاتے ہین حالانکہ اون مین سے بہت سون کی تنخواہ ایک کراون[1] ماہوار سے زیادہ نہین ہے - لیکن بعض بعض بڑے امرا نہایت ہی امیر ہین - میر جملہ نامی ایک شخص جو اصفہان کے تیلی کا بیٹا تھا اتنا بڑا امیر تھا کہ اوس کے پاس بادشاہون کے سے مصاحب تھے - اوس نے گولکنڈہ کے بادشاہ کی نوکری چھوڑدی اور مغلون کے پاس چلا گیا - اور جب مرا تو صوبہ بنگالہ کا صوبہ دار تھا - یہہ مشہور ہے کہ وہ چاہتا تھا بنگالہ مین خود مختار بادشاہ بن بیٹھے - اوسے وہان بڑی طاقت حاصل ہوگئی تھی - اور اس موقع کی تلاش مین تہا کہ اپنے بیٹے کو بادشاہی مغل کی دربار سے کسی طرح

(۱) یعنی عہ ۲ / چہالی

نکال لے جہان وہ لبطور اول گھیرا ہوا تہا۔ اوس کے پاس بئیں آدمیون کے برابر
وزن مین ہیرے تہے یا یون کہو کہ ہالینڈ کے ملک کے چار سو آٹھہ پونڈ وزن کے ہیرے
اوس کے پاس موجود تھے۔ یہہ تمام دولت اوس کو اوس خدمت سے ہم پھونچی
تھی جو پہلے اوس نے کرناٹس مین کی تہی۔ بادشاہ گولکنڈہ نے اوسے اپنی فوج کا
سردار کر کے بیس نگر کے راجا کے مقابلہ کو بھیجا تہا اور وزیا پور کا بادشاہ بھی گولکنڈہ
والون کے ساتھ شریک تھا اس سپہ سالار نے چند روز مین بہت سے مقامات
فتح کر لیے مگر قلعہ گندی کوٹ نے اس کے فتوحات کو روک دیا کیونکہ وہ ایک ایسی
نا قابل گذر پہاڑی پر واقع تہا کہ وہانتک ذرا پہونچنا کام رکہتا تھا۔ یہہ شہر ایک پہاڑ پر واقع ہی
اور اگر کوئی وہان جانا چاہے تو اسے چتڑیون چلنا پڑتا ہے ایک نہایت تنگ راستہ کے
سوا وہان پہونچنے کا اور کوئی راستہ ہی نہین ہے میر جملہ نے اس قلعہ پر جب قوت سے
قبضہ نہ پایا تو اپنی دانشمندی اور روپیہ کو خرچ کیا۔ اور جن لوگون کو نایک نے صلح کر پیغام سلام
کے لیے بہیجا تہا او نہین ایسا گانٹھا کہ جس سے وہان کے حاکم کو اون کی وساطت سے
ایک بڑے کام مین کچہہ صلاح و مشورہ کے بہانہ سے بولالیا۔ اور جون ہی وہ ملاقات کے
لیے مقام مقررہ پر آیا اس نے اسے فوراً گرفتار کر لیا۔ اور اپنے قول و قرار کا ذرا بھی پاس و
لحاظ نہ کر کے اس وقت تک قید مین رکہا جب تک کہ قلعہ پر اس کا پورا قبضہ نہ ہو گیا۔ یہہ
مقام سینٹ ٹامس سے دس منزل پر ہے۔

مجھے دو مہینے یہان گذرے تہے کہ موسم سرما یعنی جون کی بارش اور گرج کے ساتھ
شروع ہو گیا۔ لیکن گرج تو چار روز سے زیادہ نہ رہی۔ مگر مینہہ خوب زور سے ہوا کے طوفان
کے ساتھ وسط جولائی تک برستا رہا۔ اگرچہ اس کے بیچ مین بھی کبھی کبھی کھُل کھُل گیا مگر باقی

مہینا بالکل کہلا رہا۔ اگست ستمبر اور اکتوبر مین بڑی بارش ہوئی لیکن گرج بہر نہوی دریاؤن
مین ایسا پانی بہر گیا تہا کہ پلون پر سے اور ہاتیون کے ذریعہ سے گذرنا دشوار تہا۔ بہاگ نگر
کے دریا سے دو ہزار گہر بہہ گیے اور بہت سے آدمی اوس مین ڈوب گیے صبح شام کو ہوا
کچھہ ٹھنڈی چلا کرتی تہی۔ دن مین کسی قدر گرمی رہتی تھی۔ مگر موسم ایسا ہی معتدل تھا
جیسے مئی کے مہینے مین فرانس مین رہا کرتا ہے اور یہہ موسم اسی طرح برابر فروری تک
چلا گیا۔ مگر اس مہینے مین پھر بڑی گرمی پڑنے لگی۔

اس بارش سے اس ملک کی اراضی نہایت سرسبز ہو جاتی ہے۔ اور ہر قسم کے اجناس
اوس مین بافراط پیدا ہوتے ہین۔ خاصکر پہل تو وہان نہایت ہی کثرت سے ہوتے ہین
انگور کی بہت افراط ہے جو جنوری کے مہینے مین پکتے ہین مگر گرمی کی کمی بیشی کے لحاظ
سے فروری مارچ اپریل تک بہی پیڑون پر موجود رہتے ہین ان انگورون کی یہان سپید
شراب بنتی ہے۔ جب انگور توڑ لیتے ہین تو اون کی شاخین چہانٹ ڈالتے ہین۔ اور وسط
گرما مین اون سے عرق نکالا جاتا ہے۔ اس ملک مین چانول وغیرہ اجناس کی دو فصلین
ہوا کرتی ہین۔

باب نہم

موسیو تھیونو کی بہاگ نگر سے موسلی پٹم کو روانگی

جب بہاگ نگر مین مین خوب سیر دیکھہ چکا۔ تو مین نے چاہا کہ ساحل کیرومنڈل کے علاقہ
کو بہی دیکھون۔ اور گو ابہی جاڑے ہی کا موسم تھا کہ مین موسلی پٹم کو روانہ ہوا۔ چونکہ اس راستہ
مین ندی نالے بہرے ہوئے ہونے کی وجہ سے رتھہ اور گاڑیان نہ جا سکتی تہین اسلیئے

مین نے اپنی سواری کو ایک گھوڑا اور اپنے نوکر اور سامان کے واسطے دو بیل کرایہ کر لیے اور سوداگرون کے ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گیا یہان آٹھ منزل پر ہم ایک قلعہ مین پہونچے جسے الماس کینپش کہتے ہین جو لوگ کہ الماس کی کان یا کانی کو جانا چاہتے ہین وہ یہان سے تنارا کو چلے جاتے ہین - جہان بادشاہ کے محلات بنے ہوئی ہین - ان محلات مین چار بڑی بڑی عظیم الشان سنگین دو منزلی عمارتین ہین انمین بڑی بڑی کوٹھین جنپر سائبان پڑا ہی اور برآمدی بنے ہوئی ہین - ان مکانات کے سامنے ایک وسیع چوک ہی علاوہ ان شاہی مکانات کے وہان مسافرین کے قیام کے واسطے اور بہی مکانات ہین غریبون اور مسافرون سے جو وہان ٹھیرنا چاہین کرایہ نہین لیا جاتا -

چونکہ ہمین الماس کی کانون مین کوئی کام نہ تہا جو گولکنڈہ سے چھ سات منزل پر ہین اس لیے ہم دوسرے راستہ کو چلے - اس تمام سفر مین ہمین تین چہوٹے چہوٹے قصبہ ملے پانگل سپر حل تپکیش پول لیکن ہمین کئی دریا راستہ مین طے کرنے پڑے جن مین سب سے بڑے کشنا اور موسی ہین - اس کے سوا ہمارا سولہ سترہ گانون مین گذر ہوا اگرچہ راستہ بڑا خراب تہا مگر یہہ کہیت نہایت سرسبز اور خوشنما دکھائی دیتے تہے مین نے وہ تمام اقسام کے درخت یہان دیکھے جو ہندوستان مین ہوتے ہین - اور املتاش کے درخت بھی یہان ہمکو ملے جو ہندوستان کے اور مقامات مین کم ہوتے ہین غرض کہ ہم دس روز کے بعد موسلی پٹم پہونچے - تمام مسافت ۵۵ فرانسیسی لیک (یا کوس) ہے اور اگر موسم اچھا ہو تو ایک ہفتہ کا راستہ ہے -

موسلی پٹم ساحل مالابار(۱) پر ۱۶½ درجہ عرض شمالی پر واقع ہے - خلیج بنگالہ کے کنارہ بہاگ نگر

(۱) مالابار کے بجائے کارومنڈل ہونا چاہیے -

سے جنوب مشرق کو ہے۔ اگرچہ قصبہ تو چھوٹا ہے مگر خوب آباد ہے سڑکین تنگ ہین اور مارچ سے جولائی تک اوس مین ایسی گرمی ہوتی ہے کہ برداشت نہین ہوسکتی۔ مکان الگ الگ بنے ہین۔ اور سمندر کے جوار بھاٹے کے سبب سے پانی کھاری ہے۔ یہان چھینٹ کی بڑی تجارت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک تو چھینٹین یہان بنتی ہین اس کے سوا سینٹ ٹامس سے بہت کثرت سے یہان آتی ہین جو نہایت نفیس اور رنگ کے لحاظ سے ہندوستان کے اور حصون سے بہت اچھی ہوتی ہین۔

بھاگ نگر سے موسلی پٹم تک کے منازل

الماس کنپش ۸ منزل

شیلاپلی	الماس کنپش سے	٦ کوس	یہان پانگل ایک قصبہ اور ملا۔
اناگل	شیلاپلی سے	٦½ ″	اناگل سی آدہ کوس پر ایک قصبہ سیرچل کنپش ہے اور راستہ مین موسی ندی ہے۔
گوکلو	سیرچل سے	٣ ″	
امیندگر	گوکلو سے	٤ ″	پنگشن یول امیندگر سے پانچ کوس پر ایک قصبہ ہے
پنٹلا	پنگشن سے	٥½ ″	
مچر	پنٹلا سے	٤ ″	راستہ مین کرشنا دریا ہے۔
ادور	مچر سے	٤ ″	
ملول	ادور سے	٤ ″	
گروپیٹھہ	ملول سے	٢ ″	
موسلی پٹم	گروپیٹھہ سے	½ ″	

ساحل بہت ہی اچھا ہے۔ تمام اقوام جہازات کے ذریعہ سے وہان آتے ہین اور یہان سے

تمام ممالک کو جہاز روانہ ہوتے ہین۔ ہین نے وہان باشندگان کو چین اور نیز اور ممالک مشرقی سیام و پیگو کے رہنے والون کو دیکھا تھا۔ علاقہ موسلی پٹم مین اور نیز تمام ساحل پر بالکل بت پرست (ہندو) رہتے ہین اور اون کے متدرون مین مست اور شہوت پرستونکی بڑی بڑی شکلین بنی ہوئی ہین کہ اون کے اندر جانے سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ میوہ جات کی وہان بڑی افراط ہے اور کھانے پینے کی چیزین نہایت ارزان ہین۔ ہمارے قافلے والون نے ایک بہیٹر بارہ پنس[1] مین اور ایک تیتر نصف پنس مین اور ایک مرغی دو پنس سے کم مین مول لی۔ تمام ساحل پر قریب قریب ارزانی کی یہی کیفیت ہے۔ جس کی حد لوگ راس ناگا پٹم سے راس موسلی پٹم تک سمجھتے ہین مگر بعض مصنفین نے اوسے اور آگے تک بیان کیا ہے۔ اور کہتے ہین کہ یہ ساحل راس کماری سے مغرب کی طرف دریاے گنگا کے دہانہ تک چلا گیا ہے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ وہ اسی راس پر جاکر ختم ہوجاتا ہی۔

اس ساحل پر بہت سے شہر آباد ہین جن مین سے بعض بعض اچھے ہین انہین مین سے ایک ناگا پٹم ہے جو ۱۲ درجہ عرض بلد پر واقع ہے۔ ترنکو بار بھی اسی عرض بلد مین آباد ہے ملیا پور جسے سینٹ ٹامس بھی کہتے ہین ۱۳½ درجہ پر واقع ہے اسے مسلمانون نے ڈچ کی مدد سے ۱۶۵۲ء مین پرتکالیون سے پھر لے لیا ہے۔

گولکنڈہ کی عملداری سینٹ ٹامس سے صرف دو کوس آگے تک ہے یہان کے عیسائیون کا بیان ہے کہ سینٹ ٹامس اسی قصبہ مین شہید ہوا تھا۔ اس قصبہ مین ایسے گھونگون سے چونا بناتے ہین جیسے نارمنڈی کے ملک مین سینٹ میکائیل سے لاتے ہین۔ اوسے چونا بنانے کے لیے ہڈیون کو سور کے میلے مین جلانا پڑتا ہے۔

(۱) ۱۲ پنس ایک روپیہ حالی ½ پنس = ۴ پیسے حیدرآبادی ۲ پنس = ۲/ پائی حالی۔

اس ملک مین چیچک کا بڑا زور رہتا ہے - یہان ایک اور بڑی بری بیماری ہوتی ہے
جس سے جانون کا بڑا نقصان ہوتا ہے اوسے اکرون کہتے ہین اور وہ بچون کو ہوا
کرتی ہے - زبان اور منھ مین اس سے آبلے پڑجاتے ہین - اور یہہ نہایت گرمی کی شدت
کے باعث پیدا ہوجاتی ہے اون کے مان باپ اپنے بچون کو وقتاً فوقتاً ٹھنڈی دوائین
دیتے رہتے ہین جو اس کے دفعیہ کے لیے ضروری ہین - ورنہ وہ بیماری آنتون مین اوتر
جاتی ہے اور سرین تک پہونچکر مریض بچہ کا کام تمام کردیتی ہے سینٹ ٹامس کے جنوب
مین بہت سے نائک ہین جو خود مختار ہین - ایک مدورا کا نائک ہی - اور تانجور کا نائک
آج کل بادشاہ وزیاپور کا مطیع ہوگیا ہے - نائک کے اصلی معنی کپتن یا ایک فوجی سردار
کے ہین - یہہ لوگ پہلے ان مقامات کے حاکم اور بادشاہ کے اقربا تھے - بعدازان باغی
ہوکر خود مختار بن بیٹھے - پلیاکٹ سینٹ ٹامس کے شمال مین ہے - جو کوٹھی کہ ڈچ نے وہان
بنائی ہے وہ ہندوستانی کوٹھیون سے بہتر ہے - وہان روئی کا کپڑا بہت آتا ہے
اون کے بڑے بڑے گودام اوس سے لبالب بھرے ہوئے ہین - پلیاکٹ مین وہ شورہ
کو بنگالہ سے لاتے اور صاف کرتے ہین اور باروت بنا کر اپنے اور کوٹھیون مین یہان
سے بھیجتے ہین - قلعہ گلدریا - یعنی پولیکٹ کے قلعہ کے گورنر کی تنخواہ پچاس کرہ(۱) اون ماہانہ
ہے اور خرچ خوراک کے لیے بھی پچاس کراون ماہانہ اوسے ملتے ہین علاوہ برین شراب
تیل اور اپنے پہننے کے کپڑے بھی جب چاہے وہ کمپنی کے گودام سے لے سکتا ہے
یہان پر روپیہ اور پیگوڈا دونون چلتے ہین - پیگوڈا یہان چار روپیہ کا ہوتا ہے یعنی اوسکی
قیمت چھ فرانسیسی لیور ہے فینم(۲) کا بھی یہان رواج ہے جس مین نصف سونا اور نصف

(۱) سوا سو روپیہ حالی (۲) جسے پانام بولتے ہین -

چاندی ہوتی ہے اور اوس کا سکہ وہ ہی ہے جو پیگوڈا کا ہوتا ہے - ۶ ۱/۲ فینن کا ایک روپیہ اور ۲۶ ۱/۲ کا ایک پیگوڈا ہوتا ہے - گاؤ بھی ایک سکہ ہے یہہ تانبے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہین اور فینن کے برابر ہوتے ہین - ایک فینن کے چالیس آتے ہین یہہ تمام سکے آج کل ڈچ[1] بناتے ہین -

اس کمپنی کی ایک کوٹھی پولیکٹ مین بھی ہے جو موسلی پٹم سے دو منزل پر شمال کی جانب واقع ہے اور ایک کوٹھی اسی ساحل پر وچیرون مین ہے بلی پٹم موسلی پٹم سے شمال کو چار منزل پر ہے - چاول عمدہ کپڑا لوہا موم لاکھہ ان مقامات مین تجارت کی چیزین ہین اور پیگو کی طرح یہان بھی بافراط ہوتی ہین - تانبا ٹین سیسہ اور مرچ باہر سے یہان آتی ہے بلی پٹم سے سیکاکول [illegible] گولکنڈہ کی عملداری کا اس طرف [illegible] ہے اس سے آگے بنگالہ کی طرف گولکنڈہ کی عملداری نہین ہے - اس ملک کے حکام نہایت ظالم ہین - اگر کوئی اون سے کہے کہ مین بادشاہ گولکنڈہ سے تمہارے ظلمون کی شکایت کرونگا تو وہ اوسپر ہنستے ہین اور کہتے ہین کہ گولکنڈہ کا بادشاہ اپنے ملک کا مالک ہے ہمین اپنی سلطنت کا اختیار ہے جو کچھہ ہم کرتے ہین اوسکا اسمین کچھہ اجارا نہین ہے سیکاکول سے بنگالہ براہ خشکی ایک مہینے کا راستہ ہی -

گولکنڈہ کی عملداری مین لوگون کو اکثر مقامات پر سانپون سے بڑا نقصان پہونچتا ہے لیکن

---

(۱) مسلمانون کے زمانہ مین گو سکہ پر بادشاہ کی طرف سے علامت ہوتی تھی - اور اور کسی کی مجال نہ تھی کہ سکہ پر اپنی علامت ثبت کرے مگر اس بات کی بہت ہی کم پروا کرتے تھے کہ سکہ بادشاہ کے ہی آدمی بنائین بلکہ جو چاہتا وہ باجازت اور کبھی کبھی بلا اجازت بھی اوسے بنا سکتا تھا اور وہ بادشاہ کے ملک مین شاہی سکہ سمجھا جاتا تھا ۱۲

اگر کوئی شخص غفلت نہ کرے تو اون کے کاٹے کا علاج ہو جاتا ہے وہ جلتے ہوے کوئلہ سے زخم کو داغ دیتے ہین - داغ لگتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ زہر کا اثر رفتہ رفتہ گھٹ رہا ہے اور لطف یہ ہے کہ آگ اسوقت کچھ بھی تکلیف نہین دیتی اس کے سوا وہ سانپ کے منکے کا بھی استعمال کرتے ہین جس کا کہ مین پہلے ذکر کر آیا ہون -

جب مین نے خیال کیا کہ کارومنڈل کے ساحل پر جو مقامات ہین اون کے حالات مین نے بخوبی معلوم کر لیے تو مین موسلی پٹم سے بھاگ نگر کو واپس آگیا یہان مجھے تین ہفتے اور رہنا پڑا - کیونکہ مین موسیو بیزن کے بغیر جا نہین سکتا تھا اور اوس نے یہان ابھی اپنا کام پورا نہین کیا تہا - اسی زمانہ مین حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے میلہ (یعنی محرم کی تعزیہ داری کے ایام) آگئے گولکنڈہ کے مسلمانون نے ایرانیون سے بہی زیادہ اس ماتمی تقریب مین کاٹ چھانٹ کی ہے اور ایسی ایسی باتین کرتے ہین جو حد سے زیادہ تجاوز کر کے بیہودگی مین داخل ہو جاتی ہین - دس روز تک متواتر ان سانگون کے سوا اور کچھ نہین ہوتا - تعزیہ داری کے واسطے تمام شہر کو نبر جا بجا ڈیرے کھڑے کرتے ہین - اوس مین چراغ جلاتے ہین قالین بچھاتے ہین - راستہ مین لوگون کی بہت کثرت ہوتی ہے اور قریب قریب تمام آدمیون کے منھ پر چھنی ہوئی راکھ ملی ہوئی ہوتی ہے جو لوگ ننگے ہوتے ہین اونکے تمام جسم پر یہہ بھبوت ملی ہوئی ہوتی ہے اور جو کپڑے پہنے ہوتے ہین وہ اپنے کپڑے اس سے رنگ لیتے ہین لیکن جو کپڑے وہ آجکل پہنے ہین اون سے اور خاصکر اون کی پگڑیون سے تو نمایش اور بہڑ داپنا برستا ہوتا ہے - ہتیار بند تو سب ہی ہوتے ہین مگر اکثر برہنہ تلوارین بہی رکھتے ہین بعض بعض لمبی لمبی زنجیرین جو ان کی کلائیون کے برابر موٹی ہوتی ہین اپنے

کمرون مین باندھکر سڑک پر گھسیٹے ہوئے چلتے ہین چونکہ ان زنجیرون کے کھینچنے مین بڑا
کسالا کرنا پڑتا ہے وہ تھک جاتے ہین پھر اور لوگ ان زنجیرون کے لینے کی ان سے
درخواست کرتے ہین - یہہ لوگ پہلے زنجیرون کو چھوتے ہین اور اپنی اونگلیون کو چومکر
اور اونھین اوٹھاکر آنکھون تک لیجاتے ہین - گویا یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ حضرت امام حسینؑ
کے متبرک آثار مین سے ہے ان لوگون کے بڑے جلوس نکلتے ہین کسی کے پاس علم
ہوتے ہین اور کوئی لکڑی کی جھنڈیان لیے ہوتا ہے - ان جھنڈیون پر چاندی کے پنجے
نصب ہوتے ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ امام حسینؑ کے ہاتھ ہین - بعضون کے پاس چھوٹے
چھوٹے ہلکی لکڑی کے مکان بنے ہوے سر پر رکھے ہوتے ہین - وہ اوچھلتے کودتے
اور کچھ سانگ کی طرح گاتے بجاتے ہین - بعض ننگی تلوارون کو پھراتے ہوے جاتے
ہین اور ایک دوسری تلوار کو آپس مین مارتے ہین - اور نہایت زور سے حسینؑ حسینؑ
کرکے چلاتے ہین - رنڈیان بھی اس میلہ مین شریک ہوتی ہین - ان کا ماتمی لباس بھی
خوشنما ہوتا ہے جو نہایت بیہودگی کے ساتھ ناچتی اور تھرکتی ہوئی چلتی ہین -

یہان کے بت پرست کفار (ہندو) بھی دل لگی کے طور پر اس میلہ کو مناتے ہین
اور ایسی لغویات کرتے ہین کہ جو مسلمانون سے کہین بڑھکر ہوتی ہین - وہ خوب کھاتے
پیتے اور قہقہہ اوڑاتے اور چارون طرف ناچتے پھرتے ہین - مگر اون کے گیتون مین وہ حزن
وملال کے آثار نہین ہوتے کہ جنھین بڑہ بڑہکر مسلمان ظاہر کرنا چاہتے ہین - یہہ لوگ
ان دس روز مین نہ صرف بال ہی منڈانا چھوڑ دیتے ہین بلکہ بجز روٹی اور میوہ کے تمام خرید و
فروخت بند کردیتے ہین - تاہم مکانون مین ہر ایک چیز بکثرت خرید فروخت کیلئے موجود رہتی ہی
اس میلہ مین لبسا اوقات خون خرابہ ہوجاتا ہے اور شاید ہی کوئی محرم خالی جاتا ہو کہ شیعہ

سنیون مین لڑائی نہو جاتی ہو سنی انکی ان باتون پر ہنستے ہین اور شیعہ اس مضحکہ کی تاب تلا کر اُن سے لڑمرتے ہین جس سے یہہ میلہ اصلی صورت مین نمایان ہوجاتا ہے اس جدال وقتال کے بعد ازان بازپرس نہین کی جاتی نہ مقدمات دایر ہوتے ہین۔ کیونکہ مسلمان (شیعہ) کہتے ہین کہ ان دنٌ روز مین بہشت کے دروازے کہلے ہوتے ہین جو مسلمان اسلام کی راہ مین مرتا ہے وہ سیدھا بہشت مین چلا جاتا ہے۔ مین نے بہاگ نگر مین ایک تورانی کو دیکھا جس نے کچھ الفاظ امام حسینؑ[1] کے برخلاف کہے تھے اس سے شیعہ لوگون نے بُرا مانا اور سنی کے قتل کے درپے ہوے مگر اس سنی نے اپنی تلوار سے تین شیعون کو قتل کردیا۔ طرفین سے بہت سی بندوقین چلائی گئین ایک شخص ان کے بیچ بچاو کرنے کو آیا اوس کے پیٹ مین ایسا ہلک زخم لگا کہ اوس کی جان کے لینے کے دینے پڑگیے۔ سات آدمی فوراً قتل ہوگئے یہان تک کہ وزیراعظم کے کچھہ آدمی بھی اس لڑائی مین آکر شریک ہوگیے اور وزیر بہی اتفاق سے وہان کہین پالکی مین سوار آنکلا۔ مگر یہہ جدال قتال دیکھکر فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر بہاگ گیا۔ اس میلہ کے دوسرے روز اور جلوس بہی ہوا کرتے ہین۔ یہہ لوگ مرثیے پڑھتے ہین اور تابوت (تعزیے) ادہر ادہر لیے پہرتے ہین جن کو اقسام اقسام کی چیزون سے ڈھنکتے ہین ایک پگڑی ہر ایک تابوت پر ہوتی ہے جو اس بات کی نشانی ہے کہ یہہ حضرت امام حسینؑ اور اون کے آدمیون کے جنازے ہین جنھین کربلا کی لڑائی مین یزید کی فوج نے قتل کیا تہا۔

[1] موسو تھیونو کا خیال ہے کہ سنی حضرت امام حسین کو نہین مانتے یہہ بالکل غلط ہے اس جہگڑے کی وجہ کچھہ اور ہی ہوگی جس کا دریافت کرنا موسیو تھیونو کو ضروری نہ تھا۔ خیر کچہہ بھی ہو یہہ تو اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ گو شاہی مذہب یہان شیعہ تہا مگر سنی بھی بکثرت تہے اور اس فریق کی قوت بہی کچھ کم نہ تہی۔

باب دہم

موسیو تھیونو کی روانگی بہاگ نگر سے سورت کو

میلہ ختم ہوتے ہی موسیو بیزن نے مجھے سورت کو چلنے کے لیے کہا اور مین نے جھٹ پٹ تیاری کی - چنانچہ ۱۲ نومبر کو بہاگ نگر سے چلدئے۔ موسیو بیزن نے ایک پروانہ راہری بھی لے لیا - کہ گولکنڈہ کی عملداری مین کوئی ہم سے محصول نہ لے لیکن ہم اوس راستہ سے نہ گیے جس راستہ سے کہ آئے تھے - اس لیے ڈانک آنے پر ہم سے تین گانون کا محصول[1] مانگا گیا - اور محصول کے مانگنے مین ایسی جلدی کی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے بڑا گناہ کیا - جور وپیہ دینے کیلئے ہاتون مین ہی کھولکر نہ رکھہ لیا - لیکن جب اوس شخص نے جسے شیدی مظفر نے موسیو بیزن کے ساتھ پروانہ راہداری کی تعمیل کرانے کے لیے ساتھ کر دیا تھا محصول گیرون کو وہ پروانہ دکھایا تو وہ چپ ہو رہے اور صرف ہم سے پان کھانے کے لیے بخشش مانگی - یہہ انعام یا بخشش جہان کہین کہ ہم محصول دیتے وہان سب جگہہ دینی پڑتی تھی - یہہ راستہ نہایت ہی بد قطع تھا - سات دن کے سفر کے بعد ہم بیدر مین آئے جس کا کہ مین پہلے ذکر کر چکا ہون اور جو بہاگ نگر سے صرف ۲۲ کوس ہے - اس راستہ مین ہمین نروا پتنا اور موسی ندیان اور مومن اور پندیگل دو چھوٹے چھوٹے قصبے اور بہت سے گانون ملے - گولکنڈہ کی سلطنت یہان علاقہ کوہیر و سنجاور کے درمیان ختم ہوجاتی ہے -

(۱) اس محصول کو ڈہول اوڑائی کہا کرتے تھے کیونکہ مسافر سے اس محصول کے لینے کیلئے بجز اسکے اور کوئی وجہہ نہین ہوتی تھی - کہ اوس نے راستہ چلنے مین اوس گانون کی زمین سے دہول اوڑائی تھی ۱۲ -

بہاگ نگر سے بیدر تک کے منازل

بہاگ نگر سے وانگ	۵ کوس	راستہ مین نرد ا ایک ندی ہے	
چلکور	۷ //	راستہ مین پینوا ایک ندی (جیسے اوپر بنالکھا ہے)	
اسکی کروہ	۶ //		
یاقوت کی پنٹھہ	۳ //		
تنکی ٹالہ	۶ //	راستہ مین موسن و پندیکل قصبہ	
کوہیر	۳ //	راستہ مین سنجا ور ندی	
ویدی کوئی	۶ //		
بیدر	۴ //		

کوسون کی تعداد فرانسیسی لیگ مین ۲۲ ½ لیگ

بیدر سے پاتری کے منازل

اکور	۱۲ کوس	راستہ مین مانجرا ایک ندی
مورگ	۸ //	
اودگیر	۶ //	
ہلی	۶ //	
راجورہ	۶ //	
ساورگانون	۶ //	راستہ مین گارک و گنگا ندی
کالی	۶ //	
رامپوری	۶ //	

پاتری	۸ کوس	

کل ۳۴ لیگ

پاتری سے برام پور (برہانپور) کے منازل

کاہل گانون	۹ کوس	راستہ مین دودنا ایک ندی
پاتو قصبہ	۶ "	
نیر قصبہ	۶ "	
سیونی	۳ "	
شنید یکور قصبہ	۳ "	راستہ مین اورنا ایک ندی
ظفر اباد قصبہ	۱۰ "	
پیپلی	۱۰ "	
دیول گانون	۶ "	
روکہیرا قصبہ	۶ "	
ملکاپور قصبہ	۲ "	راستہ مین نروا دپورنا ندیان
جالور	۱۲ "	راستہ مین تاپتی ندی -
برام پور (برہانپور)	۲ کوس	

کل مسافت ۳۹½ لیگ

۱۳ نومبر کو ہم بیدر سے چلے اور مین نے ۳۴ لیگ موسیو بیرن کے ساتھ سفر طے کیا لیکن چونکہ اورنگ آباد مین کام تھا اور مجھے برہانپور کو جانا تھا ہم دونون پاتری کے مقام پر دریاے مانجرا کارک و گنگا کو عبور کر کے ۲۰ نومبر کو جدا ہو گیے - راستہ مین ہمین اودگیر

راجورہ اور پاتری قصبے ملے۔ یہان مغلون کے حاکم رہتے ہین۔ اور وہ اون لوگون سے
جو شاہ بیجاپور کے لشکر کی طرف سے آتے ہین بڑی چوکسی کرتے ہین۔ مغلون اور
بیجاپوریون مین آجکل بازار جنگ گرم ہے۔ مین نے پاتری سے ایک اور نوکر رکھ لیا
تھا۔ اور براہ قصبات پاتو نیر سنیدیکور ظفرآباد روکرا و ملکاپور سفر کیا۔ یہہ چہہ قصبے ہمارے
د فرانس کے ؛ معمولی شہرون کے برابر بھی نہین ہین۔ بروز پنجشنبہ ۹ دسمبر کو مین برہانپور
پہونچا۔ جس کا کہ مین پہلے بیان کرچکا ہون۔ پاتری سے برہانپور کے راستہ مین دودنا
سزوا پورنا اور تاپتی دریا ملتے ہین اس سفر مین مجھے ۲۹۔ روز لگے۔ ہان اگر یہہ موسم
نہ ہوتا تو صرف ۲۲۔ روز مین سفر ہوسکتا تھا۔

برہانپور سے جو صوبہ خاندیس کا دارالسلطنت ہے مین سورت کو معمولی سڑک سے
واپس ہوا۔ اور راستہ مین بیمار ہوجانے کے سبب سے مجھے ایک بیماری کا علاج معلوم ہوگیا
پرتگالی چارون قسم کے قولنج کو جن سے ہندوستان مین اکثر شکایت ہوا کرتی ہے اور بہت
ہی تکلیف پہونچتی ہے مارڈجن کھتے ہین۔ ایک تو معمولی قولنج ہے اسمین بڑا درد ہوتا ہے
دوسرے قولنج مین درد کے علاوہ دست بھی آتے ہین۔ جن لوگون کو تیسری قسم کا قولنج
ہوتا ہے اونھین درد کے سوا قے بھی بڑی شدت سے ہوا کرتی ہے۔ چوتھے قسم کے
قولنج مین یہہ تینون شکایتین یعنی قے دست اور درد سب کچھ ہوتا ہے۔ میرے نزدیک
یہہ اخیر حالت ہیضہ کی بیماری ہے یہہ بیماریان اکثر بدہضمی سے پیدا ہوتی ہین۔ اور کبھی ان
ایسے جگر خراش درد ہوتے ہین کہ آدمی چوبیس ۲۴ گھنٹہ ہی مین مرجاتا ہے۔ ہندوستان مین
جو اس کا علاج کرتے ہین وہ یہہ ہے کہ ایک انگلی کی برابر لوہی کی ایک کیل لیکر خوب دہکاتے
ہین پھر اوسے مریض کے پیر کے تلوے کو داغتے ہین۔ اور کیل کو اتنی دیر لگائے رکھتے ہین

کہ مریض کو اوس سے زیادہ رکھنے کی برداشت نہین ہوسکتی۔ جس سے مریض کے بیرین داغ پڑجاتا ہے۔ یہہ علاج ایسا زود اثر ہے کہ فوراً درد جاتا رہتا ہے اگر اس داغنے سے مریض کے بدن سے خون جاری ہوگیا تو اوس کی زندگی بڑے خطرہ مین پڑجاتی ہے مجھسے کتنے ہی آدمیون نے یہہ بیان کیا ہے کہ ایڑی کے جلنے سے پہلے اگر کسی مریض کے خون جاری ہوجاوے تو پھر وہ کسی طرح نہین بچتا۔ خون جاری ہونے سے اتنے عرصہ کے بعد مرجاتا ہے کہ شروع بیماری سے جتنے عرصہ کے بعد خون جاری ہوا ہے لیکن اگر عمل مذکور سے دو روز کے بعد خون جاری ہو تو کچھ خطرہ نہین ہوتا۔ بعض لوگ اس بیماری کا علاج باندہنے سے بھی کیا کرتے ہین اور مریض کے سر کو ایسا کسکر باندہتے ہین کہ مریض کا مغز ہی بچکر نکلنے کے قریب ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی اوس کے بیٹھہ کر رانین اور پنڈلیان بھی باندہ دیتے ہین اور جب مریض کو یہہ بندش ناگوار معلوم ہونے لگتی ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ مریض اچھا ہوگیا۔ حضر غالی دست بھی آیا کرتے ہین ہندوستان مین یہہ بڑی خطرناک بیماری ہے۔ بہت لوگ اس سے مرجاتے ہین ذرہ کسی کو گرمی زیادہ ہوگئی۔ اور اس بیماری نے اوسے آدبایا۔ دوا اوس کی یہہ ہے دو درہم ریوند چینی بریان اور ایک درہم زیرہ سفوف کرکے لیمو کے عرق مین اور اگر یہہ نہ ملے تو گلاب مین ملاکر اوس کو پیتے ہین۔ عام ہندوستانی اس دوا کے سوا اوس کی اور دوا نہین جانتے۔ ہان چاولون کو پانی مین اسقدر اوبالتے ہین کہ وہ خشک ہوجاتے ہین پھر وہ اونہین ایسے دودہ کے ساتھ جو کھٹا ہوگیا ہو یعنی (دھی کے ساتھ) ملاکر کھاجاتے ہین اور کوئی چیز اوس وقت تک نہین کھاتے جب تک کہ یہہ بیماری رہتی ہے۔ اگر خونی اسہال ہو تو بھی وہی علاج کیا کرتے ہین برہانپور سے جب مین سورت گیا تھا تو میرا ایک بنئے اور ایک ملاسے ساتھ ہوگیا تھا

جو بادشاہ کے دربار سے آتا تھا - اس ملا نے بادشاہ سے اپنی غریبی اور افلاس کا بیان
کر کے پانچسو روپیہ کا وظیفہ حاصل کیا تھا جو فرانسیسی سکہ مین ۷۵۰ لیور کے برابر ہوتا ہی
اس روپیہ کی نسبت اوسے حکم دیا گیا تہا کہ وہ ایک گانون سے وصول کر لیا کرے
برہانپور سے سورت تک ۷۵ لیگ کا فاصلہ ہے پندرہ دن ہمین اس سفر مین لگے اور
راستے مین بہت سے قصبے شہر اور قلعے ہم نے دیکھے - چلتے مین ہمین کوئی گہنٹہ نہین
گذرتا کہ کوئی بستی ہمین نہ ملتی ہو - راستہ مین شیر دیکھنے مین آئے - کھین کھین درختون
کے نیچے جھونپڑیان اسی غرض سے ڈالی گئی ہین کہ شب کو مسافران مین چہپ کر ہو بیٹھین -
اس راستہ مین کئی پہاڑ اور آٹھہ دریا بھی ہین عام باتون کے سوا کوئی خاص بات نہین
دکھائی دی - البتہ اس کا بڑا اندیشہ تہا کہ بادر کے راجہ کے سوار آکر ہمین کہین نہ لوٹ
لین جو خاندیس کے کوہستان مین چھپے رہا کرتے ہین - اور ہر وقت ادہر ادہر تاک
جھانگ لگائے رکہتے ہین - گو اس زمانہ مین یہہ راجا مغلون کا مطیع ہے مگر پہر بہی یہہ
خوف لوگون کو لگا رہتا ہے - لیکن ہمین راستے مین کوئی سوار نہ ملا - اور ہم سورت کو بخیریت
تمام پھونچ گئے -

باب ششم

فہرست مضامین ردیف وار

مضمون	صفحہ
ردیف الف	
اورنگ آباد شہر کے حالات	۲۹
الوراکے مندرون کے تفصیلی حالات	۳۱
اورنگ آباد سے کالورتک کے راستہ کا بیان	۳۷
اورنگ آباد سے کالورتک کے منازل	۴۶
اندلوالی قصبہ کا بیان	۴۷
اورنگ آباد کے راستہ کا بقیہ بیان	۴۷
امراسے گولکنڈہ اوراون کا جلوس	۱۰۵
ردیف (ب)	
برہانپور کی آبادی	۲۱
برہانپور کا قلعہ پتھر کا ہاتی پینے کا پانی اور وہان کی تجارت	۲۲
بیدر شہر اور وہان کے صوبہ دار کے حالات	۴۹
بسین شہر کا بیان	۵۵
برکار۔ کوکنال اور مانگو کے مالاباری ڈاکو ..	۹۹

مضمون	صفحہ
بیجاپور اور بیجاپور کی حکومت ..	۷۷
بھاگ نگر کی آبادی	۸۹
بازاری عورتین	۹۰
بارش گولکنڈہ کی	۱۰۹
بھاگ نگر سے موسلی پٹم کا راستہ	۱۱۰
بھاگ نگر سے موسلی پٹم تک کے منازل	۱۱۲
بھاگ نگر سے بیدر تک جانا	۱۱۹
بھاگ نگر سے بیدر اور بیدر سے پاتری اور پاتری سے برہانپور تک کی منزلین	۱۲۰
برہانپور سے سورت تک کے راستہ کا بیان	۱۲۳
ردیف (ت)	
تھیونو کو سفر کا شوق۔ اور موسیو ہربا سے ملاقات اور اوس کا سفر روم اور مصر مین	۱۰
تھیونو کا دوسرا سفر۔ اور بغداد تک آنا	۱۳
تھیونو کا ایران۔ اور ہندوستان مین آنا اور واپسی کے وقت ایران مین ادسکام جانا	۱۶

صفحہ	مضمون

تھیونو کی محنت ترقی علم کے لیے تھی ۱۷
تھیونو کے سفر نامہ کے تین حصے ۱۸
تلنگانہ کے حدود ۴۹
تانجور کا نایک ۷۶
تاج شاہی ۱۰۵
تعزیہ داری بہاگ نگر کی ۱۱۶

ردیف (چ)

چڑھاوا سمندر مین ۵۶
چار مینار ۸۵

ردیف (ح)

حیدرآباد کی پہاڑیان اور اوسکا طرز عمارت ۸۲
حیدرآباد کی لنبائی چوڑائی ۸۳
حیدرآباد کے کوتوال کی کچہری اور جیلخانہ .. ۸۳
حیدرآباد کے باغات ۸۶

ردیف (د)

دولت آباد کے حالات ۳۷
دامن شہر کا بیان ۵۴
دابل کا بیان ۵۵
دکن کی بادشاہت اور اوسکی وسعت .. ۶۲
دکن کا ایک بادشاہ ۷۲
دکن کا تین اسلامی حکومتون مین منقسم ہونا ۷۳
دکن کی حکومتون کی نااتفاقی اور دکن مین مغلون کا دخل - اور بیجانگر والونکی شکست ۷۴

ردیف (ز)

زہر مہرہ ۹۶

ردیف (س)

سفر کا شوق اور اوسکے فوائد یورپ والون کو ۹
سورت سے اورنگ آباد کا سفر اور ہندوستانی خدمتگار ۴۴
سورت سے اورنگ آباد کے منازل اور راستہ کے حالات - عیسائیون کی عیسائی خدمت کی اشاعت مین سرگرمی ۴۷
سیتانگر کے مندر کا بیان ۴۳
ستی ہونا - اور اوس کی وجہ ۵۸
ستّی کے بہاگ نگر کے ۹۱
سید شاہ راجو درویش ۱۰۳

ردیف (ش)

شاہان اسلام کا ستی ہونیکی ممانعت کرنا ۵۹
شاہان گولکنڈہ کی قبرین ۹۶

مضمون	صفحہ
ردیف (ص)	
صوبہ خاندیس کی زرخیزی	۲۰
صوبہ بگلانہ کے حدود	۵۴
ردیف (ع)	
عبداللہ قطب شاہ	۹۸
عبداللہ قطب شاہ کو اورنگ زیب کا خوف	۱۰۱
عبداللہ قطب شاہ کے دامادون کا اوسے دق کرنا	۱۰۲
ردیف (ف)	
فرانسیسی سوداگر - اور ہندون کا انہین نذر دینا اور اوس پر جہگڑا	۲۰
فیرزون کا تراشنا	۹۵
فوج کی تنخواہ	۹۹
ردیف (ق)	
قولنج کا درد اور اوس کی قسمین اور علاج	۱۲۲
ردیف (ک)	
کوچین کا راج - مرض فیل پا - اور کوچین والون کا ولدنا معلوم ہونا	۶۴
کوچین مین رسم گدی نشینی - اور پرتگالی اور ڈوچ	۶۵
کوچین مین قسم کا تالاب ..	۶۷
کولم اور کارگیلن کے راج ..	۶۸
کہجور کے تپون پر لکہنا	۶۹
کنانور کے راج	۷۰
کرناٹک کے راج کی وسعت اور شاہان وزیاپور و گولکنڈہ کی چڑہائی وہان کے راجہ پر	۷۵
کارومنڈل کا ساحل اور اوس کے کنارہ کی آبادیان	۱۱۲
ردیف (گ)	
گوا اور پرتگالیون کا اوسے لے لینا	۷۸
گوا پرتگالیون کا دارالسلطنت	۷۹
گولکنڈہ کی حکومت اور محصول لینے مین سختی	۸۰
گولکنڈہ اور اوس کی وجہ تسمیہ ..	۹۳
گولکنڈہ کا قلعہ اور اوس کا استحکام	۹۴
گولکنڈہ کی آمدنی	۱۰۴
ردیف میم	
مردے ہندوون کے اور اون کے دفن کے قاعدے	۵۹

مضمون	صفحہ
مالابار - اور کالیکٹ	۶۳
مدورا کا نائک	۷۶
محلات شاہی	۸۴
میر جملہ اور اوس کی شان و شوکت	۱۰۸
موسلی پٹم	۱۱۱
ردیف (ن)	
نٹون کا تماشا	۴۰
نائیر اور اون کا فخر اپنی شرافت پر - اور یورپیون سے اونکی نفرت	۶۵
ردیف (ہ)	
ہندوستان کے اعتقادات اور اونکے نہانے اور کہانے پینے کے حالات	۵۱
ہندوون کا سور اور آٹے کی گامی کی مذہبی رسم	۵۲
ہندوون کا روزہ رکھنا	۵۳
ہندوون کے بچون کی شادی بیاہ	۵۶
ہیرون کی قیمتین بہاگ نگر مین	۵۲
ردیف (ے)	
یوروپین بہاگ نگر مین	۹۰

تمت بالخیر